تفسیر ابن کثیر (اردو) پارہ ۱۴

فہرست اہم مضامین

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
رسول اللہؐ سے قریش کا تمسخر	۴	انسان کی عمر کے درجے	۴۴
انسان کی پیدائش	۷	انسانوں میں رزق کی تقسیم	۴۶
خدا تعالےٰ کے حضور میں ابلیس کا ناپاک عہد	۹	اللہ تعالےٰ کا کمالِ علم اور کمالِ قدرت	[illegible]
حضرت ابراہیمؑ کو ملائکہ کے ذریعہ اولاد کی بشارت	۱۲	قیامت کے دن تمام انبیاءؑ کی اپنی اپنی امت پر شہادت	۵۰
قوم لوطؑ کا فرشتوں سے سلوک	۱۳	نیکی سے روکنے والے کی سزا	۵۱
قوم لوطؑ کی ہلاکت	۱۴	عدل و انصاف کا حکم	۵۲
قوم شعیبؑ (اصحابِ ایکہ) کا انجام	۱۴	عہد و پیمان کی حفاظت کا حکم	۵۳
قوم ثمود (اصحابِ حجر) پر عذابِ الٰہی	۱۴	مؤمنین کی دنیا و آخرت میں سعادت مندی	۵۶
تفسیر سورۂ نحل	۲۰	حلال و حرام جانوروں کا ذکر	۶۲
چوپایوں سے منافع	۲۳	حضرت ابراہیمؑ کی تعریف	۶۵
سمندروں سے فوائد	۲۶	احسن طریق پر تبلیغ کا حکم	۶۷
نمرود کا بیان	۲۹	شہداءِ اُحد کے ساتھ مشرکین کی بدسلوکی	۶۷
قبض رُوح کی کیفیت	۳۰	صبر کی فضیلت کا بیان	۶۹
شہد کی مکھیوں کو ہدایتِ خداوندی	۴۲	تقویٰ اور احسان کی فضیلت کا ذکر	۶۹
شہد کے فوائد	۴۳		

یہ تفسیر کشمیر میں ملنے کا پتہ مکتبہ مسلم بربرشاہ سرینگر کشمیر، ناشر مسعود پبلشنگ ہاؤس دیوبند

پارہ رُبَمَا يَوَدُّ

تفسیر سورۃ الحجر مکیہ

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا

وہ بھی وقت ہو گا کہ کافر اپنے مسلمان ہونے کی آرزو

مُسْلِمِيْنَ ② ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا

کرینگے۔ تو انھیں کھاتا نفع اٹھاتا اور

وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③

امیدوں میں مشغول ہوتا چھوڑ دے یہ خود ابھی جان لیں گے

کافر اپنے کفر پر عنقریب نادم و پشیمان ہونگے اور مسلمان بن کر زندگی گزارنے کی تمنا کریں گے۔ یہ بھی مروی ہے کہ کفار بدر جب جہنم کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ آرزو کریں گے کاش کہ وہ دنیا میں مؤمن ہوتے۔ یہ بھی ہے کہ ہر کافر اپنی موت کو دیکھکر اپنے مسلمان ہونیکی تمنا کرتا ہے۔ اسی طرح قیامت کیدن بھی ہر کافر کی یہی تمنا ہوگی۔ جہنم کے پاس کھڑے ہو کر کہیں گے کہ کاش کہ اب ہم واپس دنیا میں بھیجدیئے جائیں تو نہ تو خدا کی آیتوں کو جھٹلائیں۔ نہ ترک ایمان کریں۔ جہنمی لوگ اوروں کو جہنم سے نکلتے دیکھ کر بھی اپنے مسلمان ہونیکی تمنا کرینگے ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ گنہگار مسلمانوں کو جہنم میں مشرکوں کیساتھ اللہ تعالےٰ روک لے گا تو مشرک ان مسلمانوں سے کہیں گے کہ جس خدا کی تم دنیا میں عبادت کرتے رہے اس نے تمہیں آج کیا فائدہ دیا؟ اسپر اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جوش آئے گا۔ اور ان مسلمانوں کو جہنم سے نکال لے گا اس وقت کافر تمنا کریں گے کہ کاش کہ وہ بھی دنیا میں مسلمان ہوتے ایک روایت میں ہے کہ مشرکوں کے اس طعنے پر اللہ تعالےٰ حکم دیگا کہ جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم سے آزاد کر دو الخ۔ طبرانی میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے والوں میں سے بعض لوگ بسبب اپنے گناہوں کے جہنم میں جائینگے۔ پس لات وعزیٰ کے پجاری ان سے کہیں گے کہ تمہارے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے نے تمہیں کیا نفع دیا تم تو ہمارے ساتھ ہی جہنم میں جل رہے ہو۔ اسپر اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جوش آئے گا۔ اللہ تم ان سب کو وہاں سے نکال لے گا اور نہر حیات میں غوطہ دیکر انھیں ایسا کر دے گا۔ جیسے چاند گہن سے نکلا ہو۔ پھر یہ سب جنت میں جائیں گے۔ وہاں انھیں جہنمی کہا جائیگا حضرت انسؓ سے یہ حدیث سن کر کسی نے کہا کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ سنو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھ پر

قصداً جھوٹ بولنے والا اپنی جگہ جہنم میں بنالے باوجود اس کے میں کہتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے اور روایت میں ہے کہ مشرک لوگ اہل قبلہ سے کہیں گے کہ تم تو مسلمان تھے۔ پھر تمہیں اسلام نے کیا نفع دیا؟ تم تو ہمارے ساتھ جہنم میں جل رہے ہو' وہ جواب دیں گے کہ ہاں ہمارے گناہ تھے جن کی پاداش میں ہم پکڑے گئے۔ الخ اسمیں یہ بھی ہے کہ ان کے چھٹکارے کیوقت کفار کہیں گے کہ کاش کہ ہم مسلمان ہوتے اور ان کی طرح جہنم سے چھٹکارا پاتے۔ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر شروع سورت سے مسلمین تک تلاوت فرمائی۔ یہی روایت اور سند سے ہے اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا ہے بعوض اعوذ کے۔ اور روایت میں ہے کہ ان مسلمان گنہگاروں سے مشرکین کہیں گے کہ تم تو دنیا میں یہ خیال کرتے تھے کہ تم اولیاء اللہ ہو۔ پھر ہمارے ساتھ یہاں کیسے؟ یہ سن کر اللہ تعالےٰ ان کی شفاعت کی اجازت دیگا۔ پس فرشتے اور نبی اور مومنین شفاعت کریں گے اور اللہ انھیں جہنم سے چھوڑتا جائے گا۔ اس وقت مشرک لوگ کہیں گے کہ کاش کہ وہ بھی مسلمان ہوتے تو شفاعت سے محروم نہ رہتے اور ان کے ساتھ جہنم سے چھوٹ جاتے۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں یہ لوگ جب جنت میں جائیں گے۔ تو ان کے چہروں پر قدرے سیاہی ہوگی۔ اس وجہ سے انھیں جہنمی کہا جاتا ہوگا پھر یہ دعا کریں گے کہ خدایا یہ لقب بھی ہم سے ہٹادے۔ پس انھیں جنت کی ایک نہر میں غسل کرنے کا حکم ہوگا۔ اور وہ نام بھی ان سے دور کر دیا جائیگا۔ ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض لوگوں کو آگ ان کے گھٹنوں تک پکڑے گی اور بعض کو زانو تک اور بعض کو گردن تک۔ جیسے جن کے گناہ اور جیسے جن کے اعمال۔ بعض ایک مہینے کی سزا بھگت کر نکل آئیں گے سب سے لمبی سزا والا وہ ہوگا جو جہنم میں اتنی مدت رہے گا جتنی مدت دنیا کی ہے

یعنی دنیا کے پہلے دن سے دنیا کے آخری دن تک جب انکے نکالنے کا ارادہ اللہ تعالیٰ کرلیگا۔ اسوقت یہود و نصاریٰ اور دوسرے دین والے جہنمی ان اہل توحید سے کہیں گے کہ تم اللہ پر اسکی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ایمان لائے تھے۔ پھر بھی آج ہم اور تم جہنم میں یکساں ہیں پس اللہ تعالےٰ کو سخت غصہ آئے گا کہ انکی اور کسی بات پر اتنا غصہ نہ آیا تھا۔ پھر ان موحدوں کو جہنم سے نکال کر جنت کی نہر کے پاس لایا جائے گا۔ یہ ہے فرمان رُبَمَا یَوَدُّ الخ میں۔ پھر بطور ڈانٹ کے فرماتا ہے کہ انھیں کھاتے پیتے اور مزے کرتے چھوڑ دے۔ آخر تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ تم کھا پی لو تمہارا مجرم ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ انھیں انکی دور دراز کی خواہش توبہ سے خدا کیطرف جھکنے سے غافل رکھے گی اور عنقریب حقیقت کھل جائیگی

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ
کسی بستی کو ہم نے ہلاک نہیں کیا مگر کہ اس کے لئے مقررہ
مَّعْلُومٌ ④ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا
نوشتہ تھا۔ کوئی گروہ اپنی موت سے نہ آگے بڑھتا ہے
وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ⑤
نہ پیچھے رہتا ہے۔

ہم کسی بستی کو دلیلیں پہنچانے اور ان کا مقررہ وقت ختم ہونے سے پہلے ہلاک نہیں کرتے۔ ہاں جب وقت مقررہ آجاتا ہے پھر تقدیم تاخیر ناممکن ہے۔ اس میں اہل مکہ کی تنبیہ ہے کہ وہ شرک سے الحاد سے پیغمبرؐ خدا کی مخالفت سے باز آجائیں ورنہ مستحق ہلاکت ہوجائیں گے۔ اور اپنے وقت پر تباہ ہوجائیں گے۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ
کہنے لگے کہ اے وہ شخص جسپر قرآن اُتارا گیا ہے
إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ⑥ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ
یقیناً تو تو کوئی دیوانہ ہے اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس
إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ⑦ مَا نُنَزِّلُ
فرشتوں کو کیوں نہیں لاتا؟ ہم فرشتوں کو

الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا
حق کے ساتھ ہی اُتارتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے
مُنْظَرِيْنَ ⑧ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ
نہیں ہو سکتے　ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨
اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں

کافروں کا کفران کی سرکشی تکبر اور ضد کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ بطور مذاق اور ہنسی کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اے وہ شخص جو اس بات کا مدعی ہے کہ تجھ پر قرآن خدا کا کلام اُتر رہا ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو سراسر پاگل ہے کہ اپنی تابعداری کیطرف ہمیں بُلا رہا ہے۔ اور ہم سے کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے دین کو چھوڑ دیں ؛ اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتا؟ جو تیری سچائی ہم سے بیان کریں۔ فرعون نے بھی یہی کہا تھا کہ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ الخ اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے؟ اسکے ساتھ ملکر فرشتے کیوں نہیں آئے؟ رب کی ملاقات کے منکروں نے آواز اُٹھائی کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کئے جاتے؟ یا یہی ہوتا کہ ہم خود اپنے پروردگار کو دیکھ لیتے دراصل یہ گھمنڈ میں آ گئے اور بہت ہی سرکش ہو گئے فرشتوں کو دیکھ لینے کا جب دن آ جائیگا اسدن ان گنہگاروں کو کوئی خوشی نہ ہوگی ؛ یہاں بھی فرمان ہے کہ ہم فرشتوں کو حق کیساتھ ہی اُتارتے ہیں۔ یعنی رسالت یا عذاب کیساتھ۔ اسوقت پھر کافروں کو مہلت نہیں ملے گی ؛ اس ذکر یعنی قرآن کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور اسکی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہیں ہمیشہ تغیر و تبدل سے بچا رہیگا۔ بعض کہتے ہیں کہ لہٗ کی ضمیر کا مرجع نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی قرآن خدا ہی کا نازل کیا ہوا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حافظ وہی ہے جیسے فرمان ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تجھے لوگوں کی ایذا رسانی سے وہ تمہیں محفوظ رکھے گا۔ لیکن پہلا معنے اولیٰ ہے اور عبارت کی ظاہر روانی بھی اسی کو ترجیح دیتی ہے ::

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ
ہم نے اگلی اُمتوں میں بھی اپنے رسول برابر
الْاَوَّلِيْنَ ⑩ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
بھیجے　لیکن جو رسول آیا اسی کا
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑪ كَذٰلِكَ
انھوں نے مذاق اڑایا۔　گنہگاروں کے
نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑫ لَا
دلوں میں ہم اسی طرح یہی رچا دیا کرتے ہیں　وہ
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ
اس پر ایمان نہیں لاتے اور یقیناً اگلوں کا طریقہ گزرا ہوا
الْاَوَّلِيْنَ ⑬
ہے۔

اللہ تعالے اپنے نبی کو تسکین دیتا ہے کہ جس طرح لوگ آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں اسیطرح آپؐ سے پہلے کے نبیوں کو بھی وہ جھٹلا چکے ہیں ہر اُمت کے رسول کی تکذیب ہوئی ہے۔ اور اسے مذاق میں اڑایا گیا ہے؛ ضدی اور تکبر گروہ کے دلوں میں بسبب انکے حد سے بڑھے ہوئے گناہوں کے تکذیب رسول رچا دی جاتی ہے یہاں مجرموں سے مراد مشرکین ہیں ؛ وہ حق کو قبول کرتے ہی نہیں نہ کریں۔ اگلوں کی عادت انکے سامنے ہے جس طرح وہ ہلاک اور برباد ہوتے اور ان کے انبیاء نجات پا گئے۔ اور ایماندار عافیت حاصل کر گئے وہی نتیجہ یہ بھی یاد رکھیں۔ دنیا آخرت کی بھلائی نبیؐ کی متابعت میں اور دونوں جہان کی رسوائی نبیؐ کی مخالفت میں ہے ::

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ
اگر ہم ان پر آسمان کا دروازہ کھول بھی دیں
فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ⑭ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا
اور یہ وہاں چڑھنے بھی لگ جائیں　جب بھی یہی کہیں گے

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ
کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے، بلکہ ہم لوگوں پر جادو
مَّسْحُوْرُوْنَ ⑮
کر دیا گیا ہے

ان کی سرکشی ضد ہٹ دھرمی اور باطل پرستی کی تو یہ کیفیت ہے کہ بالفرض اگر ان کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جائے اور انہیں وہاں چڑھا دیا جائے تو بھی یہ حق کو حق کہہ کر نہ دیں گے بلکہ اس وقت بھی ہانک لگائیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے آنکھیں بہکا دی گئی ہیں، جادو کر دیا گیا ہے، نگاہ چھین لی گئی ہے دھوکہ ہو رہا ہے بیوقوف بنایا جا رہا ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ
یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور
زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ⑯ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ
دیکھنے والوں کیلئے اسے زینت والا کیا ہے، اور اسے ہر مردود شیطان
كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ⑰ اِلَّا مَنِ
سے محفوظ رکھا ہے۔ ہاں جو سننے کو چرانا
اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ
چاہے اس کے پیچھے کھلا شعلہ
مُّبِيْنٌ ⑱ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا
لگتا ہے۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا ہے اور اس پر پہاڑ
فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ
ڈال رکھے ہیں اور اس میں ہم نے ہر چیز با اندازہ
شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ⑲ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا
اگا دی ہے اور اسی میں ہم نے تمہاری
مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ⑳
روزیاں بنا دی ہیں اور جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو۔

اس بلند آسمان کا جو ٹھہرے رہنے والے اور چلنے پھرنے والے ستاروں سے زینت دار ہے پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھی اسے غور و فکر سے دیکھے وہ عجائبات قدرت اور نشانات عبرت اپنے لئے بہت پا سکتا ہے، بروج سے مراد یہاں پر ستارے ہیں جیسے اور آیت میں آیا ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ ع ۱۵ بعض کا قول ہے کہ مراد سورج چاند کی منزلیں ہیں، عطیہ کہتے ہیں وہ جگہیں جہاں چوکی پہرے ہیں۔ اور جہاں سے سرکش شیطانوں پر مار پڑتی ہے کہ وہ بلند و بالا فرشتوں کی گفتگو نہ سن سکیں جو آگے بڑھتا ہے شعلہ اس کے جلانے کو لپکتا ہے کبھی یہ نیچے والے کے کان میں ڈال دے۔ اس سے پہلے ہی اس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ کبھی اس کے برخلاف بھی ہوتا ہے جیسے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں صراحۃً مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کی بابت فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے عاجزی کے ساتھ اپنے پر جھکا لیتے ہیں۔ جیسے زنجیر پتھر پر پھر جب ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں تو دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے رب کا کیا ارشاد ہوا؟ وہ کہتے ہیں جو بھی فرمایا حق ہے اور وہی بلند و بالا اور بہت بڑا ہے، فرشتوں کی باتوں کو چوری چوری سننے کے لئے جنات اوپر کو چڑھتے ہیں اور اسی طرح ایک پر ایک ہوتا ہے۔ راوی حدیث حضرت صفوان نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس طرح بتلایا کہ داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے ایک کو ایک پر رکھ لیا اس سننے والے کا کام شعلہ کبھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں کہہ دے، اسی وقت وہ جل جاتا ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ اسے اور وہ اپنے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل پہنچا دے، اور وہ بات زمین تک آ جائے اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں پھر تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں ڈونگی لیتا ہے جب اس کی وہ ایک بات جو آسمان کی بات اسے اتفاقاً پہنچ گئی تھی۔ صحیح نکلتی ہے تو لوگوں میں اس کی دانشمندی کے چرچے ہونے لگتے ہیں کہ دیکھو فلاں نے فلاں دن یہ کہا تھا بالکل سچ نکلا پھر اللہ تعالیٰ زمین کا ذکر فرماتا ہے کہ اسی نے اسے پیدا کیا۔ پھیلایا۔ اس میں پہاڑ بنائے، جنگل اور میدان قائم کئے۔ کھیتیاں اور باغات اگائے اور تمام چیزیں با اندازہ

دربمناسبت اور بہ موزونیت ہر ہر موسم کے ہر ہر زمین کے ہر ہر رنگ کے لحاظ سے بالکل ٹھیک پیدا کیں جو بازار کی زینت اور لوگوں کی خوشگواری کی ہیں۔ زمین میں قسم قسم کی معیشت اس نے پیدا کر دی۔ اور انہیں بھی بنا دیئے جن کے روزی رساں تم نہیں ہو یعنی چوپائے جانور لونڈی غلام وغیرہ۔ پس قسم قسم کی چیزیں، قسم قسم کے اسباب قسم قسم کی راحت ہر طرح کے آرام اس نے تمہارے لئے مہیا کر دیئے، کمائی کے طریقے تمہیں سکھائے جانوروں کو تمہارے زیردست کر دیا کہ کھاؤ بھی سواریاں بھی کرو۔ لونڈی غلام دیئے کہ راحت و آرام حاصل کرو ان کی روزیاں بھی کچھ تمہارے ذمے نہیں بلکہ ان کا رازق بھی خدا کہ عالم پروردگار کل۔ نفع تم اٹھاؤ روزی وہ پہنچائے۔ فسبحانہ ما اعظم شانہ

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَ
جتنی بھی چیزیں ہیں سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں،
مَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿۲۱﴾ وَ
ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں ہم
أَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ
بوجھل کرنے والی ہوائیں چلا کر پھر آسمان سے پانی
مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ
برسا کر تمہیں وہ پلاتے ہیں تم کچھ اس کے ذخیرہ
بِخَازِنِينَ ﴿۲۲﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ
کرنے والے نہیں ہو۔ ہم ہی جلاتے اور مارتے ہیں
وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
اور ہم بالآخر وارث ہیں۔ تم میں سے آگے بڑھنے
الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
والے اور پیچھے ہٹنے والے بھی ہمارے علم
الْمُسْتَأْخِرِينَ ﴿۲۴﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ
میں ہیں۔ تیرا رب سب لوگوں کو
يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۲۵﴾
جمع کریگا۔ یقیناً وہ بڑی حکمتوں والا بڑے علم والا ہے۔

تمام چیزوں کا تنہا مالک اللہ تعالےٰ ہے ہر کام اسپر آسان ہے ہر قسم کی چیزوں کے خزانے اس کے پاس موجود ہیں جتنا اور جب اور جہاں چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ اپنی حکمتوں کا عالم وہی ہے بندوں کی مصلحتوں سے بھی واقف وہی ہے، یہ محض اسکی مہربانی ہے ورنہ کون ہے جو اس پر جبر کر سکے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر سال بارش برابر ہی برستی ہے۔ ہاں تقسیم خدا کے ہاتھ ہے، پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ حکم بن عیینہ سے بھی یہی قول مروی ہے، کہتے ہیں کہ بارش کیساتھ اس قدر فرشتے اترتے ہیں جنکی گنتی کل انسانوں اور جنات سے زیادہ ہوتی ہے ایک ایک قطرے کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ کہاں برسا۔ اور اس سے کیا اگا، بزاز میں ہے کہ خدا کے پاس کے خزانے کیا ہیں؟ صرف کلام ہے جب کہا ہو جا، ہو گیا۔ اس کا ایک راوی قوی نہیں۔ ہوا چلا کر ہم بادلوں کو پانی سے بوجھل کر دیتے ہیں۔ اس میں سے پانی برسنے لگتا ہے یہی ہوائیں چل کر درختوں کو باردار کر دیتی ہے کہ پتے اور کونپلیں پھوٹ نکلتی ہیں۔ اس وصف کو بھی خیال میں رکھیئے کہ یہاں جمع کا صیغہ لائے ہیں۔ اور ریح عقیم میں وصف وحدت کیساتھ کیا ہے۔ تاکہ کثرت سے نتیجہ برآمد ہو باردار کم از کم دو چیزوں بغیر ناممکن ہے، ہوا چلتی ہے وہ آسمان سے پانی اٹھاتی ہے اور بادلوں کو پُر کر دیتی ہے ایک ہوا ہوتی ہے جو بادلوں کو ادھر اُدھر سے اٹھاتی ہے۔ ایک ہوا ہوتی ہے جو انھیں جمع کر کے تہ بہ تہ کر دیتی ہے۔ ایک ہوا ہوتی ہے جو انھیں پانی سے بوجھل کر دیتی ہے۔ ایک ہوا ہوتی ہے جو درختوں کو پھل دار ہونے کے قابل کر دیتی ہے۔ ابن جریر میں بسند ضعیف ایک حدیث مروی ہے کہ جنوبی ہوا جنتی ہے۔ اس میں لوگوں کے منافع ہیں۔ اور اسی کا ذکر کتاب اللہ میں ہے مسند حمیدی کی حدیث میں ہے کہ ہوا اول کے سات سال بعد خدا تعالےٰ نے جنت میں ایک ہوا پیدا کی ہے جو

ایک دروازے سے رُکی ہوئی ہے اسی بند دروازے سے تمہیں ہوا پہنچتی رہتی ہے، اگر وہ کھل جائے تو زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہوا سے الٹ پلٹ ہو جائیں۔ خدا کے ہاں اس کا نام اَزْیَبْ ہے، تم اسے جنوبی ہوا کہتے ہو۔ پھر فرماتا ہے کہ اس کے بعد ہم تم پر میٹھا پانی برساتے ہیں کہ تم پیو اور کام میں لو۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا اور کھاری کر دیں۔ جیسے سورۂ واقعہ میں فرمان ہے کہ جس میٹھے پانی کو تم پیا کرتے ہو اسے بادل سے برسانے والے بھی کیا تم ہی ہو؟ یا ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا کر دیں۔ تعجب ہے کہ تم ہماری شکر گذاری نہیں کرتے؟ اور آیت میں ہے اسی خدا نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا ہے تم اس کے خازن یعنی مانع اور حافظ نہیں ہو۔ ہم ہی برساتے ہیں ہم ہی جہاں چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں محفوظ کر دیتے ہیں اگر ہم چاہیں زمین میں دھنسا دیں یہ صرف ہماری رحمت ہے کہ اسے برسایا۔ بچایا۔ میٹھا کیا۔ ستھرا کیا کہ تم پیو اپنے جانوروں کو پلاؤ اپنی کھیتیاں اور باغات بساؤ اپنی ضرورتیں پوری کرو۔ ہم مخلوق کی ابتدا، پھر اسکے اعادہ پر قادر ہیں۔ سب کو عدم سے وجود میں لائے سب کو پھر معدوم ہم کریں گے۔ پھر قیامت کے دن سب کو اٹھا بٹھائیں گے۔ زمین کے اور زمین والوں کے وارث ہم ہی ہیں سب کے سب ہماری طرف لوٹائے جائیں گے ہمارے علم کی کوئی انتہا نہیں اوّل آخر سب ہمارے علم میں ہے پس آگے والوں سے مراد تو اس زمانے سے پہلے کے لوگ ہیں حضرت آدمؑ تک کے اور پچھلوں سے مراد اس زمانے کے اور آئندہ زمانے کے لوگ ہیں۔ مروان بن حکم سے مروی ہے کہ بعض لوگ بوجہ عورتوں کے پچھلی صفوں میں رہا کرتے تھے پس یہ آیت اُتری اس بارے میں ایک غریب حدیث بھی وارد ہے ابن جریر میں ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ ایک بہت ہی خوش شکل عورت نماز میں آیا کرتی تھی تو بعض مسلمان اس خیال سے کہ وہ دکھائی نہ دے آگے بڑھ جاتے تھے اور بعض انکے خلاف اور پیچھے ہٹ آتے تھے اور سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھوں تلے سے دیکھتے تھے پس یہ آیت اتری لیکن اس روایت میں سخت نکارت ہے عبد الرزاق میں ابو الجوزا کا قول اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ نماز کی صفوں میں آگے بڑھنے والے اور پیچھے ہٹنے والے یہ صرف انکا قول ہے، ابن عباس رضہ کا اس میں ذکر نہیں امام ترمذی رح فرماتے ہیں یہی زیادہ مشابہ ہے، واللہ اعلم۔ محمد بن کعب کے سامنے عون بن عبد اللہ جب یہ کہتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں، یہ مطلب نہیں بلکہ اگلوں سے مراد وہ ہیں جو مر چکے اور پچھلوں سے مراد اب پیدا شدہ اور پیدا ہونے والے ہیں۔ تیرا رب سب کو جمع کرے گا وہ حکمت و علم والا ہے، یہ سن کر حضرت عون نے فرمایا۔ اللہ آپ کو توفیق اور جزائے خیر دے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

یقیناً ہم نے انسان کو خشک مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی

مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ㉖ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ

تھی پیدا فرمایا ہے۔ اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے

قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ㉗

لو والی آگ سے پیدا کیا۔

صلصال سے مراد خشک مٹی ہے اسی جیسی آیت خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ۝ ہے یہ بھی مروی ہے کہ بُو دار مٹی کو حما کہتے ہیں۔ مسنون کہتے ہیں چکنی کو۔ ابن عباس رضہ کہتے ہیں تر مٹی اوروں سے مروی ہے بُو دار مٹی اور گندھی ہوئی مٹی۔ انسان سے پہلے ہم نے جنات کو جلا دینے والی آگ سے پیدا کیا ہے، سموم کہتے ہیں آگ کی گرمی کو اور حرور کہتے ہیں دن کی گرمی کو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس گرمی کی لپٹیں اس گرمی کا سترواں حصہ ہیں جس سے جن پیدا کئے گئے ہیں ابن عباس رضہ کہتے ہیں کہ جن آگ کے شعلوں سے بنائے گئے یعنی بہت بہتر آگ سے عمرو کہتے ہیں سورج کی آگ سے صحیح میں وارد ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے۔ اور جن شعلے والی آگ سے اور آدمؑ اس سے جو تمہارے سامنے بیان کر دیا گیا ہے۔ اس آیت سے مراد حضرت آدمؑ کی فضیلت [illegible] شرافت اور انکے عنص

کی پاکیزگی اور طہارت کا بیان ہے ۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ

جبکہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان

بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾

کو خمیر کی ہوئی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ

تو جبکہ میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنا روح پھونک دوں

رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾

تو تم سب اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا ۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

چنانچہ تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کرلیا ۔

اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ

مگر ابلیس، کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں شمولیت کرنے سے

السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ

صاف انکار کردیا ۔ فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا

اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾

کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا ؟

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

وہ بولا کہ میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تونے کا

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

اور سڑی ہوئی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے کہ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے انکی پیدائش کا ذکر فرشتوں میں اسنے کیا، اور بعد پیدائش کے انکی بزرگی ظاہر کرنے کیلئے انکے سامنے فرشتوں سے سجدہ کرایا، اس حکم کو سب نے تو مان لیا، لیکن ابلیس لعین نے انکار کردیا اور کفر و حسد انکار و تکبر فخر و غرور کیا۔ صاف کہا کہ میں آگ کا بنایا ہوا یہ خاک کا بنایا ہوا میں جو اس سے بہتر ہوں اس کے سامنے کیوں جھکوں؟ گو تونے اسے مجھ پر بزرگی دی لیکن میں انھیں گمراہ کرکے چھوڑوں گا۔ ابن جریرؒ نے یہاں ایک عجیب و غریب اثر وارد کیا ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا ان سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں تم اسے سجدہ کرنا انھوں نے کہا ہم ایسا نہ کریں گے چنانچہ اسی وقت انکو آگ نے جلا دیا۔ پھر اور فرشتے پیدا کئے گئے ان سے بھی یہی کہا گیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا۔ مگر ابلیس جو پہلے منکروں میں سے تھا اپنے انکار پر جما رہا لیکن اس کا ثبوت ان سے نہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسرائیلی روایت ہے۔ واللہ اعلم ۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ

فرمایا اب تو بہشت سے نکل جا کیونکہ تو راندۂ درگاہ ہے ۔ اور

اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾

تجھ پر میری پھٹکار رہے قیامت کے دن تک

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِىْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

کہنے لگا کہ اے میرے رب مجھے اس دن تک کی ڈھیل دے کہ لوگ دوبارہ

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى

فرمایا کہ اچھا تو ان میں ہے جنھیں مہلت ملی ہے روز مقرر

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

کے وقت تک کی

پھر خدا تعالےٰ نے اپنی حکومت کا امر کیا جو نہ ٹلے نہ ٹالا جائے کہ تو اس بہترین اور اعلیٰ جماعت سے دور ہوجا تو دھتکارا ہوا ہے قیامت تک تجھ پر ابدی اور دوامی لعنت برسا کرے گی کہتے ہیں کہ اسی وقت اسکی صورت بدل گئی اور اسنے نوحہ خوانی شروع کی دنیا میں تمام نوحے اسی ابتدا سے ہیں، مردود و مطرود ہو کر پھر آتش حسد سے جلتا ہوا آرزو کرتا ہے کہ قیامت تک کی اسے ڈھیل دی جائے۔ اسی کو یوم البعث کہا گیا ہے، پس اسکی یہ درخواست منظور کی گئی۔ اور مہلت مل گئی ۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِىْ لَاُزَيِّنَنَّ

کہنے لگا کہ اے میرے رب چونکہ تونے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم

لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ

کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے مزین کروں گا اور ان سب کو بھی

أَجْمَعِيْنَ ㊴ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

بہکاؤں گا ۔ بجز تیرے ان بندوں کے جو منتخب

الْمُخْلَصِيْنَ ㊶ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ

کر لئے گئے ہیں ارشاد ہوا کہ ہاں یہی مجھ تک پہنچنے کی

عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ㊷ إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ

سیدھی راہ ہے میرے بندوں پر تجھے کوئی

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

غلبہ نہیں ۔ لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری

مِنَ الْغٰوِيْنَ ㊸ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

پیروی کریں یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ

أَجْمَعِيْنَ ㊹ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ط

جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ㊺ ع

ہر دروازے کے لئے ان کا ایک حصہ بٹا ہوا ہے ۔

ابلیس کی سرکشی بیان ہو رہی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کی قسم کھا کر کہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسنے کہا کہ چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں بھی اولادِ آدم کیلئے زمین میں تیری نافرمانی کو خوب زینت دار کر کے دکھاؤں گا اور انہیں رغبت دلا دلا کر نافرمانیوں میں مبتلا کر دوں گا جہاں تک ہو سکے گا کوشش کروں گا کہ سب کو ہی بہکا دوں لیکن ہاں تیرے مخلص بندے میرے ہاتھ نہیں لگ سکتے اور آیت میں بھی ہیکہ گو تو نے اسے مجھ پر برتری دی ہے لیکن اب میں بھی اس کی اولاد کے پیچھے پڑ جاؤں گا چاہے کچھ تھوڑے سے چھوٹ جائیں باقی سب کو ہی لے ڈوبوں گا اسپر جواب ملا کہ تم سب کا لوٹنا تو میری ہی طرف ہے، اعمال کا بدلہ میں ضرور دوں گا نیک کو نیکی کا بد کو بد جیسے فرمان ہیکہ تیرا رب تاک میں ہے غرض لوٹنا اور لوٹنے کا راستہ خدا ہی کیطرف ہے علیؓ کی ایک قرأت عَلِیٌّ بھی ہے جیسے آیت وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ میں ہے یعنی بلند لیکن پہلی قرأت مشہور ہے جن بندوں کو میں نے ہدایت پر لگا دیا ہے ان پر تیرا کوئی زور نہیں ہاں تیرا زور تیرے تابعداروں پر ہے یہ استثناء منقطع ہے ابن جریر میں ہیکہ بستیوں سے باہر نبیوں کی مسجدیں ہوتی تھیں جب وہ اپنے رب سے کوئی خاص بات معلوم کرنا چاہتے تو وہاں جا کر جو نماز مقدر میں ہوتی ادا کر کے سوال کرتے ایکدن ایک نبی کے اور اسکے قبلے کے درمیان شیطان بیٹھا اس نبی نے تین بار کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ شیطان نے کہا اے نبی اللہ آخر آپ میرے داؤں سے کیسے بچ جاتے ہیں؟ نبی نے کہا کہ تو بتا کہ تو بنی آدم پر کس داؤں کر غالب آجاتا ہے؟ آخر معاہدہ ہوا کہ ہر اک صحیح چیز دوسرے کو بتا دے تو نبی اللہ نے کہا سن خدا کا فرمان ہے کہ میرے خاص بندوں پر تیرا کوئی اثر نہیں، صرف انپر ہے جو خود گمراہ ہوں اور تیری ماتحتی کریں اس دشمنِ خدا نے کہا یہ آپ نے کیا فرمایا۔ اسے تو میں آپکی پیدائش سے بھی پہلے جانتا ہوں. نبی نے کہا اور سن خدا کا فرمان ہے کہ جب شیطانی حرکت ہو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کر وہ سننے جاننے والا ہے واللہ تیری آہٹ پاتے ہی میں خدا سے پناہ چاہ لیتا ہوں اس نے کہا سچ ہے اسی سے آپ میرے پھندے میں نہیں پھنستے نبی اللہ علیہ السلام نے فرمایا اب تو بتا کہ تو ابن آدم پر کیسے غالب آجاتا ہے اس نے کہا کہ میں اسے غصے اور خواہش کیوقت دبوچ لیتا ہوں ÷ پھر فرماتا ہے کہ جو کوئی ابلیس کی پیروی کرے وہ جہنمی ہے یہی فرمان قرآن سے کفر کرنے والوں کی نسبت ہے ÷ پھر ارشاد ہوا کہ جہنم کے کئی ایک دروازے ہیں۔ ہر دروازے سے جانیوالا ابلیسی گروہ مقرر ہے اپنے اعمال کے مطابق ان کے لئے دروازے تقسیم شدہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا جہنم کے دروازے اسطرح ہیں، یعنی ایک پر ایک اور وہ سات ہیں۔ ایک کے بعد ایک کر کے ساتوں دروازے پر ہو جائیں گے۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں سات طبقے ہیں۔ ابن جریجؒ سات دروازوں کے یہ نام بتلاتے ہیں۔ جہنم لظیٰ حطمہ سعیر سقر، جحیم، ہاویہ۔ ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے، قتادہؒ کہتے ہیں۔ یہ باعتبارِ اعمال ان کے منزلیں ہیں ضحاکؒ

کہتے ہیں مثلاً ایک دروازہ یہود کا ایک نصاریٰ کا ایک صابیوں کا ایک مجوسیوں کا ایک مشرکوں کافروں کا ایک منافقوں کا ایک اہل توحید کا لیکن توحید والوں کو نجات کی امید ہے باقی سب ناامید ہو گئے ہیں ترمذی میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک ان کیلئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے ابن ابی حاتم میں ہے حضورؐ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بعض دوزخیوں کے ٹخنوں تک آگ ہو گی بعض کی کمر تک بعض کی گردنوں تک غرض گناہوں کی مقدار پر ہو۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۵﴾

پرہیزگار لوگ جنتی باغوں اور چشموں میں ہوں گے

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا

سلامتی اور امن کے ساتھ یہاں آجاؤ　ان کے دلوں میں

مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا

جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے　بھائی بھائی بنے ہوئے

عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا

ایک دوسرے کے آمنے سامنے شاہی تختوں پر بیٹھے ہوں گے نہ تو وہاں انہیں

نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾

تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکال دیئے جائیں

نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾

میرے بندوں کو خبر دے کہ میں بہت بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں

وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾

اور ساتھ ہی میرے عذاب نہایت درد دکھ والے ہیں

جہنمیوں کا ذکر کر کے اب جنتیوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ باغات اور نہروں اور چشموں میں ہوں گے۔ انکو بشارت سنائی جائیگی کہ اب تم ہر آفت سے بچ گئے ہر ڈر ہر خوف اور گھبراہٹ سے مطمئن ہو گئے نہ نعمتوں کے زوال کا ڈر نہ یہاں سے نکالے جانے کا خطرہ نہ فنا نہ کمی۔ اہل جنت کے دلوں میں گو دنیوی رنجشیں باقی رہ گئی ہوں مگر جنت میں جاتے ہی ایک دوسرے سے ملکر تمام کینے کپٹ کا دشمنی دھل جائیں گی ابو امامہؓ فرماتے ہیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہی سینے بے کینہ ہو جائیں گے چنانچہ مرفوع حدیث میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن جہنم سے نجات پا کر جنت و دوزخ کے درمیان کے پل پر روک لئے جائیں گے جو ناچاقیاں اور ظلم آپس میں تھے انکا ادل بدلہ ہو جائیگا اور پاک دل صاف سینہ ہو کر جنت میں جائیں گے۔ اشتر نے حضرت علیؓ کے پاس جانے کی اجازت مانگی اسوقت آپکے پاس حضرت طلحہؓ کے صاحبزادے بیٹھے تھے، تو آپ نے کچھ دیر کے بعد اسے اندر بلایا اس نے کہا کہ شاید ان کیوجہ سے مجھے آپ نے دیر میں اجازت دی آپ نے فرمایا سچ ہے کہا پھر تو اگر آپ کے پاس حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ہوں تو بھی آپ مجھے اسی طرح روک دیں؟ آپنے فرمایا بیشک مجھے تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں اور عثمانؓ ان لوگوں سے ہونگے جنکی شان میں یہ ہے کہ انکے دلوں میں جو کچھ خفگی تھی ہم نے دور کر دی بھائی بھائی ہو کر آمنے سامنے تخت شاہی پر جلوس فرما ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ عمران بن طلحہ اصحاب جمل سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ کے پاس آئے آپنے انہیں مرحبا کہا اور فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان میں سے ہیں جنکے دلوں کے غصے اللہ دور کر کے بھائی بھائی بنا کر جنت کے تختوں پر آمنے سامنے بٹھائیگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ سن کر فرش کے کونے پر بیٹھے ہوئے دو شخصوں نے کہا کہ اللہ کا عدل اس سے بہت بڑھا ہوا ہے کہ جنہیں آپ کل قتل کریں انکے بھائی بن جائیں، آپنے غصے سے فرمایا اگر اس آیت سے مراد میں اور طلحہ جیسے لوگ نہیں تو اور کون ہونگے؟ اور روایت میں ہے کہ قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے یہ کہا تھا۔ اور حضرت علیؓ نے اس دھمکی اور بلند آواز سے یہ جواب دیا تھا کہ محل ہل گیا۔ اور روایت میں ہے کہ کہنے والے کا نام حارث اعور تھا۔ اور اسکی اس بات پر آپنے غصہ ہو کر جو چیز آپکے ہاتھ میں تھی وہ اسکے سر پر مار کر یہ فرمایا تھا۔ ابن جرموز جو حضرت زبیرؓ کا قاتل تھا جب دربار علیؓ میں آیا تو آپ نے بڑی دیر بعد اسے داخل کی اجازت دی اس نے آ کر حضرت زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بلوائی کہہ کر برائی سے یاد کیا تو آپ نے فرمایا تیرے منہ میں مٹی ہیں اور

طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ تو انشاء اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بابت خدا کا یہ فرمان ہے حضرت علی رضؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ہم بدریوں کی بابت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کثیر نواء کہتے ہیں میں ابو جعفر محمد بن علی کے پاس گیا اور کہا کہ میرے دوست آپ کے دوست ہیں اور مجھ سے مصالحت رکھنے والے آپ سے مصالحت رکھنے والے ہیں میرے دشمن آپ کے دشمن ہیں اور مجھ سے لڑائی رکھنے والے آپ سے لڑائی رکھنے والے ہیں واللہ میں ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ سے بری ہوں اس وقت حضرت ابو جعفر رضؓ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو یقیناً مجھ سے بڑھکر گمراہ کوئی نہیں ناممکن ہے کہ میں اس وقت ہدایت پر قائم رہ سکوں ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ سے تو اے کثیر محبت رکھو اگر اس میں تجھے کچھ گناہ ہو تو میری گردن پر۔ پھر آپ نے اسی آیت کے آخری حصہ کی تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ ان دس شخصوں کے بارے میں ہے۔ ابوبکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن ابی وقاص سعید بن زید عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ یہ آمنے سامنے ہونگے تاکہ کسی کی طرف کسی کی پیٹھ نہ رہے حضور ﷺ نے صحابہ رضؓ کے ایک مجمع میں آکر اسے تلاوت فرما کر فرمایا کہ یہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ وہاں انھیں کوئی مشقت تکلیف اور ایذا نہ ہوگی۔ صحیحین میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے اللہ کا حکم ہوا ہے کہ میں حضرت خدیجہ رضؓ کو جنت کے سونے کے محل کی خوشخبری سُنا دوں جس میں شور و غل ہے نہ تکلیف و مصیبت یہ جنتی جنت سے کبھی نکالے نہ جائیں گے۔ حدیث میں ہے ان سے فرمایا جائے گا کہ اے جنتیو! تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے اور ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے۔ اور ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور ہمیشہ یہیں رہو گے کبھی نکالے نہ جاؤ گے۔ اور آیت میں ہے کہ وہ تبدیلی مکان کی خواہش ہی نہ کریں گے نہ ان کی جگہ ان سے چھنے گی۔ اے نبی ﷺ آپ میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ میں ارحم الراحمین ہوں اور میرے عذاب بھی نہایت سخت ہیں اسی جیسی آیت اور بھی گزر چکی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مومن کو امید کے ساتھ ڈر بھی رکھنا چاہیئے حضور ﷺ اپنے صحابہ رضؓ کے پاس آتے ہیں اور انھیں ہنستا ہوا دیکھ کر فرماتے ہیں جنت دوزخ کی یاد کرو اس وقت یہ آیتیں اتری یہ مُرسل حدیث ابن ابی حاتم میں ہے آپ ﷺ بنو شیبہ کے دروازے سے صحابہ رضؓ کے پاس آکر کہتے ہیں جب تو تمہیں ہنستے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر واپس مڑ گئے۔ اور حطیم کے پاس سے ہی الٹے پاؤں پھر ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ ابھی میں جا ہی رہا تھا جو حضرت جبرئیل ؑ آئے اور فرمایا کہ جناب باری تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تو میرے بندوں کو نا اُمید کر رہا ہے؟ انھیں میرے غفور و رحیم ہونے کی اور میرے عذابوں کے المناک ہونے کی خبر دیدے اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر بندے خدا تعالےٰ کی معافی کو معلوم کر لیں تو حرام سے بچنا چھوڑ دیں اور اگر اللہ تعالےٰ کے عذابوں کو معلوم کر لیں تو اپنے تئیں ہلاک کر ڈالیں۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (51) اِذْ

انھیں ابراہیم کے مہمانوں کا بھی حال سُنا دے کہ جب

دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ اِنَّا

انھوں نے اس کے پاس آکر سلام کہا تو اس نے کہا کہ ہم تو

مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ (52) قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

تم سے ڈر لگتا ہے انھوں نے کہا ڈرو نہیں ہم تجھے ایک ہوشیار

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (53) قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ

دانا فرزند کی بشارت دیتے ہیں کہا کیا اس بڑھاپے کے دبوچ لینے

عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ (54)

کے بعد تم مجھے خوشخبری دیتے ہو؟ یہ خوشخبری تم کیسے دے رہے ہو؟

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

انھوں نے کہا بالکل سچی ہے تجھے لائق نہیں کہ نا امید

الْقٰنِطِيْنَ (55) قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ

لوگوں میں شامل ہو جا کہا اپنے رب کی رحمت سے نا امید تو صرف

رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (56)

گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔

لفظ ضیفٌ واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے جیسے زور اور سفر، یہ فرشتے تھے جو بصورت انسان سلام کر کے حضرت خلیل خداع کے پاس آتے تھے، آپ نے بچھڑا کاٹ کر اس کا گوشت بھون کر ان مہمانوں کے سامنے لا رکھا جب دیکھا کہ وہ ہاتھ نہیں ڈالتے تو ڈر گئے اور کہا کہ ہمیں تو آپ سے ڈر لگنے لگا، فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ڈرو نہیں، پھر حضرت اسحٰق کے ہونے کی بشارت سنائی، جیسے کہ سورۃ ہود میں ہے تو آپ نے اپنے اور اپنی بیوی صاحبہ کے بڑھاپے کو سامنے رکھ کر اپنا تعجب دور کرنے اور وعدے کو ثابت کرنے کے لئے پوچھا کہ کیا اس حالت میں ہمارے ہاں بچہ ہوگا؟ فرشتوں نے دوبارہ زوردار الفاظ میں وعدہ کو دہرایا، اور ناامیدی سے دور رہنے کی تعلیم کی، تو آپ نے اپنے عقیدے کا اظہار کر دیا کہ میں مایوس نہیں ہوں ایمان رکھتا ہوں کہ میرا ربّ اس سے بھی بڑی باتوں پر قدرت کاملہ رکھتا ہے،

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۵۷﴾

پوچھا کہ اے خدا کے بھیجے ہوئے فرشتو! تمہارا ایسا کیا اہم کام ہے؟

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿۵۸﴾

انھوں نے جواب دیا کہ ہم گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۹﴾

مگر خاندانِ لوط کہ ہم ان سب کو تو ضرور بچا لیں گے

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۶۰﴾ ع

بجز لوطؑ کی بیوی کے کہ ہم نے اسے ٹھہرگئے اور باقی رہ جانیوالوں میں مقرر کردیا ہے

ع ۴ ۴

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب ڈر خوف جاتا رہا ہے بلکہ بشارت بھی دی گئی۔ تو اب فرشتوں سے ان کے آنے کی وجہ دریافت کی، انھوں نے بتلایا کہ لوطیوں کی بستیاں الٹنے کیلئے ہم آئے ہیں، مگر حضرت لوطؑ کی آل نجات پالے گی، ہاں اس آل میں سے ان کی بیوی بچ نہیں سکتی وہ قوم کے ساتھ رہ جائیگی اور ہلاکت میں ان کے ساتھ ہی ہلاک ہوگی۔

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿۶۱﴾

جب بھیجے ہوئے فرشتے آلِ لوط کے پاس پہنچے،

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ﴿۶۲﴾ قَالُوا

تو لوطؑ نے کہا تم لوگ تو کچھ اجنبی سے معلوم ہو رہے ہو انہوں نے کہا

بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿۶۳﴾

نہیں بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک و شبہ کر رہے تھے

وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۶۴﴾

ہم تو تیرے پاس صریح حق لائے ہیں اور ہیں بھی بالکل سچے ۔

یہ فرشتے نوجوان حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے تو حضرت لوطؑ نے کہا تم بالکل ناشناس اور انجان لوگ ہو تو فرشتوں نے راز کھول دیا کہ ہم عذابِ خدا لے کر آئے تھے جسے آپ کی قوم نہیں مانتی تھی، اور جس کے آنے میں شک شبہ کر رہی تھی، ہم حق بات اور قطعی حکم لے کر آئے ہیں، اور فرشتے حقانیت کے ساتھ ہی نازل ہوا کرتے ہیں، اور ہم ہیں بھی سچے جو خبر آپ کو دے رہے ہیں وہ ہو کر رہے گی کہ آپ نجات پائیں اور آپ کی یہ کافر قوم ہلاک ہو۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿۶۵﴾

اب تو اپنے خاندان سمیت اس رات کے کسی حصہ میں چل دے، اور تو آپ ان کے پیچھے رہنا ۔ اور خبردار تم میں سے کوئی مڑ کر بھی نہ دیکھے اور جہاں کا تمہیں حکم کیا جا رہا ہے وہاں چلے جاؤ۔

وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ ﴿۶۶﴾

اور ہم نے اس کی طرف اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی ۔

حضرت لوطؑ سے فرشتے کہہ رہے ہیں کہ رات کا کچھ حصہ گزر جائے آپ اپنے والوں کو لیکر یہاں سے چلے جائیں، خود آپ ان سب کے پیچھے

رہیں، تاکہ اُن کی اچھی طرح نگرانی کر سکیں یہی سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ آپ لشکر کے آخر میں چلا کرتے تھے تاکہ کمزور اور گرے پڑے لوگوں کا خیال رہے، پھر فرمایا کہ جب قوم پر عذاب آئے اور اُن کا شور غل سنائی دے تو ہرگز انکی طرف نظریں نہ اٹھانا، انھیں اسی عذاب و سزا میں چھوڑ کر تمھیں جانے کا حکم ہے چلے جاؤ گویا ان کے ساتھ کوئی تھا جو انھیں راستہ دکھاتا جائے، ہم نے پہلے سے حضرت لوطؑ سے فرما دیا تھا کہ صبح کے وقت یہ لوگ مٹا دیئے جائیں گے، جیسے دوسری آیت میں ہے کہ اُن کے عذاب کا وقت صبح ہے جو بہت ہی قریب ہے ؛

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۶۷)

شہری لوگ خوشیاں مناتے ہوئے آئے

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا

لوطؑ نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم مجھے

تَفْضَحُوْنِ (۶۸) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا

رسوا نہ کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری آبرو ریزی

تُخْزُوْنِ (۶۹) قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ

نہ کرو، وہ بولے کیا ہم نے تجھے دنیا کے اجنبی لوگوں

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۷۰) قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ

کی حمایت سے منع نہیں کر رکھا؟ لوط نے کہا اگر تمہیں کرنا ہی ہے

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۷۱) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ

تو یہ میری بچیاں موجود ہیں، تیری عمر کی قسم وہ تو اپنی

لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۷۲)

بدمستی میں سرگرداں تھے ؛ ؛

قوم لوطؑ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر نوجوان خوبصورت مہمان آئے ہیں تو وہ اپنے بد ارادے سے خوشیاں مناتے ہوئے چڑھ دوڑے، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سمجھانا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ اس وقت خود حضرت لوطؑ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں جیسے کہ سورۃ ھود میں ہے، یہاں گو اس کا ذکر بعد میں ہے اور فرشتوں کا ظاہر ہو جانا پہلے ذکر ہوا ہے، لیکن اس سے ترتیب مقصود نہیں واؤ ترتیب کے لئے ہوتا بھی نہیں اور خصوصاً ایسی جگہ جہاں اس کے خلاف دلیل موجود ہو، آپ ان سے کہتے ہیں کہ میری آبرو ریزی کے درپے نہ جاؤ، لیکن وہ جواب دیتے ہیں کہ جب آپ کو یہ خیال تھا تو انھیں آپ نے اپنا مہمان کیوں بنایا؟ ہم تو آپکو اس سے منع کر چکے ہیں، تب آپ نے انھیں مزید سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری عورتیں جو میری لڑکیاں ہیں وہ خواہش پوری کرنے کی چیزیں ہیں نہ کہ یہ، اس کا پورا بیان نہایت وضاحت کے ساتھ ہم پہلے کر چکے ہیں، اس لئے دُہرانے کی کوئی ضرورت نہیں، چونکہ یہ بدلوگ اپنی خرمستی میں تھے اور جو قضا اور عذاب خدا ان کے سروں پر جھوم رہا تھا اس سے غافل تھے اس لئے خدا تعالیٰ اپنے نبی کی عمر کی قسم کھا کر ان کی یہ حالت بیان فرما رہا ہے اس میں آنحضرت ص کی بہت تکریم اور تعظیم ہے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی جتنی مخلوق پیدا کی ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بزرگ کوئی نہیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حیات کے سوا کسی کی حیات کی قسم نہیں کھائی، سَکْرَۃ سے مراد ضلالت و گمراہی ہے، اسی میں وہ کھیل رہے تھے اور تردد میں تھے ؛

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ (۷۳)

پس سورج نکلتے نکلتے انھیں ایک بڑے زور کی آواز نے پکڑ لیا

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

بالآخر ہم نے اس شہر کو اوپر تلے کر دیا اور ان لوگوں پر

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ (۷۴) اِنَّ

کنکر والے پتھر برسائے ! ہر ایک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (۷۵) وَ

عبرت حاصل کرنیوالے کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، یہ بستی

اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (۷۶) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ایسی راہ پر ہے جو برابر چلتی رہتی ہے اور اس میں ایماندار دل

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۷۷)

کے لئے بڑی نشانی ہے ؛

سورج نکلنے کے وقت آسمان سے ایک دل ہلا دینے والی اور جگر پاش پاش کر دینے والی چنگھاڑ کی آواز آئی، اور ساتھ ہی اُن کی بستیاں اوپر کو اٹھیں، آسمان کے قریب پہنچ گئیں اور وہاں سے الٹ دی گئیں، اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو گیا، ساتھ ہی ان پر آسمان سے پتھر برسے، ایسے جیسے پکی مٹی کے کنکر اور پتھر ہوں سورۃ ہود میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے، جو بھی بصیرت و بصارت سے کام لے دیکھے سُنے سوچے سمجھے اس کے لئے تو ان بستیوں کی بربادی میں بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں ایسے پاکباز لوگ ذرا ذرا سی چیزوں سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں، پند پکڑ لیتے ہیں اور غور سے ان واقعات کو دیکھتے ہیں اور تہہ تک پہنچ جاتے ہیں تامل اور غور و خوض کر کے اپنی حالت سنوار لیتے ہیں، ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، مومن کی عقلمندی اور دور بینی کا لحاظ رکھو، وہ خدا کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے، پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی، اور حدیث میں ہے کہ وہ اللہ کے نور اور اللہ تعم کی توفیق سے دیکھتا ہے، اور حدیث میں ہے کہ خدا کے بندے لوگوں کو ان کے نشانات سے پہچان لیتے ہیں۔

یہ بستی شارع عام پر موجود ہے، جس پر ظاہری اور باطنی عذاب آیا، اُلٹ گئی، پتھر کھائے، عذاب کا نشانہ بنی اب ایک گندے اور بدمزہ کھاری کی جھیل سی بنی ہوئی ہے، تم رات دن وہاں سے آتے جاتے ہو، تعجب ہے کہ پھر بھی عقلمندی سے کام نہیں لیتے، غرض صاف واضح اور آمد و رفت کے راستے پر یہ الٹی ہوئی بستی موجود ہے، یہ بھی معنی کئے ہیں کہ وہ کتاب مبین میں ہے، لیکن یہ معنی کچھ زیادہ منبہ نہیں بیٹھتے، واللہ اعلم، خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے والوں کے لئے یہ ایک کھلی دلیل اور جاری نشانی ہے کہ کس طرح اللہ اپنے والوں کو نجات دیتا ہے اور اپنے دشمنوں کو غارت کرتا ہے۔

وَإِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِينَ (۷۸)
ایکہ بستی کے رہنے والے بھی بڑے ظالم تھے۔
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ
جن سے آخرش ہم نے انتقام لے ہی لیا۔ یہ دونوں شہر کھلے عام
مُّبِينٍ (۷۹)
راستے پر ہیں۔

اصحاب ایکہ سے مراد قوم شعیبؑ، ایکہ کہتے ہیں درختوں کے جھنڈ کو، ان کا ظلم علاوہ شرک و کفر کے غارتگری اور ناپ تول کی کمی بھی تھی، ان کی بستی لوطیوں کے قریب تھی اور ان کا زمانہ بھی ان سے بہت قریب تھا، ان پر بھی ان کی پیہم شرارتوں کی وجہ سے عذاب خدا آیا، یہ دونوں بستیاں سر شارع عام تھیں حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو ڈراتے ہوئے فرمایا تھا کہ لوط کی قوم تم سے کچھ دور نہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ (۸۰)
حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا
وَآتَيْنٰهُمْ آيٰتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا
جنہیں ہم نے اپنی نشانیاں بھی عطا فرمائی تھیں لیکن تاہم وہ ان سے گردن
مُعْرِضِينَ (۸۱) وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ
موڑنے والے ہی رہے۔ یہ لوگ اپنے مکان پہاڑوں میں خاطر جمعی سے
الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ (۸۲) فَأَخَذَتْهُمُ
تراش لیا کرتے تھے۔ آخر انہیں بھی صبح ہوتے ہی
الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ (۸۳) فَمَا أَغْنٰى
ہوتے آواز تند نے آدبوچا۔ پس کسی تدبیر و
عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۸۴)
کسب نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

حجر والوں سے مراد ثمودی ہیں جنہوں نے اپنے نبی حضرت صالحؑ کو جھٹلایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ایک نبی کا جھٹلانے والا گویا سب نبیوں کا انکار کرنے والا ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ انھوں نے نبیوں

کو جھٹلایا، اُن کے پاس ایسے معجزے پہنچے جن سے حضرت صالحؑ کی سچائی اُن پر کھل گئی جیسے کہ ایک سخت پتھر کی چٹان سے اونٹنی کا نکلنا جو ان کے شہروں میں چرتی چگتی تھی اور، ایک دن وہ پانی پیتی تھی، ایک دن شہریوں کے جانور، مگر پھر بھی یہ لوگ گردن کش ہی رہے، بلکہ اس اونٹنی کو مار ڈالا، اس وقت حضرت صالح نے فرمایا، بس اب تین دن کے اندر اندر تم پر قہر خدا نازل ہوگا، یہ بالکل سچا وعدہ ہے اور اٹل عذاب ہے ان لوگوں نے خدا کی بتلائی ہوئی راہ پر بھی اپنے اندھاپے کو ترجیح دی، یہ لوگ صرف اپنی قوت جتانے اور ریاکاری ظاہر کرنے کے واسطے تکبر اور تجبر کے طور پر پہاڑوں میں مکان تراشتے تھے، کبھی خوف کے باعث یا ضرورتاً یہ چیز نہ تھی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے اُن کے مکانوں سے گزرے تو آپؐ نے اپنے سر پر کپڑا ڈال لیا اور سواری کو تیز چلایا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جن پر عذاب خدا اترا ہے ان کی بستیوں سے روتے ہوئے گذرو، اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بنا کر چلو، کہ ایسا نہ ہو کہ انھیں عذابوں کا شکار تم بھی بن جاؤ آخر ان پر ٹھیک چوتھے دن کی صبح عذاب خدا بصورت چنگھاڑ آیا، اس وقت ان کی کمائیاں کچھ کام نہ آئیں، جن کھیتوں اور پھلوں کی حفاظت کے لئے اور انھیں بڑھانے کے لئے ان لوگوں نے اونٹنی کا پانی پینا ناپسند کر کے اسے قتل کر دیا تھا وہ آج بے سود ثابت ہوئے اور امر رب اپنا کام کر گیا ۞

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی سب

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ

چیزوں کو حق کے ساتھ ہی پیدا فرمایا ہے، اور قیامت بھی ضرور

لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (۸۵)

آنے والی ہے پس تو وضعداری اور اچھائی سے درگزر کر لے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (۸۶)

یقیناً تیرا پروردگار ہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے ۞

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق عدل کے ساتھ بنائی ہے، قیامت آنیوالی ہے، بُروں کو بُرے بدلے، نیکیوں کو نیک بدلے ملنے والے ہیں مخلوق باطل سے پیدا نہیں کی گئی، ایسا گمان کافروں کا ہوتا ہے اور کافروں کے لئے ویل دوزخ ہے، اور آیت میں ہے کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے، اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ بلندی والا ہے اللہ مالک حق جس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں عرش کریم کا مالک وہی ہے، پھر اپنے نبی کو حکم دیتا ہے کہ مشرکوں سے چشم پوشی کیجئے، اُن کی ایذاء اور جھٹلانا اور بُرا کہنا سہہ لیجئے، جیسے اور آیت میں ہے اُن سے چشم پوشی کیجئے اور سلام کہہ دیجئے انھیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے تھا یہ آیت مکیہ ہے اور جہاد بعد از ہجرت مقرر اور شروع ہوا ہے، تیرا رب خالق ہے اور خالق مار ڈالنے کے بعد بھی پیدائش پر قادر ہے اسے کسی چیز کی بار بار کی پیدائش عاجز نہیں کر سکتی، ریزوں کو جو بکھر جائیں وہ جمع کر کے جان ڈال سکتا ہے، جیسے فرمان ہے اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ الخ آسمان و زمین کا خالق کیا ان جیسوں کی پیدائش پر قدرت نہیں رکھتا؟ بیشک وہ پیدا کرنے والا علم والا ہے، وہ جب کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے ہو جانے کو فرما دیتا ہے بس وہ ہو جاتی ہے پاک ذات ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ۞

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ

یقیناً ہم نے تجھے سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دُہرائی جاتی ہیں اور

الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (۸۷) لَا تَمُدَّنَّ

تجھے بزرگ قرآن بھی دے رکھا ہے۔ تو ہرگز اپنی نظریں اس چیز

عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا
کی طرف نہ دوڑا جس سے ہم نے ان میں سے کئی قسم کے لوگوں کو بہرہ مند
مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ
کر رکھا ہے نہ تو ان پر افسوس کر اور
اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾
مومنوں کے لئے اپنا بازو جھکائے رہ

اے نبی ہم نے جب قرآن عظیم جیسی لازوال دولت تجھے عنایت فرما رکھی ہے تو تجھے نہ چاہئے کہ کافروں کے دنیوی مال و متاع اور ٹھاٹھ کٹھے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھے یہ تو سب فانی ہے اور صرف ان کی آزمائش کے لئے چند روزہ انہیں عطا ہوا ہے ساتھ ہی تجھے ان کے ایمان نہ لانے پر صدمے اور افسوس کی بھی چنداں ضرورت نہیں، ہاں تجھے چاہئے کہ نرمی، خوش خلقی، تواضع اور ملنساری کے ساتھ مومنوں سے پیش آتا رہ جیسے ارشاد ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ الخ لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک رسول آگئے ہیں جن پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے جو تمہاری بہبودی کا دل سے خواہاں ہے جو مسلمانوں پر پرلے درجے کا شفیق و مہربان ہے سبع مثانی کی نسبت ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن کریم کی ابتداء کی سات لمبی سورتیں ہیں، بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ انعام، اعراف اور یونس، اس لئے کہ ان سورتوں میں فرائض کا، حدود کا، قصوں کا، اور احکام کا خاص طریق پر بیان ہے، اسی طرح مثالی خبریں، اور عبرتیں بھی زیادہ ہیں، بعضوں نے سورۃ اعراف تک کی چھ سورتیں گنوا کر ساتویں سورت انفال اور برأت کو بتلایا ہے ان کے نزدیک یہ دونوں سورتیں مل کر ایک ہی سورت ہے، ابن عباس رض کا قول ہے کہ صرف حضرت موسیٰؑ کو ان میں سے دو سورتیں ملی تھیں باقی کسی نبی کو سوائے ہمارے نبیؐ کے یہ سورتیں نہیں ملیں، ایک قول ہے کہ اولاً حضرت موسیٰؑ کو چھ ملی تھیں، لیکن جب آپ نے تختیاں گرا دیں تو دو اٹھ گئیں، اور چار رہ گئیں، ایک قول ہے قرآن عظیم سے مراد بھی یہی ہیں، زیاد رح کہتے ہیں، تجھے سات جز دیئے ہیں حکم، منع بشارت ڈرا اور مثالیں نعمتوں کا شمار اور قرآنی خبریں دوسرا قول یہ ہے کہ مراد سبع مثانی سے سورۃ فاتحہ ہے جس کی سات آیتیں ہیں، یہ سات آیتیں بسم اللہ الرحمن الرحیم سمیت ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مخصوص کیا ہے یہ کتاب کا شروع ہیں، اور ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل نماز ہو، ابن جریرؒ اسی قول کو پسند فرماتے ہیں، اور اس بارے میں جو حدیثیں مروی ہیں، ان سے اس پر استدلال کرتے ہیں ہم نے وہ تمام احادیث فضائل سورۃ فاتحہ کے بیان میں اپنی اس تفسیر کے اول میں لکھ دی ہیں، فالحمد للہ امام بخاری رحمہ نے اس جگہ دو حدیثیں وارد فرمائی ہیں، ایک میں حضرت ابوسعید بن معلّٰی رض فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے، مجھے بلایا لیکن میں آپؐ کے پاس نہ آیا، نماز ختم کر کے پہنچا تو آپؐ نے پوچھا کہ اسی وقت کیوں نہ آئے میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں نماز میں تھا، آپؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ یعنے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی بات مان لو جب بھی وہ تمہیں پکاریں، سن اب میں تجھے مسجد میں سے نکلنے سے پہلے ہی پہلے قرآن کریم کی بہت بڑی سورت بتلاؤں گا تھوڑی دیر میں جب حضورؐ تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپؐ کا وعدہ یاد دلایا، آپؐ نے فرمایا وہ سورۃ الحمد للہ رب العالمین کی ہے، یہی سبع مثانی ہے اور یہی بڑا قرآن ہے جو میں دیا گیا ہوں، دوسری حدیث میں آپؐ کا فرمان ہے کہ ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ ہی سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے پس صاف ثابت ہے کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم سے مراد سورۃ فاتحہ ہے، لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اس کے سوا اور بھی یہی ہے، اس کے خلاف یہ حدیثیں نہیں جب کہ ان میں بھی یہ حقیقت پائی جائے، جیسے کہ پورے قرآن کریم کا وصف بھی اس کے مخالف نہیں جیسے فرمان خدا ہے اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ پس اس آیت میں سارے قرآن کو مثانی کہا گیا ہے۔ اور متشابہ بھی، پس وہ ایک طرح سے مثانی ہے اور دوسری وجہ سے متشابہ، اور قرآن عظیم بھی یہی ہے جیسے کہ اس روایت سے ثابت ہے کہ حضورؐ سے سوال ہوا کہ تقویٰ پر جس مسجد کی بنا ہے وہ کون ہے؟ تو آپؐ نے

اپنی مسجد کی طرف اشارہ کیا حالانکہ یہ بھی ثابت ہے کہ آیت مسجد قبا کے بارے میں اتری ہے پس قاعدہ یہی ہے کہ کسی چیز کا ذکر دوسری چیز سے انکار نہیں ہوتا جب کہ وہ بھی وہی صفت رکھتی ہو، واللہ اعلم ؛ پس تجھے ان کی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے بے نیاز رہنا چاہئے، اسی فرمان کی بنا پر امام ابن عیینہ رح نے ایک صحیح حدیث جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے وہ نہیں جو قرآن کے ساتھ تغنی نہ کرے" کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ قرآن کو لے کر اس کے ماسوا سے جو دست بردار اور بے پروا نہ ہو جائے وہ مسلمان نہیں، گو یہ تفسیر بالکل صحیح ہے لیکن اس حدیث سے یہ مقصود نہیں، حدیث کا صحیح مقصد اس ہماری تفسیر کے شروع میں بیان کر دیا ہے ابن ابی حاتم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک مرتبہ مہمان آئے، آپ کے گھر میں کچھ نہ تھا آپ نے ایک یہودی سے رجب کے وعدہ پر آٹا ادھار منگوایا لیکن اس نے کہا بغیر کسی چیز کو رہن رکھے میں نہیں دوں گا، اس وقت حضور نے فرمایا واللہ میں آسمان والوں میں امین ہوں اور زمین والوں میں بھی اگر یہ مجھے ادھار دیتا یا میرے ہاتھ فروخت کر دیتا تو میں اسے ضرور ادا کرتا پس آیت لا تمدن عینیک الخ نازل ہوئی اور گویا آپ کی دل جوئی کی گئی، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انسان کو ممنوع ہے کہ کسی کے مال و متاع کو للچاتی ہوئی نگاہوں سے تاکے یہ جو فرمایا کہ ان کی جماعتوں کو جو فائدہ ہم نے دے رکھا ہے اس سے مراد کفار کے مالدار لوگ ہیں ؛

وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا

کہہ دے کہ میں تو کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں۔ جیسے کہ

أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ

ہم نے ان قسمیں کھانے والوں پر اتارا، جنھوں نے اس

جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ

کتاب الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ قسم ہے تیرے پالنے والے کی ہم ان سب

الربع

لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾

سے ضرور باز پرس کریں گے، ہر ایک اس چیز کی جو وہ کرتے رہے

حکم ہوتا ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ اعلان کر دیجئے کہ میں تمام لوگوں کو عذاب خدا سے صاف ڈرا دینے والا ہوں یاد رکھو! میرے جھٹلانے والے بھی اگلے نبیوں کے جھٹلانے والوں کی طرح عذاب خدا کے شکار ہوں گے مُقْتَسِمِیْنَ سے مراد قسمیں کھانے والے ہیں، جو انبیاء ع کی تکذیب اور ان کی مخالفت اور ایذا دہی پر آپس میں قسما قسمی کر لیتے تھے جیسے کہ قوم صالح ع کا بیان قرآن حکیم میں ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ راتوں رات صالح اور ان کے گھرانے کو ہم عدم کے گھاٹ اتار دیں گے، اسی طرح قرآن میں ہے کہ وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ مُردے پھر جینے کے نہیں الخ اور جگہ ان کا اس بات پر قسمیں کھانے کا ذکر ہے کہ مسلمانوں کو کبھی کوئی رحمت نہیں مل سکتی، الغرض جس چیز کو نہ مانتے اس پر قسمیں کھانے کی انھیں عادت تھی اس لئے انھیں مُقْتَسِمِیْنَ کہا گیا۔ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اور اس ہدایت کی مثال جسے دے کر خدا نے مجھے بھیجا ہے اس شخص کی سی ہے جو اپنی قوم کے پاس آ کر کہے کہ لوگو! میں نے دشمن کا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے دیکھو ہوشیار ہو جاؤ بچئے اور ہلاک نہ ہونے کے سامان کر لو، اب کچھ لوگ اس کی بات مان لیتے ہیں اور اسی مہلت میں چل پڑتے ہیں اور دشمن کے پنجے سے بچ جاتے ہیں لیکن بعض لوگ اسے جھوٹا سمجھتے ہیں اور وہیں بے فکری سے پڑے رہتے ہیں کہ ناگاہ دشمن کا لشکر آپہنچتا ہے اور گھیر گھار کر انھیں قتل کر دیتا ہے پس یہ ہے مثال میری ماننے والوں کی اور نہ ماننے والوں کی ؛ ان لوگوں نے اُن خدا کی کتابوں کو جو ان پر اتری تھیں پارہ پارہ کر دیا جس مسئلے کو چاہا مانا جس سے دل گھبرایا چھوڑ دیا، صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں کہ کتاب کے بعض حصے کو مانتے تھے اور بعض کو نہیں مانتے تھے یہ بھی مروی ہے کہ مُراد

اس سے کفار کا کتاب اللہ کی نسبت یہ کہنا ہے کہ یہ جادو ہے یہ کہانت ہے یہ اگلوں کی کہانی ہے اس کا کہنے والا جادوگر ہے، مجنون ہے، کاہن ہے وغیرہ، سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ ولید بن مغیرہ کے پاس سرداران قریش جمع ہوتے حج کا موسم قریب تھا اور یہ شخص اُن میں بڑا شریف اور ذی رائے سمجھا جاتا تھا اس نے ان سب سے کہا کہ دیکھو حج کے موقع پر دور دراز سے تمام عرب یہاں جمع ہوں گے تم دیکھ رہے ہو کہ تمہارے اس ساتھی نے ادھم مچا رکھا ہے پس اس کی نسبت اُن بیرونی لوگوں سے کیا کیا کہا جائے یہ بتاؤ اور کسی ایک بات پر اجماع کر لو کہ سب وہی کہیں ایسا نہ ہو کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے اس سے تو تمہارا اعتبار اٹھ جائے گا اور وہ پردیسی تمہیں جھوٹا خیال کریں گے انھوں نے کہا اے عبد شمس آپ ہی کوئی ایسی بات تجویز کر دیجئے اس نے کہا پہلے تم اپنی تو کہو تاکہ مجھے بھی غور و خوض کا موقعہ ملے انہوں نے کہا پھر ہماری رائے میں تو ہر شخص اُسے کاہن بتلائے اس نے کہا یہ تو واقعہ کے خلاف ہے لوگوں نے کہا پھر مجنون کہنا بالکل درست ہے اُس نے کہا یہ بھی غلط ہے کہا اچھا تو شاعر کہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ شعر جانتا ہی نہیں کہا اچھا پھر جادوگر کہیں؟ کہا اُسے جادو سے مس بھی نہیں، اس نے کہا سنو واللہ اس کے قول میں عجب مٹھاس ہے ان باتوں میں سے تم جو کہو گے دنیا سمجھ لے گی کہ محض غلط اور سفید جھوٹ ہے، گو کوئی بات نہیں بنتی، لیکن کچھ کہنا ضرور ہے اچھا بھئی سب اُسے جادوگر بتلائیں اس امر پر یہ مجمع برخاست ہوا، اور اسی کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔ ان کے اعمال کا سوال اُن سے ان کا رب ضرور کرے گا یعنی کلمۂ لا الٰہ الا اللہ سے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم سے ہر ہر شخص قیامت کے دن تنہا تنہا خدا کے سامنے پیش ہوگا جیسے ہر ہر شخص چودھویں رات کے چاند کو اکیلا اکیلا دیکھتا ہے اللہ فرمائے گا اے انسان تو مجھ سے مغرور کیوں ہوگیا تو نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا، تو نے میرے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں، دو چیز کا سوال ہر ایک سے ہوگا معبود کسے بنا رکھا تھا؟ اور رسول کی مانی یا نہیں؟ ابن عیینہؒ فرماتے ہیں عمل اور مال کا سوال ہوگا، حضرت معاذ رض سے حضورؐ علیہ السلام نے فرمایا اے معاذ رض! انسان سے قیامت کے دن ہر ہر عمل کا سوال ہوگا یہاں تک کہ اُس کے آنکھ کے سرمے اور اس کے ہاتھ کی گندھی ہوئی مٹی کے بارے میں بھی اس سے سوال ہوگا دیکھ معاذ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن خدا کی نعمتوں کے بارے میں تو کمی والا رہ جائے، ف اس آیت میں تو ہے کہ ہر ایک سے اس کے عمل کی بابت سوال ہوگا اور سورۃ رحمٰن کی آیت میں ہے کہ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ کہ اس دن کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ کا سوال نہ ہوگا ان دونوں آیتوں میں جوڑ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تطبیق یہ ہے کہ یہ سوال نہ ہوگا کہ تو نے یہ عمل کیا؟ بلکہ یہ سوال ہوگا کہ کیوں کیا؟

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ

پس تو اس حکم کو جو تجھے کیا جا رہا ہے کھول کر سنا دے اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ (٩٤) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (٩٥)

منہ پھیر لے تجھے جو لوگ مسخرا پن کرتے ہیں ان کی سزا کے لئے ہم کافی ہیں۔

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

جو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود مقرر کرتے ہیں

اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (٩٦) وَلَقَدْ

انھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ ہمیں

نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا

خوب علم ہے کہ ان کی باتوں سے تو تنگ دل

يَقُوْلُوْنَ (٩٧) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ

ہوتا ہے تو اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتا رہ اور

كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (٩٨) وَاعْبُدْ

سجدے کرنیوالوں میں رہ اور اپنے رب کی عبادت

رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ع (۹۹)

کرتا رہ　یہاں تک کہ　تجھے　یقین آجائے

۶ ع ۲۰ ۶

حکم ہو رہا ہے کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ ص خدا کی باتیں لوگوں کو صاف صاف بے جھجک پہنچا دیں نہ کسی کی رو رعایت کیجیے نہ کسی کا ڈر خوف کیجیے، مشرکوں کے سامنے توحید کھلم کھلا بیان کر دیجیے، خود عمل کر کے دوسروں تک بھی پہنچایئے، نماز میں قرآن کی باواز بلند تلاوت کیجیے، اس آیت کے اترنے سے پہلے تک حضور ص پوشیدہ تبلیغ فرماتے تھے لیکن اس کے بعد آپ ص اور آپ ص کے اصحاب رض نے کھلے طور پر اشاعت دین شروع کر دی، ان مذاق اڑانے والوں کو ہم پر چھوڑ دے ہم آپ اُن سے نمٹ لیں گے تو اپنی تبلیغ کے فریضے میں کوتاہی نہ کر یہ تو چاہتے ہیں کہ ذرا سی سستی آپؐ کی طرف سے دیکھیں تو خود بھی دست بردار ہو جائیں تو اُن سے خوف مطلقاً نہ کر اللہ تعالیٰ تیرا حافظ و ناصر ہے وہ تجھے اُن کے شر سے بچالے گا۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ اے رسول ص جو کچھ تیری جانب اتارا گیا ہے تو اسے پہنچا دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اپنے رب کی رسالت نہیں پہنچائی، اللہ تعالیٰ خود ہی لوگوں کی برائی سے تجھے محفوظ رکھ لے گا، چنانچہ ایک دن حضور ص راستے جا رہے تھے جو بعض مشرکوں نے آپؐ کو چھیڑا اسی وقت حضرت جبرئیل آئے اور انھیں چوکا مارا جس سے ان کے جسموں میں ایسا ہو گیا جیسے نیزے کے زخم ہوں اسی میں وہ مر گئے، اور یہ لوگ مشرکین کے بڑے بڑے رؤسا تھے بڑی عمر کے تھے اور بڑے شریف گنے جاتے تھے، بنو اسد کے قبیلے میں سے تو اسود بن عبد المطلب ابوزمعہ یہ حضور ص کا بڑا ہی دشمن تھا، ایذائیں دیا کرتا تھا اور مذاق اڑایا کرتا تھا آپ ص نے تنگ آکر اس کے لئے بد دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے اندھا کر دے بے اولاد کر دے، بنی زہرہ میں سے اسود تھا اور بنی مخزوم میں سے ولید تھا اور بنی سہم میں سے عاص بن وائل تھا، اور خزاعہ میں سے حارث تھا یہ لوگ برابر حضور ص کی ایذا رسانی کے درپے لگے رہتے تھے، اور لوگوں کو آپ ص کے خلاف ابھارا کرتے تھے اور جو تکلیف ان کے بس میں ہوتی آپ ص کو پہنچایا کرتے جب یہ اپنے مظالم میں حد سے گذر گئے اور بات بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے فَاصْدَعْ سے يَعْلَمُوْنَ ۝ تک کی آیتیں نازل فرمائیں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے تھے جو حضرت جبرئیل ع آئے بیت اللہ میں آپ ص کے پاس کھڑے ہو گئے اتنے میں اسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گذرا تو حضرت جبرئیل ع نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اسے پیٹ کی بیماری ہو گئی اور اسی میں وہ مرا، اتنے میں ولید بن مغیرہ گذرا اس کی ایڑی ایک خزاعی شخص کے تیر کے پھل سے کچھ یونہی سی چھل گئی تھی اور اسے بھی دو سال گذر چکے تھے، حضرت جبرئیل ع نے اسی کی طرف اشارہ کیا وہ کھل گئی پکی اور اسی میں وہ مرا، پھر عاص بن وائل گزرا، اس کے تلوے کی طرف اشارہ کیا کچھ دنوں بعد یہ طائف جانے کے لئے اپنے گدھے پر سوار چلا راستے میں گر پڑا اور تلوے میں کیل گھس گئی جس نے اس کی جان لی، حارث کے سر کی طرف اشارہ کیا اُسے خون آنے لگا، اور اسی میں مرا، ان سب موذیوں کا سردار ولید بن مغیرہ تھا اسی نے انھیں جمع کیا تھا پس یہ پانچ یا سات شخص تھے جو سنڈے تھے اور ان کے اشاروں سے اور ذلیل لوگ بھی کمینہ پن کی حرکتیں کرتے رہتے تھے، یہ لوگ اس لغو حرکت کے ساتھ ہی یہ بھی کرتے تھے کہ خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے تھے انھیں اپنے کرتوت کا مزہ ابھی ابھی آجائے گا، اور بھی جو رسول کا مخالف ہو خدا کے ساتھ شرک کرے اس کا یہی حال ہے، ہمیں خوب معلوم ہے کہ ان کی بکواس سے اے نبی ص تمہیں تکلیف ہوتی ہے دل تنگ ہوتا ہے لیکن تم ان کا خیال بھی نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے، تم اپنے رب کے ذکر اور اس کی تسبیح اور

حمد میں لگے رہو، اس کی عبادت جی بھر کر کرو، نماز کا خیال رکھو سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دو، مسند احمد میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدمؑ شروع دن کی چار رکعت سے عاجز نہ ہو میں تجھے آخر دن تک کفایت کروں گا، حضور علیہ السّلام کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کا معاملہ آ پڑتا تو آپ نماز شروع کر دیتے، یقین سے مراد اس آخری آیت میں موت ہے اس کی دلیل سورۃ مدثر کی وہ آیتیں ہیں جن میں بیان ہے کہ جہنمی اپنی برائیاں بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے مسکینوں کو کھلاتے نہ تھے، باتیں بنایا کرتے تھے، اور قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے، یہاں تک کہ موت آگئی یہاں بھی موت کی جگہ لفظ یقین ہے، ایک صحیح حدیث میں بھی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضؓ کے انتقال کے بعد جب حضورؐ اُن کے پاس گئے تو انصار کی ایک عورت اُمؓ العلاء نے کہا کہ اے ابو السائب اللہ کی تجھ پر رحمتیں ہوں بیشک اللہ تعالیٰ نے تیری تکریم و عزت کی حضورؐ نے یہ سنکر فرمایا تجھے کیسے یقین ہوگیا کہ اللہ نے اس کا اکرام کیا انھوں نے جواب دیا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں پھر کون ہوگا؟ جس کا اکرام ہو؟ آپؐ نے فرمایا سنو اسے موت آچکی، اور مجھے اس کے لئے بھلائی کی امید ہے اس حدیث میں بھی موت کی جگہ یقین کا لفظ ہے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نماز وغیرہ عبادت انسان پر فرض ہے جب تک کہ اس کی عقل باقی رہے اور ہوش و حواس ثابت ہوں جیسی اس کی حالت ہو اُسی کے مطابق نماز ادا کرلے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر لیٹ کر، بد مذہبوں نے اس سے اپنے مطلب کی ایک بات گھڑلی ہے کہ جب تک انسان درجۂ کمال تک نہ پہنچے اس پر عبادات فرض رہتی ہیں لیکن جب معرفت کی منزلیں طے کر چکا تو عبادت کی تکلیف ساقط ہو جاتی ہے، یہ سراسر کفر ضلالت اور جہالت ہے یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ انبیاء اور خصوصاً سرور انبیاء علیہم السلام اور آپؐ کے اصحاب معرفت کے تمام درجے طے کر چکے تھے اور خدائی علم و عرفان میں سب دنیا سے کامل تھے، رب کی صفات اور ذات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، باوجود اس کے سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرتے تھے، اور رب کی اطاعت میں تمام دنیا سے زیادہ مشغول تھے اور دنیا کے آخری دم تک اسی میں لگے رہے پس ثابت ہے کہ یہاں مراد یقین سے موت ہے تمام مفسرین صحابہ تابعین وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ فالحمد للہ، اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے اس نے جو ہمیں ہدایت عطا فرمائی ہے اُسی پر ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں، اسی سے نیک کاموں میں مدد چاہتے ہیں، اسی کی پاک ذات پر ہمیں بھروسہ ہے ہم اُس مالک حاکم سے دُعاء کرتے ہیں کہ وہ بہترین اور کامل اسلام ایمان اور نیکی پر موت دے، وہ جوّاد ہے اور کریم ہے ؞

الحمد للہ سورۂ حجر کی تفسیر ختم ہوئی ؞ ؞ ؞

تفسیر سورۂ نحل مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ مہربان رحم کرنے والے کے نام سے

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۖ

اللہ کا حکم آپہنچا اب اس کی جلدی نہ مچاؤ۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

تمام پاکی اس کے لئے ہے کہ وہ برتر ہے ان سب سے جنھیں یہ شریک خدا بتلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قیامت کی نزدیکی کی خبر دے رہا ہے اور گویا کہ وہ قائم ہو چکی، اس لئے ماضی کے لفظ سے بیان فرماتا ہے جیسے فرمان ہے لوگوں کا حساب قریب آلگا پھر بھی وہ غفلت کے

ساتھ منہ موڑے ہوئے ہیں اور آیت میں ہے قیامت قریب آگئی، چاند پھٹ گیا، پھر فرمایا اس قریب والی چیز کے اور قریب ہونے کی تمنائیں نہ کرو ہٗ کی ضمیر کا مرجع یا تو لفظ اللہ ہے یعنی اللہ سے جلدی نہ چاہو یا عذاب ہیں، یعنی عذابوں کی جلدی نہ مچاؤ، دونوں معنی ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں جیسے اور آیت میں ہے یہ لوگ عذاب کی جلدی مچارہے ہیں اگر ہماری طرف سے اس کا وقت مقرر نہ ہوتا تو بیشک اُن پر عذاب آپڑتے لیکن عذاب اُن پر آئے گا ضرور اور وہ بھی ناگہاں اُن کی غفلت میں عذابوں کی جلدی کرتے ہیں اور جہنم ان سب کافروں کو گھیرے ہوتے ہے، ضحاک رح نے اس آیت کا ایک عجیب مطلب بیان کیا ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ مُراد یہ ہے کہ خدا کے فرائض اور حدود نازل ہو چکے امام ابن جریر رح نے اُسے خوب رَد کیا ہے اور فرمایا ہے ایک بھی تو ہمارے علم میں ایسا نہیں جس نے شریعت کے وجود سے پہلے اس کے مانگنے میں اس کی عجلت کی ہو، مُراد اس سے عذابوں کی جلدی ہے جو کافروں کی عادت تھی، کیونکہ وہ انھیں مانتے ہی نہ تھے جیسے قرآن پاک نے فرمایا ہے يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا الخ بے ایمان تو اس کی جلدی مچا رہے ہیں اور ایماندار اُن سے لرزاں و ترساں ہیں کیونکہ وہ انھیں برحق مانتے ہیں بات یہ ہے کہ عذابِ خدا میں شک کرنے والے دُور گمراہی میں جا پڑتے ہیں، ابن ابی حاتم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے قریب مغرب کی جانب سے ڈھال کی طرح کا سیاہ ابر نمودار ہوگا اور وہ بہت جلد آسمان پر چڑھے گا پھر اس میں سے ایک منادی ندا کرے گا لوگ تعجب سے ایک دوسرے سے کہیں گے میاں کچھ سنا بھی؟ بعض ہاں کہیں گے اور بعض بات کو اڑا دیں گے وہ پھر دوبارہ ندا کرے گا، اور کہے گا اے لوگو! اب تو سب کہیں گے ہاں صاحب آواز تو آئی، پھر وہ تیسری دفعہ منادی کرے گا، اور کہے گا اے لوگو! امرِ خداوندی آ پہنچا اب جلدی نہ کرو، خدا کی قسم دو شخص جو کپڑے کو پھیلاتے ہوتے ہوں گے سمیٹنے بھی نہ پائیں گے جو قیامت قائم ہو جائیگی کوئی اپنے حوض کو ٹھیک کر رہا ہوگا، ابھی پانی بھی پلانے نہیں پایا ہوگا جو قیامت آ جائے گی، دودھ دوہنے والے پی بھی نہ سکیں گے کہ قیامت آجائے گی، ہر ایک آپا دھاپی میں لگ جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اپنے نفسِ کریم کی شرک اور عبادتِ غیر سے پاکیزگی بیان فرماتا ہے، فی الواقع وہ ان تمام باتوں سے پاک بہت دور اور بہت بلند ہے یہی مشرک ہیں جو منکر قیامت بھی ہیں، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اُن کے شرک سے پاک ہے

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

وہی فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا

جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

سوا اور کوئی معبود نہیں تو تم مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

روح سے مُراد یہاں وحی ہے جیسے آیت وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا الخ ہم نے اسی طرح تیری طرف اپنے حکم سے وحی نازل فرمائی، حالانکہ تجھے تو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کی ماہیت کیا ہے؟ ہاں ہم نے اسے نور بنا کر جسے چاہا اپنے بندوں میں سے راستہ دکھا دیا، یہاں فرمان ہے کہ ہم اپنے جن بندوں کو چاہیں پیغمبری عطا فرماتے ہیں ہمیں ہی اس کا پورا علم ہے کہ اُس کے لائق کونسا ہے؟ ہم ہی فرشتوں میں سے بھی اس اعلیٰ منصب کے فرشتے چھانٹ لیتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی خدا اپنی وحی اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ہوشیار کر دیں، جس دن سب کے سب خدا کے سامنے ہوں گے کوئی چیز اس سے مخفی

نہ ہوگی، اُس دن ملک کس کا ہوگا؟ صرف اللہ واحد و قہار کا، اس لئے کہ وہ لوگوں میں وحدانیت خدا کا اعلان کر دیں، اور پارسائی سے دور مشرکوں کو ڈرا دیں اور لوگوں کو سمجھا دیں کہ وہ مجھ سے ڈرتے رہا کریں ؞ ؞

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ
اسی نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا
تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ
وہ اس سے بری ہے جو شرک کرتے ہیں اس نے
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
انسان کو نطفے سے پیدا کیا کہ وہ
خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ④
صریح جھگڑالو بن بیٹھا ۔

عالم علوی اور سفلی کا خالق اللہ تعالیٰ کریم ہی ہے بلند آسمان اور بچھی ہوئی زمین مع تمام مخلوق کے اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور یہ سب بطورِ حق ہے نہ کہ بطورِ عبث، نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا ہوگی وہ تمام اور معبودوں اور مشرکوں سے بری اور بیزار ہے، واحد ہے لاشریک ہے، اکیلا ہی خالق کل ہے، اسی لئے اکیلا ہی سزاوارِ عبادت ہے، اُس نے انسان کا سلسلہ نطفے سے جاری کر رکھا ہے جو ایک پانی ہے حقیر و ذلیل، یہ جب ٹھیک ٹھاک بنا دیا جاتا ہے تو اکڑفوں میں آجاتا ہے رب سے جھگڑنے لگتا ہے رسولوں کی مخالفت پر تل جاتا ہے، بندہ تھا چاہیئے تھا کہ بندگی میں لگا رہتا لیکن یہ تو رندگی کرنے لگا، اور آیت میں ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پانی سے بنایا، اُس کا نسب اور سسرال قائم کیا، خدا قادر ہے، رب کے سوا یہ اُن کی پوجا کرنے لگے ہیں جو بے نفع اور بے ضرر ہیں کافر کچھ خدا سے پوشیدہ نہیں، سورۂ یٰسین میں فرمایا کیا انسان نہیں دیکھتا کہ ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا پھر وہ تو بڑا ہی جھگڑالو نکلا ہم پر بھی باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش بھول گیا کہنے لگا کہ ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ اے نبی ؐ! تم ان سے کہہ دو کہ انہیں وہ خالق اکبر پیدا کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا وہ تو ہر طرح کی مخلوق کی ہر طرح کی پیدائش کا پورا عالم ہے، مسند امام ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ؐ نے اپنی ہتھیلی پر تھوک کر فرمایا کہ جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان کیا تو مجھے عاجز کر سکتا ہے حالانکہ میں نے تو تجھے اس جیسی چیز سے پیدا کیا ہے جب تو پورا ہو گیا ٹھیک ٹھاک ہو گیا لباس مکان مل گیا تو تو لگا سمیٹنے اور میری راہ سے روکنے؟ اور جب دم گلے میں اٹکا تو تو کہنے لگا کہ اب صدقہ کرتا ہوں، راہِ للہ دیتا ہوں بس اب صدقے خیرات کا وقت نکل گیا ؞ ؞

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ
اسی نے چوپائے پیدا کئے جن میں تمہارے لئے گرمی کے لباس ہیں
وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَ
اور بھی بہت سے نفع ہیں اور بعض تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں اور
لَكُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ
ان میں تمہاری رونق بھی ہے جب چرا کر لاؤ تب بھی
وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ۪ ⑥ وَتَحْمِلُ
اور جب چرانے لے جاؤ تب بھی ۔ اور وہ تمہارے
اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا
بوجھ ان شہروں تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم
بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ
بغیر آدھی جان کے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے یقیناً
رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ⑦ۙ
تمہارا رب نہایت ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے

جو چوپائے خدائے تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور انسان اُن سے مختلف فائدے اٹھا رہا ہے اس نعمت کو رب العالمین بیان فرما رہا ہے، جیسے اونٹ گائے، بکری، جس کا مفصل بیان

سورۂ انعام کی آیت میں آٹھ قسموں سے کیا ہے اُن کے بال اُون صوف وغیرہ کا گرم لباس اور جڑاول بنتی ہے دودھ پیتے ہیں، گوشت کھاتے ہیں۔ شام کو وہ جب چرچگ کر واپس آتے ہیں بھری ہوئی کوکھوں والے بھرے ہوئے تھنوں والے اونچی کوہانوں والے کتنے بھلے معلوم ہوتی ہیں؟ اور جب چراگاہ کی طرف . . . . جاتے ہیں کیسے پیارے معلوم ہوتے ہیں؟ پھر تمہارے بھاری بھاری بوجھ ایک شہر سے دوسرے شہر تک اپنی کمر پر لاد کر لے جاتے ہیں کہ تمہارا وہاں پہنچنا بغیر آدھی جان کئے مشکل تھا حج کے عمرے کے جہاد کے تجارت کے اور ایسے ہی اور سفر اُن پر ہوتے ہیں تمہیں لے جاتے ہیں تمہارے بوجھ ڈھوتے ہیں جیسے آیت وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً الخ میں ہے کہ یہ چوپائے جانور بھی تمہاری عبرت کا باعث ہیں ان کے پیٹ سے ہم تمہیں پلاتے ہیں اور ان سے بہت سے فائدے پہنچاتے ہیں ان کا گوشت بھی تم کھاتے ہو ان پر سواریاں بھی کرتے ہو، سمندر کی سواری کے لئے کشتیاں ہم نے بنادی ہیں اور آیت میں ہے اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے ہیں کہ اُن پر سواری کرو انھیں کھاؤ، نفع اٹھاؤ، دلی حاجتیں پوری کرو اور تمہیں کشتیوں پر بھی سوار کرایا، اور بہت سی نشانیاں دکھائیں پس تم کس کس نشان کا انکار کرو گے؟ یہاں بھی اپنی یہ نعمتیں جتا کر فرمایا کہ تمہارا وہ رب جس نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع بنادیا ہے وہ تم پر بہت ہی شفقت و رحمت والا ہے جیسے سورۃ یٰسین میں فرمایا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اُن کے لئے اپنے ہاتھوں چوپائے بنائے اور انھیں اُن کا مالک کردیا اور انھیں اُن کا مطیع بنادیا کہ بعض کو کھائیں، بعض پر سوار ہوں، اور آیت میں ہے وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ الخ اس خدا نے تمہارے لئے کشتیاں بنادیں اور چوپائے پیدا کردیئے کہ تم اُن پر سوار ہو کر اپنے رب کا فضل و شکر کرو اور کہو وہ پاک ہے جس نے انھیں ہمارا ماتحت کردیا حالانکہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی ہم مانتے ہیں کہ ہم اسی کی جانب لوٹیں گے دِفْءٌ کے معنی کپڑے اور منافع سے مراد کھانا پینا نسل حاصل کرنا سواری کرنا گوشت کھانا دودھ پینا ہے ؛ ؛

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ

گھوڑوں کو خچروں کو گدھوں کو اس نے پیدا کیا کہ

لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط وَ

تم ان کی سواری لو اور وہ باعث زینت بھی ہیں، اور بھی ایسی

يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧

بہت چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم بھی نہیں.

اپنی ایک اور نعمت بیان فرما رہا ہے کہ زینت کے لئے اور سواری کے لئے اُس نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں بڑا مقصد ان جانوروں کی پیدائش سے انسان کا ہی فائدہ ہے، چونکہ انھیں اور چوپایوں پر فضیلت دی اور علیحدہ ذکر کیا اس وجہ سے بعض علماء نے گھوڑے کے گوشت کی حرمت کی دلیل اس آیت سے لی ہے جیسے امام ابوحنیفہؒ اور ان کی موافقت کرنے والے فقہاء کہتے ہیں کہ خچر اور گدھے کے ساتھ گھوڑے کا ذکر ہے اور پہلے کے دونوں جانور حرام ہیں اس لئے یہ بھی حرام ہوا چنانچہ خچر اور گدھے کی حرمت حدیثوں میں آتی ہے اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے، ابن عباسؓ سے ان تینوں کی حرمت آئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پہلے کی آیت میں چوپایوں کا ذکر کر کے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انھیں تم کھاتے ہو پس یہ تو ہوئے کھانے کے جانور اور ان تینوں کا بیان کر کے فرمایا ہے کہ ان پر تم سواری کرتے ہو پس یہ ہوئے سواری کے جانور، مسند کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے گھوڑوں کے خچروں کے اور گدھوں کے گوشت کو منع فرمایا ہے لیکن اس کے راویوں میں ایک راوی صالح

ابن یحییٰ مقدام ہیں جن میں کلام ہے، مسند کی اور حدیث میں مقدام بن معدی کرب سے منقول ہے کہ ہم حضرت خالد بن ولید رضہ کے ساتھ صائفہ کی جنگ میں تھے میرے پاس میرے ساتھی گوشت لائے مجھ سے ایک پتھر مانگا میں نے دیا انھوں نے اس میں اسے باندھا میں نے کہا ٹھہرو میں حضرت خالد رضہ سے دریافت کر آؤں انھوں نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں تھے لوگوں نے یہودیوں کے کھیتوں پر جلدی شروع کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ لوگوں میں ندا کر دوں کہ نماز کے لئے آ جائیں اور مسلمانوں کے سوا کوئی نہ آئے پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم نے یہودیوں کے باغات میں گھسنے کی جلدی مچائی، سنو معاہد کا مال بغیر حق کے حلال نہیں اور پالتو گدھوں کے گھوڑوں کے اور خچروں کے گوشت اور ہر ایک کچلیوں والا درندہ اور ہر ایک پنجے سے شکار کھیلنے والا پرندہ حرام ہے، حضورم کی ممانعت یہود کے باغات سے شاید اس وقت تھی جب اُن سے معاہدہ ہو گیا پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بیشک گھوڑے کی حرمت کے بارے میں نص تھی لیکن اس میں صحیحین کی حدیث کے مقابلے کی قوت نہیں جس میں حضرت ابن عباس رضہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی، اور حدیث میں ہے کہ ہم نے خیبر والے دن گھوڑے اور خچر اور گدھے ذبح کئے تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر اور گدھے کے گوشت سے تو منع کر دیا لیکن گھوڑے کے گوشت سے نہیں روکا، صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضہ سے مروی ہے کہ ہم نے مدینہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا، پس یہ سب سے بڑی اور سب سے قوی اور سب سے زیادہ ثبوت والی حدیث ہے اور یہی مذہب جمہور علماء کا ہے، مالک رح، شافعی رح، احمد ان کے سب ساتھی اور اکثر سلف و خلف یہ کہتے ہیں واللہ اعلم

ابن عباس رضہ کا بیان ہے کہ پہلے گھوڑوں میں وحشیت اور جنگلیت تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل عہ کے لئے اسے مطیع کر دیا وہب نے اسرائیلی روایتوں میں بیان کیا ہے کہ جنوبی ہوا سے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں واللہ اعلم ان تینوں جانوروں پر سواری لینے کا جواز تو قرآن کے لفظوں سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر ہدیے میں دیا گیا تھا جس پر آپ م سواری کرتے تھے ہاں یہ آپ نے منع فرمایا ہے کہ گھوڑوں کو گدھوں سے ملایا جائے یہ ممانعت اس لئے ہے کہ نسل منقطع نہ ہو جائے، حضرت دحیہ کلبی رضہ نے حضورم سے دریافت کیا کہ اگر آپ م اجازت دیں تو ہم گھوڑی گدھی کے ملاپ سے خچر لیں اور آپ م اس پر سوار ہوں، آپ م نے فرمایا یہ کام وہ کرتے ہیں جو علم سے کورے ہیں ؛

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ

درمیانہ راہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے والی ہے اور ٹیڑھی راہیں ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨ ع

اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ پر لگا دیتا ؛

دنیوی راہیں طے کرنے کے اسباب بیان فرما کر اب دینی راہ چلنے کے اسباب بیان فرماتا ہے محسوسات سے معنویات کی طرف رجوع کرتا ہے، قرآن میں اکثر بیانات اس قسم کے موجود ہیں، سفر حج کے توشہ کا ذکر کر کے تقویٰ کے توشے کا جو آخرت میں کام دے بیان ہو رہا ہے، ظاہری لباس کا ذکر فرما کر لباس تقویٰ کی اچھائی بیان کی ہے، اسی طرح یہاں حیوانات سے دُنیا کے کٹھن راستے اور دور دراز سفر طے ہونے کا بیان فرما کر آخرت کے راستے دینی راہیں بیان فرمائیں کہ حق راستہ خدا سے ملانے والا ہے رب کی سیدھی راہ وہی ہے اسی پر چلو اور راستوں پر نہ لگو ورنہ بہک جاؤ گے اور سیدھی راہ سے الگ ہو جاؤ گے فرمایا میری طرف پہنچنے کی سیدھی راہ یہی ہے جو میں نے

بتلاتی ہے طریق حق جو خدا سے واصل کرنے والا ہے خدا نے ظاہر کر دیا ہے اور وہ دین اسلام ہے جیسے خدا نے واضح کر دیا ہے اور ساتھ ہی راستوں کی گمراہی بھی بیان فرما دی ہے پس سچا راستہ ایک ہی ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے باقی اور راہیں غلط راہیں ہیں حق سے یکسو ہیں لوگوں کی اپنی ایجادیں ہیں جیسے یہودیت نصرانیت مجوسیت وغیرہ، پھر فرماتا ہے کہ ہدایت رب کے قبضے کی چیز ہے اگر چاہے تو دے زمین کے لوگوں کو نیک راہ پر لگا دے زمین کے تمام باشندے مومن بن جائیں سب لوگ ایک ہی دن کے عامل ہو جائیں لیکن یہ اختلاف باقی ہی رہے گا مگر جس پر خدا رحم فرمائے اسی کے لئے انھیں پیدا کیا ہے، تیرے رب کی بات پوری ہو کر ہی رہے گی کہ جہنم جنت انسان جنات سے بھر جائے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ

وہی تمہارے فائدے کے لئے آسمان سے پانی برساتا ہے

مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ

جسے تم پیتے بھی ہو اور اسی سے اُگے ہوئے درختوں کو تم اپنے

تُسِیْمُوْنَ ⑩ یُنْۢبِتُ لَکُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ

جانوروں کو چراتے ہو، اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور

الزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَ

زیتون اور کھجور اور انگور اور

مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً

ہر قسم کے پھل اُگاتا ہے۔ دھیان دھرنے والے لوگوں

لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ⑪

کے لئے تو اس میں بڑا ہی نشان ہے۔

چوپائے اور دوسرے جانوروں کی پیدائش کا احسان بیان فرما کر اور احسان بیان فرماتا ہے کہ اُوپر سے پانی وہی برساتا ہے جس سے تم آپ فائدہ اٹھاتے ہو اور تمہارے فائدے کے جانور بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، میٹھا صاف شفاف خوش گوار اچھے ذائقے کا پانی تمہارے پینے کے کام آتا ہے اُس کا احسان نہ ہو تو وہ کھاری اور کڑوا بنا دے، اُسی آب باراں سے درخت اگتے ہیں اور وہ درخت تمہارے جانوروں کا چارہ بنتے ہیں سوم کے معنی چرنے کے ہیں اسی وجہ سے اہل سائمہ چرنیوالے اونٹوں کو کہتے ہیں، ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج نکلنے سے پہلے چرانے کو منع فرمایا۔ پھر اس کی قدرت دیکھو کہ ایک ہی پانی سے مختلف مزے کے مختلف شکل و صورت کے مختلف خوشبو کے طرح طرح کے پھل پھول وہ تمہارے لئے پیدا کرتا ہے پس یہ سب نشانیاں ایک شخص کو خدا کی وحدانیت جاننے کے لئے کافی ہیں، اسی کا بیان اور آیتوں میں اسی طرح ہوا ہے آسمان و زمین کا خالق بادلوں سے پانی برسانے والا ان سے ہرے بھرے باغات پیدا کرنے والا جن کے پیدا کرنے سے تم عاجز تھے اللہ ہی ہے اس کے ساتھ اور کوئی معبود نہیں پھر بھی لوگ حق سے ادھر ادھر ہو رہے ہیں

وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ

اسی نے رات دن اور سورج چاند کو تمہارے کام میں

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ

لگا رکھا ہے۔ اور ستارے بھی اسی کے حکم کے

بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

ماتحت ہیں، یقیناً اس میں عقلمند لوگوں کے لئے کئی ایک نشانیاں

یَّعْقِلُوْنَ ⑫ وَمَا ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ

موجود ہیں۔ اور بھی بہت سی چیزیں طرح طرح کے رنگ روپ

مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ

کی اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں۔ نصیحت

ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ⑬

قبول کرنیوالوں کے لئے تو اس میں بڑی بھاری نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی اور نعمتیں یاد دلاتا ہے کہ دن رات برابر تمہارے فائدہ کیلئے آتے جاتے ہیں سورج چاند گردش میں ہیں ستارے

چمک چمک کر تمہیں روشنی پہنچا رہے ہیں، ہر ایک کا ایک ایسا صحیح اندازہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے جس سے وہ نہ ادھر ادھر ہوں نہ تمہیں کوئی نقصان ہو ہر ایک رب کی قدرت میں اور اس کے غلبے تلے ہے، اس نے چھ دن میں آسمان زمین پیدا کی پھر عرش پر مستوی ہوا، دن رات پے در پے آتے رہتے ہیں سورج چاند ستارے اس کے حکم سے کام میں لگے ہوتے ہیں خلق و امر کا مالک وہی ہے وہ رب العالمین بڑی برکتوں والا ہے جو سوچ سمجھ رکھتا ہو اس کے لئے تو اس میں قدرت و سلطنتِ خدا کی بڑی نشانیاں ہیں، ان آسمانی چیزوں کے بعد اب تم زمینی چیزیں دیکھو کہ حیوان کا نباتات، جمادات وغیرہ مختلف رنگ روپ کی چیزیں بے شمار فوائد کی چیزیں اسی نے تمہارے لئے زمین پر پیدا کر رکھی ہیں، جو لوگ خدا کی نعمتوں کو سوچیں اور قدر کریں ان کے لئے تو زبردست نشان ہے ٭٭

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا

دریا بھی اسی نے تمہارے بس میں کر دیئے ہیں کہ تم اس میں سے

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

نکلا ہوا تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ

اپنے پہننے کے زیورات نکال سکو تو آپ دیکھیں گے کہ کشتیاں

مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

اس میں پانی چیرتی ہوتی ہیں اور اس لئے بھی کہ تم اس کا

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑭

فضل تلاش کرو اور ہو سکتا ہے کہ تم شکر گذاری بھی کرو،

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ

اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تاکہ

تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

تمہیں ہلا نہ دے اور نہریں اور راہیں بنا دیں

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَ

تاکہ تم منزل مقصود کو پہنچو، اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں

بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ

ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں۔ تو کیا وہ

يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا

جو پیدا کرے اس جیسا ہے۔ جو پیدا نہیں کر سکتا ؟ کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ⑰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

بالکل نہیں سوچتے اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی گنتی کرنا چاہو تو

لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑱

تم اسے بھی پورا نہیں کر سکتے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

خدا تعالیٰ اپنی اور مہربانی جتاتا ہے کہ سمندر پر دریا پر بھی اس نے تمہیں قابض کر دیا باوجود اپنی گہرائی کے اور اپنی موجوں کے وہ تمہارا تابع ہے، تمہاری کشتیاں اس میں چلتی ہیں اسی طرح اس میں سے مچھلیاں نکال کر اُن کے تر و تازہ گوشت تم کھاتے ہو، مچھلی حِلّت کی حالت میں احرام کی حالت میں زندہ ہو یا مردہ ہو خدا کی طرف سے حلال ہے لُولُو اور جواہر اس نے تمہارے لئے اس میں پیدا کئے ہیں جنہیں تم سہولت سے نکال لیتے ہو اور بطور زیور کے اپنے کام میں لیتے ہو۔ پھر اس میں کشتیاں ہواؤں کو ہٹاتی پانی کو چیرتی اپنے سینوں کے بل تیرتی چلی جاتی ہیں، سب سے پہلے حضرت نوح ؑ کشتی میں سوار ہوئے انہی کو کشتی بنانا خدائے عالم نے سکھایا پھر لوگ برابر بناتے چلے آئے اور ان پر تری کے لمبے لمبے سفر طے ہونے لگے، اس پار کی چیزیں اُس پار اور اُس پار کی اس پار آنے جانے لگے، اسی کا بیان اس میں ہے کہ تم خدا کا فضل یعنی اپنی روزی تجارت کے ذریعہ ڈھونڈو، اور اس کی نعمت و احسان کا شکر ادا کرو اور قدر دانی کرو، مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغربی دریا سے کہا کہ میں اپنے بندوں کو تجھ میں سوار کرنے والا ہوں تو اُن کے ساتھ کیا کرے گا اس نے کہا ڈبو دوں گا فرمایا تیری تیزی تیرے کناروں پر ہے اور انہیں میں اپنے ہاتھ میں لے چلوں گا، تجھے میں نے زیور اور شکار سے محروم

کیا، پھر مشرقی سمندر سے یہی بات کہی اُس نے کہا میں اپنے ہاتھوں پر انھیں اٹھاؤں گا اور جس طرح ماں اپنے بچے کی خبر گیری کرتی ہے میں ان کی کرتا رہوں گا، پس اُسے اللہ تعالیٰ نے زیور دیئے اور شکار بھی اس حدیث کا راوی صرف عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہے عبداللہ بن عمرو سے بھی یہ روایت مرفوعًا مروی ہے اس کے بعد زمین کا ذکر ہو رہا ہے کہ اس کے ٹھہرانے اور ہلنے جُلنے سے بچانے کے لئے اس پر مضبوط اور وزنی پہاڑ جما دیئے کہ اس کے ہلنے کی وجہ سے اس پر رہنے والوں کی زندگی دشوار نہ ہو جائے جیسے فرمان ہے وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ہ حضرت حسن رحہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی تو وہ ہل رہی تھی یہاں تک کہ فرشتوں نے کہا اس پر تو کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا، صبح دیکھتے ہیں کہ پہاڑ اس پر گاڑ دیئے گئے ہیں اور اس کا ہلنا موقوف ہو گیا ہے پس فرشتوں کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ پہاڑ کس چیز سے پیدا کئے گئے قیس بن عبادہ سے بھی یہی مروی ہے، حضرت علی رضہ فرماتے ہیں کہ زمین نے کہا کہ تو مجھ پر بنی آدم کو بساتا ہے جو میری پیٹھ پر گناہ کریں گے اور خباثت پھیلائیں گے وہ کانپنے لگی پس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو اس پر جما دیا جنھیں تم دیکھ رہے ہو اور بعض کو دیکھتے ہی نہیں ہو یہ بھی اس کا کرم ہے کہ اس نے نہریں چشمے اور دریا چوطرف بہا دیئے کوئی تیز ہے کوئی مندا کوئی لمبا ہے کوئی مختصر کبھی کم پانی ہے کبھی زیادہ کبھی بالکل سوکھا پڑا ہے، پہاڑوں پر جنگلوں میں رہتے ہیں، پتھروں میں برابر چشمے بہتے رہتے ہیں اور ریل پیل کر دیتے ہیں یہ سب اس کا فضل وکرم لطف ورحم ہے نہ اس کے سوا کوئی پروردگار نہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت، وہی رب ہے وہی معبود ہے، اُسی نے راستے بنا دیئے ہیں، خشکی میں تری میں پہاڑ میں جنگل میں بستی میں اجاڑ میں ہر جگہ اُس کے فضل وکرم سے راستے موجود ہیں کہ ادھر سے اُدھر سے لوگ جا آ سکیں کوئی تنگ راستہ ہے کوئی وسیع کوئی آسان کوئی سخت ؛ اور بھی علامتیں اس نے مقرر کر دیں جیسے پہاڑ ہیں ٹیلے ہیں وغیرہ، جن سے تری خشکی کے رہرو مسافر راہ معلوم کر لیتے ہیں، اور بھٹکے ہوئے سیدھے رستے لگ جاتے ہیں، ستارے بھی رہنمائی کے لئے ہیں رات کے اندھیرے میں انہی سے راستہ اور سمت معلوم ہوتی ہے مالک رحہ سے مروی ہے کہ نجوم سے مُراد پہاڑ ہیں، پھر اپنی عظمت و کبریائی جتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ لائق عبادت اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا جن جن کی لوگ عبادت کرتے ہیں وہ محض بے بس ہیں کسی چیز کے پیدا کرنے کی انھیں طاقت نہیں اور خدا تعالیٰ سب کا خالق ہے ظاہر ہے کہ خالق اور غیر خالق یکساں نہیں پھر دونوں کی عبادت کرنا کس قدر ستم اتنا بھی بے ہوش ہو جانا شایان انسانیت نہیں، پھر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور کثرت بیان فرماتا ہے کہ تمہاری گنتی میں بھی تو نہیں آسکتیں اتنی نعمتیں میں نے تمہیں دے رکھی ہیں یہ بھی تمہاری طاقت سے باہر ہے کہ میری نعمتوں کی گنتی کر سکو اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرماتا رہتا ہے اگر اپنی تمام تر نعمتوں کا شکر بھی تم سے طلب کرے تو تمہارے بس کا نہیں، اگر ان نعمتوں کے بدلے تم سے چاہے تو تمہاری طاقت سے خارج ہے سنو اگر وہ تم سب کو عذاب کرے تو بھی وہ ظالم نہیں ہونے کا لیکن وہ غفور و رحیم خدا تعالیٰ تمہاری برائیوں کو معاف فرما دیتا ہے تمہاری تقصیروں سے تجاوز کر لیتا ہے توبہ رجوع اطاعت اور طلب رضامندی کے ساتھ جو گناہ ہو جائیں اُن سے چشم پوشی کر لیتا ہے بڑا ہی رحیم ہے توبہ کے بعد عذاب نہیں کرتا ؛ ؛

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ⑲

جو کچھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو اللہ سب کچھ جانتا ہے

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا

جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ

يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ⑳

کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوتے ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ ㉑

مُردے ہیں زندہ نہیں انھیں تو یہ بھی شعور نہیں۔

ع ۱۲ ۸ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع

کہ کب اٹھائے جائیں گے ۔

چھپا کھلا سب کچھ اللہ جانتا ہے دونوں اس پر یکساں ہر عامل کو اس کے عمل کا بدلہ قیامت کے دن دے گا نیکوں کو جزا بدوں کو سزا، جن معبودان باطل سے لوگ اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں جیسے کہ خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ:۔

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

تم انہیں پوجتے ہو جنہیں خود بناتے ہو، درحقیقت تمہارا اور تمہارے کاموں کا خالق صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ بلکہ تمہارے معبود جو خدا کے سوا ہیں جمادات ہیں بے روح چیزیں ہیں سنتے دیکھتے اور شعور رکھتے نہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ قیامت کب ہوگی؟ تو ان سے نفع کی امید اور ثواب کی توقع کیسے رکھتے ہو؟ ع ۳ ۹ یہ تو اس خدا سے ہونی چاہئے جو ہر چیز کا عالم اور تمام کائنات کا خالق ہے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ

تم سب کا معبود صرف اللہ اکیلا ہے آخرت پر

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ

ایمان نہ رکھنے والوں کے دل منکر ہیں اور وہ خود

وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ

تکبر سے بھرے ہوئے ہیں بیشک و بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ

اس چیز کو جسے چھپائیں اور جسے ظاہر کریں بخوبی جانتا ہے وہ غرور

لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ۔

اللہ ہی معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں واحد ہے احد ہے فرد ہے صمد ہے کافروں کے دل بھلی بات سے انکاری ہیں وہ اس حق کلمے کو سن کر سخت حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اللہ واحد کا ذکر سن کر ان کے دل مرجھا جاتے ہیں ہاں اوروں کا ذکر ہو تو کھل جاتے ہیں یہ خدا کی عبادت سے مغرور ہیں نہ ان کے دل میں ایمان، نہ عبادت کے عادی ایسے لوگ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے، یقیناً خدا تعالیٰ ہر چھپے کھلے کا عالم ہے ہر عمل پر جزا اور سزا دے گا۔ وہ مغرور لوگوں سے بیزار ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ

ان سے جب دریافت کیا جائے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے

قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا

تو جواب دیتے ہیں اگلوں کی کہانیاں ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہوگا

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ

کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے

اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ

بوجھ کے بھی حق دار ہوں گے جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے

عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

رہے۔ دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں ۔

ان منکرین قرآن سے جب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کلام اللہ میں کیا نازل ہوا؟ تو اصل جواب سے ہٹ کر بک دیتے ہیں کہ سوائے گزرے ہوئے افسانوں کے کیا رکھا ہے؟ وہی لکھ لئے ہیں اور صبح شام دہرا دیتے ہیں پس رسولؐ پر افترا باندھتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی اس کے خلاف اور کچھ کہنے لگتے ہیں، دراصل کسی بات پر جم ہی نہیں سکتے اور یہ بہت بڑی دلیل ہے ان کے تمام اقوال کے باطل ہونے کی، ہر ایک جو حق سے ہٹ جاتے وہ یونہی مارا مارا بہکا بہکا پھرتا ہے، کبھی حضورؐ کو جادوگر کہتے کبھی شاعر کبھی کاہن کبھی مجنون، پھر ان کے بڈھے گرو ولید بن مغیرہ مخزومی نے انہیں بڑے غور و خوض کے بعد کہا کہ سب مل کر اس کلام کو موثر جادو کہا کرو، ان کے اس قول کا نتیجہ یہ ہوگا اور ہم نے انہیں اس راہ پر اس لئے لگا دیا ہے کہ یہ اپنے پورے گناہوں کے ساتھ ان کے بھی

کچھ گناہ اپنے اوپر لادیں جو ان کے مقلد ہیں اور اُن کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ ہدایت کی دعوت دینے والے کو اپنے اجر کے ساتھ اپنے متبع لوگوں کا اجر بھی ملتا ہے لیکن اُن کے اجر کم نہیں ہوتے، اور برائی کی طرف بلانے والوں کو ان کی ماننے والوں کے گناہ بھی ملتے ہیں لیکن ماننے والوں کے گناہ کم ہو کر نہیں قرآن کریم کی اور آیت میں ہے وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ الخ یہ اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ہی ساتھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان کے افتراء کا سوال اُن سے قیامت کے دن ہونا ضروری ہے پس ماننے والوں کے بوجھ گو اُن کی گردنوں پر ہیں لیکن وہ بھی ہلکے نہیں ہونے کے

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ
ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا آخرش حکم خدا ان کی
بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ
عمارتوں کی جڑوں سے پہنچا اور ان کے سروں پر اُن کی
السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ
چھتیں اوپر سے گر پڑیں اور ان کے پاس عذاب وہاں سے آگیا
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ
جہاں کا انھیں خواب و خیال بھی نہ تھا پھر قیامت والے
الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ
دن بھی اللہ تعالیٰ انھیں رسوا کریگا اور فرمائیگا کہ میرے وہ
الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ
شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے رہتے تھے، جنہیں علم
الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ
دیا گیا تھا وہ جواب دیں گے کہ آج تو کافروں کو رسوائی
وَالسُّوءَ عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿۲۷﴾
اور برائی چمٹ گئی

بعض تو کہتے ہیں کہ اس مکار سے مراد نمرود ہے جس نے بالاخانہ تیار کیا تھا سب سے پہلے سب سے بڑی سرکشی اسی نے زمین میں کی خدا تعالیٰ نے اُسے ہلاک کرنے کو ایک مچھر بھیجا جو اس کے نتھنے میں گھس گیا اور چار سو سال تک اس کا بھیجا چاٹتا رہا اس مدت میں اُسے اس وقت قدرے سکون معلوم ہوتا تھا جب اس کے سر پر ہتھوڑے مارے جائیں خوب دونوں ہاتھوں کے زور سے اس کے سر پر ہتھوڑے پڑتے رہتے تھے، اس نے چار سو سال تک سلطنت بھی کی تھی اور خوب فساد پھیلایا تھا بعض کہتے ہیں کہ اُس سے مراد بخت نصر ہے یہ بھی بڑا مکار تھا لیکن خدا کو کوئی کیا نقصان پہنچا سکتا ہے؟ گو اس کا مکر پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے سرکا دینے والا ہو، بعض کہتے ہیں یہ تو کافروں اور مشرکوں نے خدا کے ساتھ جو غیروں کی عبادت کی اُن کے عمل کی بربادی کی مثال ہے جیسے حضرت نوح ؑ نے فرمایا تھا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ان کافروں نے بڑا ہی مکر کیا، ہر حیلے سے لوگوں کو گمراہ کیا ہر وسیلے سے انھیں شرک پر آمادہ کیا، چنانچہ اُن کے چیلے قیامت کے دن ان سے کہیں گے کہ تمہارا رات دن کا مکر کہ ہم سے کفر و شرک کو کہنا الخ ان کی عمارت کی جڑ اور نیو سے عذاب خدا آیا یعنی بالکل ہی کھو دیا اصل سے کاٹ دیا جیسے فرمان ہے جب لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے اور فرمان ہے اُن کے پاس اللہ کا امر ایسی جگہ سے آیا جہاں کا انھیں خیال بھی نہ تھا اُن کے دلوں میں ایسا رُعب ڈال دیا کہ یہ اپنے ہاتھوں اپنے مکانات تباہ کرنے لگے اور دوسری جانب سے مومنوں کے ہاتھوں مٹے عقلمندو عبرت حاصل کرو، یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی عمارت کی نیو سے آگیا اور اُن پر اوپر سے چھت آپڑی اور نادانستہ جگہ سے اُن پر عذاب اُتر آیا، قیامت کے دن کی رسوائی اور فضیحت ابھی باقی ہے اس وقت چھپا ہوا کھل جائے گا اندر کا سب باہر آجائے گا، سارا معاملہ طشت از بام ہو جائے گا، حضور ؐ فرماتے ہیں ہر غدار کے لئے اس کے پاس ہی جھنڈا گاڑ دیا جائے گا جو اُس کے غدر کے مطابق ہوگا اور مشہور کر دیا جائے گا کہ فلاں کا یہ غدر ہے جو فلاں کا لڑکا تھا اسی طرح ان لوگوں کو بھی میدان محشر میں سب کے سامنے رُسوا کیا جائے گا ان سے اُن کا

پروردگار ڈانٹ ڈپٹ کر دریافت فرمائے گا کہ جن کی حمایت میں تم میرے بندوں سے الجھتے رہتے تھے وہ آج کہاں ہیں؟ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے؟ آج بے یار و مددگار کیوں ہو؟ یہ چپ ہو جائیں گے کیا جواب دیں لاچار ہو جائیں گے، کونسی جھوٹی دلیل پیش کریں؟ اُس وقت علماء کرام جو دُنیا اور آخرت میں خدا کے اور مخلوق کے پاس عزت رکھتے ہیں جواب دیں گے کہ رسوائی اور عذاب آج کافروں کو گھیرے ہوئے ہیں اور ان کے معبودانِ باطل اُن سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ؞

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ
یہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے فرشتے جب اُن کی جان قبض
اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ
کرنے لگے اس وقت انھوں نے صلح کی بات ڈالی کہ ہم برائی
مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا
نہیں کرتے تھے، کیوں نہیں؟ اللہ تو خوب جاننے والا ہے جو کچھ
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ
تم کرتے تھے، پس اب تو ہمیشگی کے طور پر تم جہنم کے
جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ
دروازوں سے جہنم میں جاؤ، سو کیا ہی برا
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾
ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا ؞

مشرکین کی جانکنی کے وقت کا حال بیان ہو رہا ہے کہ جب فرشتے اُن کی جان لینے کے لئے آتے ہیں، تو یہ اس وقت سننے عمل کرنے اور مان لینے کا اقرار کرتے ہیں ساتھ ہی اپنے کرتوت چھپاتے ہوئے اپنی بے گناہی بیان کرتے ہیں قیامت کے دن خدا کے سامنے بھی قسمیں کھا کر اپنا مشرک نہ ہونا بیان کریں گے، جس طرح دنیا میں اپنی بے گناہی پر لوگوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے انھیں جواب ملے گا کہ جھوٹے ہو بد اعمالیاں جی کھول کر کر چکے ہو اللہ تعالیٰ غافل نہیں جو باتوں میں آجائے ہر ایک عمل اس پر روشن ہے اب اپنے کرتوتوں کا خمیازہ بھگتو اور جہنم کے دروازوں سے جاکر ہمیشہ اسی بری جگہ میں پڑے رہو مقام بُرا، مکان بُرا ذلت و رسوائی والا یہ ہے بدلہ خدا کی آیتوں سے تکبر کرنے کا اور اس کے رسولوں کی اتباع سے جی چرانے کا، مرتے ہی اُن کی رُوحیں جہنم رسید ہوتیں اور جسموں پر قبروں کی گرمی اور اس کی لپک آنے لگی قیامت کے دن روحیں جسموں سے مل کر نارِ جہنم میں گئیں اب نہ موت نہ تخفیف جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے، اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا الخ یہ دوزخ کی آگ کے سامنے ہر صبح شام لائے جاتے ہیں قیامت کے قائم ہوتے ہی اے آلِ فرعون تم سخت تر عذاب میں چلے جاؤ ؞

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ
پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے؟
قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ
تو وہ جواب دیتے ہیں اچھے سے اچھا، جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے
هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ
لئے اس دنیا میں بھلائی ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر تو
خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾
بہت ہی بہتر ہے! کیا ہی خوب پرہیزگاروں کا گھر ہے ۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ
ہمیشگی والے باغات جہاں وہ جائیں گے جن کے نیچے نہریں
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ
لہریں لے رہی ہیں جو کچھ یہ طلب کریں وہاں ان کے لئے موجود ہے،
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾
پرہیزگاروں کو اللہ تعالیٰ اسی طرح بدلے عطا فرماتا ہے
الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ
ان کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں
يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا
کہتے ہیں کہ تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے جاؤ
الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾
جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے

بروں کے حالات بیان فرماکر نیکوں کے حالات جو ان کے بالکل برعکس ہیں بیان فرمارہا ہے بڑے لوگوں کا جواب تو یہ تھا کہ خدا کی اتاری ہوئی کتاب صرف اگلوں کے افسانے کی نقل ہے لیکن یہ نیک لوگ جواب دیتے ہیں کہ وہ سرامر برکت و رحمت ہے جو بھی اسے مانے اور اس پر عمل کرے وہ برکت و رحمت سے مالامال ہوجائے پھر خبر دیتا ہے کہ میں اپنے رسولوں سے وعدہ کرچکا ہوں کہ نیکوں کو دونوں جہان کی خوشی حاصل ہوگی جیسے فرمان ہے کہ جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد خواہ عورت، ہاں یہ ضروری ہے کہ ہو مومن تو ہم اُسے بڑی پاک زندگی عطا فرمائیں گے اور اس کے بہترین اعمال کا بدلہ بھی ضرور دیں گے دونوں جہان میں وہ جزا پائے گا، یاد رہے کہ دارِ آخرت دارِ دنیا سے بہت ہی افضل و احسن ہے وہاں کی جزا نہایت ہی اعلیٰ اور دائمی ہے جیسے قارون کے مال کی تمنا کرنے والوں سے علماء کرام نے فرمایا تھا کہ ثواب خدا بہتر ہے، الخ قرآن فرماتا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ خدا تعالیٰ کے پاس کی چیزیں نیک کاروں کے لئے بہت اعلیٰ ہیں۔ اور جگہ ہے آخرت خیر اور باقی ہے، اپنے نبی سے خطاب کرکے فرمایا تیرے لئے آخرت دنیا سے اعلیٰ ہے پھر فرماتا ہے دارِ آخرت متقیوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے، جَنّٰتُ عَدْنٍ بدل ہے دَارُ الْمُتَّقِيْنَ کا یعنی ان کے لئے آخرت میں جنت عدن ہے یہاں وہ رہیں گے جس کے درختوں اور محلوں کے نیچے سے برابر چشمے ہر وقت جاری ہیں جو چاہیں گے پائیں گے آنکھوں کی ہر ٹھنڈک موجود ہوگی اور وہ بھی ہمیشگی والی، حدیث میں ہے اہل جنت بیٹھے ہوں گے ، سر پر ابر اٹھے گا اور جو خواہش یہ کریں گے وہ اُن پر برسائے گا یہاں تک کہ کوئی کہے گا کہ اس سے ہم عمر کنواریاں برسیں تو یہ بھی ہوگا پرہیزگار تقویٰ شعار لوگوں کے بدلے اللہ تعالیٰ ایسے ہی دیتا ہے جو ایماندار ہوں، ڈرنے والے ہوں اور نیک عمل ہوں ۔ ان کے انتقال کے وقت یہ شرک کی گندگی سے پاک ہوتے ہیں۔ فرشتے آتے ہیں سلام کرتے ہیں، جنت کی خوشخبری سناتے ہیں، جیسے فرمان عالی شان ہے، اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ الخ، جن لوگوں نے اللہ کو رب مانا پھر اس پر جمے رہے ان کے پاس فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تم ڈر غم نہ رکھو جنت کی خوشخبری سنو! جس کا تم سے وعدہ تھا ہم دنیا آخرت میں تمہارے والی ہیں جو تم چاہو گے پاؤ گے، جو مانگو گے ملے گا، تم تو اللہ غفور رحیم کے مہمان ہو، اس مضمون کی حدیثیں ہم آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ کی تفسیر میں بیان کرچکے ہیں ٭ ٭ ٭

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کیا یہ اسی بات کا انتظار کررہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں

اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ

یا تیرے رب کا حکم آجائے؟ ایسا ہی ان لوگوں نے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

بھی کیا تھا جو ان سے پہلے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ نے کوئی

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ㉝

ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ

پس ان کے برے اعمال کے نتیجے انھیں مل گئے اور جس کی

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ㉞ ع ۹ ۱۰

ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر الٹ پڑا ٭

اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ڈانٹتے ہوئے فرماتا ہے کہ انھیں تو ان فرشتوں کا انتظار ہے جو اُن کی روح قبض کرنے کے لئے آئیں گے یا قیامت کا انتظار ہے اور اس کے اہوال و احوال کا، ان جیسے ان سے پہلے کے مشرکین کا بھی یہی وطیرہ رہا یہاں تک کہ اُن پر عذاب خدا آپڑے اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت پوری کرکے اُن کے عذر ختم کرکے کتابیں اتار کر رسول بھیج کر پھر بھی اُن کے انکار کے اصرار پر ان پر عذاب اتارے اللہ کے رسولوں کی

دھمکیوں کو مذاق میں اڑانے کے وبال میں گھر گئے، خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود انھوں نے اپنا کام بگاڑ لیا، اسی لئے ان سے قیامت کے دن کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے رہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ
مشرک لوگ کہنے لگے کہ اگر خدا چاہتا تو
مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ
ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سوا کسی اور کی
لَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ
عبادت ہی نہ کرتے نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو
شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ
حرام کرتے، یہی فعل ان سے پہلے لوگوں کا رہا
فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾
تو رسولوں پر تو صرف کھلا پیغام کا پہنچا دینا ہے
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا
ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو صرف اللہ کی عبادت کرو اور
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ
اور اس کے سوائے تمام معبودوں سے بچو
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ
پس بعض لوگوں کو تو خدا نے ہدایت دی اور بعضوں پر
مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا
گمراہی ثابت ہو چکی۔ تم آپ
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام
الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى
کیسا کچھ ہوا؟ گو تو ان کی ہدایت کا
هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ
لالچی رہے لیکن اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت نہیں دیتا جسے
يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾
گمراہ کر دے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہوتا ہے ؎

مشرکوں کی اوندھی کھوپڑی دیکھئے، گناہ کریں شرک پر اڑیں حلال کو حرام کریں جیسے جانوروں کو اپنے خداؤں کے نام کا کر کے اور تقدیر کو حجت بنائیں اور کہیں کہ اگر اللہ کو ہمارے بڑوں کے یہ کام برے لگتے تو ہمیں اسی وقت سزا ملتی۔ انھیں جواب دیا جاتا ہے کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہمیں تمہارے یہ کام سخت ناپسند ہیں اور ان کی ناپسندیدگی کا اظہار ہم اپنے سچے پیغمبروں کی زبانی کر چکے سخت تاکیدی طور پر تمہیں ان سے روک چکے ہر بستی میں ہر جماعت ہر شہر میں اپنے پیغامبر بھیجے سب نے اپنا فرض ادا کیا، بندگانِ خدا میں خدا کے احکام کی تبلیغ صاف صاف کر دی۔ سب سے کہدیا کہ اللہ ایک کی عبادت کرو اس کے سوا دوسرے کو نہ پوجو سب سے پہلے جب شرک کا ظہور زمین پر ہوا تو اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح ؑ کو خلعت نبوت دے کر بھیجا اور سب سے آخر ختم المرسلین کا لقب دے کر رحمۃ اللعالمین کو اپنا نبی بنایا جن کی دعوت تمام جن وانس کے لئے زمین کے اس کونے سے اس کونے تک تھی جیسے فرمان ہے:۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ یعنی تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی اور معبود نہیں پس تم صرف میری ہی عبادت کرو، اور آیت میں ہے تجھ سے پہلے کے رسولوں سے پوچھ لے کہ کیا ہم نے ان کے لئے بجز اپنے اور معبود مقرر کئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے ہوں؟ یہاں بھی فرمایا کہ ہر امت کے رسولوں کی دعوت توحید کی تعلیم اور شرک سے بیزاری ہی رہی پس مشرکین کو اپنے شرک پر خدا کی چاہت پر دلیل لانا کیسے مناسب معلوم ہوتا ہے؟ خدا کی چاہت اس کی شریعت سے معلوم ہوتی ہے اور وہ از ابتداء شرک کی بیخ کنی او توحید کی مضبوطی کی ہے، تمام رسولوں کی زبانی اُس نے یہی پیغام بھیجا، ہاں انھیں شرک کرتے ہوئے چھوڑ دینا

یہ اور بات ہے جو قابل بحث نہیں، خدانے جہنم اور جہنمی بھی تو بنائے ہیں، شیطان کافر سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں وہ اپنے بندوں سے اُن کے کفر پر راضی نہیں، اس میں بھی اس کی حکمت تامہ اور حجت بالغہ ہے، پھر فرماتا ہے کہ رسولوں کے آگاہ کر دینے کے بعد دنیاوی سزائیں بھی کافروں اور مشرکوں پر آئیں، بعض کو ہدایت بھی ہوتی بعض اپنی گمراہی میں ہی بھٹکتے رہے، تم رسولوں کے مخالفین کا خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کا انجام زمین میں چل پھر کر آپ دیکھ لو، گذشتہ واقعات کا جنہیں علم ہے اُن سے دریافت کر لو کہ کس طرح عذاب خدا نے مشرکوں کو غارت کیا اس وقت کے کافروں کے لئے ان کافروں میں مثالیں اور عبرتیں موجود ہیں، دیکھ لو انکار خدا کا نتیجہ کتنا مہلک ہوا پھر اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرماتا ہے کہ آپ ان کی ہدایت کے کیسے ہی حریص ہوں لیکن بے فائدہ ہے رب ان کی گمراہیوں کی وجہ سے انہیں در رحمت سے دور ڈال چکا ہے جیسے فرمان ہے وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط جسے اللہ ہی فتنہ میں ڈالنا چاہے تو اسے کچھ بھی تو نفع نہیں پہنچا سکتا، حضرت نوح ؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا اگر اللہ کا ارادہ تمہیں بہکانے کا ہے تو میری نصیحت اور خیر خواہی تمہارے لئے محض بے سود ہے اس آیت میں بھی فرماتا ہے کہ خدا کے گمراہ کئے ہوتے کو راہ راست پر کوئی نہیں لاسکتا، جیسے اور آیت میں ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے بہکا دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا وہ تو دن بدن اپنی سرکشی اور بہکاوے میں بڑھتے رہتے ہیں فرمان ہے اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے انہیں ایمان نصیب نہیں ہونے کا گو تمام نشانیاں اُن کے پاس آجائیں یہاں تک کہ عذاب الیم کا منہ دیکھ لیں پس اللہ یعنی اس کی شان اس کا امر اس لئے کہ جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا پس فرماتا ہے کہ وہ اپنے گمراہ کئے ہوتے کو راہ نہیں دکھاتا نہ کوئی اور اس کی رہبری کر سکتا ہے نہ کوئی اس کی مدد کے لئے اٹھ سکتا ہے کہ عذاب خدا سے بچا سکے خلق وامر اللہ ہی کا ہے وہ رب العالمین ہے اس کی ذات بابرکت ہے وہی سچا معبود ہے

وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ

بڑی سخت سخت قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ مُردوں کو

اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ط بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

اللہ زندہ نہیں کریگا، ہاں ضرور زندہ کریگا یہ تو اس کا برحق لازمی وعدہ ہے

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

لیکن اکثر لوگ بے علمی کر رہے ہیں

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ

اسلئے بھی کہ یہ لوگ جس چیز میں اختلاف کرتے تھے اُسے خدا صاف صاف کردے

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّهُمْ

اور اس لئے بھی کہ خود کافر اپنا جھوٹا ہونا

كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا

جان لیں۔ ہم جب کسی چیز کا ارادہ کریں

أَرَدْنٰهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾

تو صرف ہمارا یہ کہدینا کافی ہوتا ہے کہ ہوجا بس وہ ہوجاتی ہے

۵ ع ۶ ۱۱

چونکہ کافر قیامت کے قائل نہیں اس لئے دوسروں کو بھی اس عقیدے سے ہٹانے کے لئے وہ پوری کوشش کرتے ہیں ایمان فروشی کر کے خدا کی تاکیدی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ نہ کریگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت ضرور آئیگی اللہ کا یہ وعدہ برحق ہے لیکن اکثر لوگ بوجہ اپنی جہالت اور لاعلمی کے رسولوں کا خلاف کرتے ہیں خدا کی باتوں کو نہیں مانتے اور کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں، پھر قیامت کے آنے اور جسموں کے جی اٹھنے کی بعض حکمتیں ظاہر فرماتا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ دنیوی اختلافات میں حق کیا تھا وہ ظاہر ہو جائے بُروں کو سزا اور نیکوں کو جزا ملے کافروں کا اپنے عقیدے میں اپنے قول میں اپنی

جنم میں جھوٹا ہونا کھل جائے، اس وقت سب دیکھ لیں گے کہ انھیں دھکے دے کر جہنم میں چھونکا جائیگا کہ یہی ہے وہ جہنم جس کا تم انکار کرتے رہے اب بتلاؤ یہ جادو ہے یا تم اندھے ہو؟ اس میں اب پڑے رہو صبر سے رہو یا ہائے وائے کرو سب برابر ہے اعمال کا بدلہ بھگتنا ضروری ہے، پھر اپنی بے اندازہ قدرت کا بیان فرماتا ہے کہ جو وہ چاہے اس پر قادر ہے کوئی بات اُسے عاجز نہیں کر سکتی، کوئی چیز اُس کے اختیار سے خارج نہیں، وہ جو کرنا چاہے فرما دیتا ہے کہ ہوجا اسی وقت وہ کام ہوجاتا ہے، قیامت بھی اس کے فرمان کا عمل ہے جیسے فرمایا ایک آنکھ جھپکنے میں اس کا کہا ہوجائے گا تم سب کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد زندہ کر دینا اس پر ایسا ہی ہے جیسے ایک کا اِدھر کہا ہوجا اُدھر ہوگیا اُسے تو دوبارہ کہنے اور تاکید کرنے کی بھی ضرورت نہیں اُس کے ارادہ سے مُراد جُدا نہیں، کوئی نہیں جو اس کا خلاف کر سکے، اس کے حکم کے خلاف زبان ہلا سکے، وہ واحد و قہار ہے وہ عظمتوں اور عزتوں والا ہے سلطنت اور جبروت والا ہے اس کے سوا نہ کوئی معبود نہ حاکم نہ رب نہ قادر، حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابنِ آدم مجھے گالیاں دیتا ہے، اسے ایسا نہیں چاہئے تھا وہ مجھے جھٹلا رہا ہے حالانکہ یہ بھی اسے لائق نہ تھا اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ تاکیدی قسمیں کھا کر کہتا ہے کہ خدا مُردوں کو پھر زندہ نہ کرے گا میں کہتا ہوں یقیناً زندہ ہونگے یہ برحق وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اور اس کا مجھے گالیاں دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ میں اَحد ہوں میں اللہ ہوں میں صمد ہوں جس کا ہم جنس کوئی نہیں ابن ابی حاتم میں تو یہ حدیث موقوفاً مروی ہے، صحیحین میں دوسرے لفظوں کے ساتھ مرفوعاً روایت بھی آتی ہے ∴ ∴ ∴

وقف لازم

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا

جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد راہِ خدا میں ترکِ وطن

ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ

کیا ہے ہم انھیں بہتر سے بہتر ٹھکانا دُنیا میں عطا فرمائیں گے۔

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے، کاش کہ لوگ اس سے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

واقف ہوتے۔ جنھوں نے دامن صبر نہ چھوڑا اور اپنے

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔

جو لوگ راہِ خدا میں ترک وطن کرکے دوست احباب رشتے کنبے بیپار تجارت کو نامِ خدا پر ترک کرکے دین خدا کی پاسبانی میں ہجرت کر جاتے ہیں ان کے اجر بیان ہو رہے ہیں کہ دونوں جہان میں یہ خدا کے ہاں معززِ و محترم ہیں، بہت ممکن ہے کہ سبب نزول اس کا مہاجرین حبش ہوں جو مکے میں مشرکین کی سخت ایذائیں سہنے کے بعد ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے کہ آزادی سے دینِ خدا پر عامل رہیں، ان کے بہترین لوگ یہ تھے، حضرت عثمان بن عفان رضہ آپ کے ساتھ آپ کی بیوی صاحبہ حضرتِ رقیہ رضہ بھی تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور حضرتِ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضہ قریب قریب اسی آدمی تھے مرد بھی عورتیں بھی جو سب صدیق اور صدیقہ تھے، اللہ ان سب سے خوش ہو اور انھیں بھی خوش رکھے، پس خدا تعالیٰ ایسے سچوں سے وعدہ فرماتا ہے کہ انھیں اچھی جگہ وہ عنایت فرمائیگا جیسے مدینہ اور پاک روزی مال کا بھی بدلہ ملا اور وطن کا بھی، حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خوف خدا سے جیسی چیز کو چھوڑے اللہ تعالیٰ اسی جیسی اُس سے کہیں بہتر پاک اور حلال چیز اُسے عطا فرماتا ہے ان غریب الوطن مہاجرین کو دیکھئے کہ خدا تعالیٰ نے انھیں حاکم و بادشاہ کر دیا،

اور دنیا پر اُن کا راج پاٹ کر دیا، ابھی آخرت کا اجر و ثواب باقی ہے پس ہجرت سے جان چرانے والے مہاجرین کے ثواب سے واقف ہوتے تو ہجرت میں سبقت کرتے اللہ تعالیٰ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے خوش ہو کہ جب آپ کبھی کسی مہاجر کو اس کا حصّہ غنیمت وغیرہ دیتے تو فرماتے لو اللہ تمھیں برکت دے یہ تو دُنیا کا خدا کا وعدہ ہے اور ابھی اجر آخرت جو بہت عظیم الشان ہے، باقی ہے پھر اسی آیت مبارک کی تلاوت کرتے، ان پاکباز لوگوں کا اور وصف بیان فرماتا ہے کہ جو تکلیفیں راہِ خدا میں انھیں پہنچتی ہیں یہ انھیں جھیل لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر جو انھیں توکل ہے اس میں کبھی فرق نہیں آتا اسی لئے دونوں جہان کی بھلائیاں یہ لوگ اپنے دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیتے ہیں ۞

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
تجھ سے پہلے بھی ہم انسانوں کو ہی بھیجتے رہے
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے پس تم اگر نہیں جانتے تو
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَ
یاد والوں سے دریافت کر لو دلیلوں اور
الزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ
کتابوں کے ساتھ، یہ یاد اور کتاب ہم نے تیری طرف اتاری ہے کہ
لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ
لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے تو اسے کھول کھول کر بیان کر دے
وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾
شاید کہ وہ دھیان دھریں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو عرب نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ خدا کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور بالا ہے کہ وہ کسی انسان کو اپنا رسول بنائے جسکا ذکر قرآن میں بھی فرماتا ہے اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا الخ کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب معلوم ہوا کہ ہم نے کسی انسان کی طرف اپنی وحی نازل فرمائی کہ وہ لوگوں کو آگاہ کر دے اور فرمایا ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ہی انسان تھے جن پر ہماری وحی آتی تھی، تم پہلی آسمانی کتاب والوں سے پوچھ لو کہ وہ انسان تھے یا فرشتے؟ اگر وہ بھی انسان ہوں تو پھر اپنے اس قول سے باز آؤ ہاں اگر ثابت ہو کہ سلسلۂ نبوت فرشتوں میں ہی تھا تو بیشک اس نبی کا انکار کرتے ہوئے تم اچھے لگو گے اور آیت میں مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى کا لفظ بھی فرمایا یعنی وہ رسول بھی زمین کے باشندے تھے آسمان مکان نہ تھے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں مُراد اہل ذکر سے اہل کتاب ہیں مجاہدؒ کا قول بھی یہی ہے عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں ذکر سے مُراد قرآن ہے جیسے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ الخ میں ہے یہ قول بجائے خود ٹھیک ہے لیکن اس آیت میں ذکر سے مُراد قرآن لینا درست نہیں کیونکہ قرآن کے تو وہ لوگ منکر تھے پھر قرآن والوں سے پوچھ کر ان کی تشفی کیسے ہو سکتی تھی؟ اسی طرح امام ابو جعفر باقرؒ سے مروی ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں یعنی یہ امت یہ قول بھی اپنی جگہ ہے درست فی الواقع یہ امت تمام اگلی امتوں سے زیادہ علم والی ہے اور اہل بیت کے علماء اور علماء سے درجہا بڑھ کر ہیں جب کہ وہ سنتِ مستقیمہ پر ثابت قدم ہوں جیسے علیؓ علی ابن عباسؓ حسنؓ حسینؓ محمد بن حنفیہ علی بن حسین زین العابدین، علی بن عبداللہ بن عباس ابو جعفر باقر محمد بن علی بن حسین اور ان کے صاحبزادے جعفر اور اُن جیسے اور بزرگ حضرات خدا کی رحمت و رضا انھیں حاصل ہو جو کہ خدا کی رسی کو مضبوط تھامے ہوئے اور صراطِ مستقیم پر قدم جمائے ہوئے اور ہر حقدار کے حق بجا لانے والے اور ہر ایک کو اس کی سچی جگہ اتارنے والے ہر ایک کی قدر و عزت کرنے والے تھے اور خود وہ خدا کے تمام نیک بندوں کے دلوں میں اپنی مقبولیت رکھتے ہیں، تو ہے یہ بیشک صحیح لیکن اس آیت میں یہ مُراد نہیں، یہاں بیان ہو رہا ہے کہ آپؐ بھی انسان ہیں اور آپؐ سے پہلے بھی انبیاءؑ بنی آدم میں سے ہی ہوتے رہے جیسے فرمانِ قرآن ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۱۵ الخ کہدے کہ میرا رب پاک ہے میں صرف

النصف

ایک انسان ہوں جو خدا کا رسول ہوں لوگ محض یہ بہانہ کر کے رسولوں کا انکار کر بیٹھے کہ کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو اپنی رسالت دے؟ اور آیت میں ہے تجھ سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے سبھی کھانے پینے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے تھے اور آیت میں ہے ہم نے انھیں کچھ ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہوں یا یہ کہ مرنے والے ہی نہ ہوں، اور جگہ ارشاد ہے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ میں کوئی شروع کا اور پہلا اور نیا رسول تو نہیں؟ اور آیت میں ہے میں تم جیسا انسان ہوں میری جانب وحی اتاری جاتی ہے الخ پس یہاں بھی ارشاد ہوا کہ پہلے کی کتابوں والوں سے پوچھ لو کہ نبی انسان ہوتے تھے یا غیر انسان؟ پھر یہاں فرماتا ہے کہ رسولوں کو وہ دلیلیں دے کر حجتیں عطا فرما کر بھیجا ہے، کتابیں نازل فرماتا ہے ان پر صحیفے انھیں عطا فرماتا ہے، زُبُر سے مراد کتابیں ہیں جیسے قرآن میں اور جگہ ہے وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ جو کچھ انھوں نے کیا کتابوں میں ہے اور آیت میں ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ الخ ہم نے زبور میں لکھ دیا الخ پھر فرماتا ہے ہم نے تیری طرف ذکر نازل فرمایا یعنی قرآن اس لئے کہ چونکہ تو اس کے معنی مطلب سے اچھی طرح واقف ہے اسے لوگوں کو سمجھا بجھا دے حقیقتاً اے نبی ؐ آپ ہی اس پر سب سے زیادہ حریص ہیں آپ ہی اس کے سب سے بڑے عالم ہیں اور آپ ہی اس کے سب سے زیادہ عامل ہیں، اس لئے کہ آپ ؐ افضل الخلائق ہیں اولادِ آدم ؑ کے سردار ہیں، جو اجمال اس کتاب میں ہے اس کی تفصیل آپ ؐ کے ذمہ ہے لوگوں پر جو مشکل ہو آپ اسے سمجھا دیں تاکہ وہ سوچیں سمجھیں راہ پائیں اور نجات اور دونوں جہان کی بھلائی حاصل کریں ۞

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ
بدترین داؤ پیچ کرنے والے کیا اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں
يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ
کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے یا
يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
ان کے پاس ایسی جگہ کا عذاب آجائے جہاں کا انھیں
لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۵﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي
وہم گمان بھی نہ ہو۔ یا انھیں چلتے پھرتے
تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۶﴾ أَوْ
پکڑ لے یہ کسی صورت میں خدا کو عاجز نہیں کر سکتے، یا
يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ
انھیں ذرا دھمکا کر پکڑ لے، پس یقیناً تمہارا پروردگار اعلیٰ
لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۴۷﴾
شفقت اور انتہائی رحم والا ہے۔

خدا تعالیٰ خالق کائنات اور مالک ارض و سماوات اپنے حلم کا باوجود علم کے اور اپنی مہربانی کا باوجود غصے کے بیان فرماتا ہے کہ وہ اگر چاہے اپنے گنہگار بدکردار بندوں کو زمین میں دھنسا سکتا ہے بے خبری میں ان پر عذاب لا سکتا ہے لیکن اپنی غایت مہربانی سے درگزر کئے ہوتے ہے جیسے سورۂ تبارک میں فرمایا خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اس کے غضب سے نہیں ڈرتے کہ کہیں زمین کو دلدل بنا کر تمہیں اس میں دھنسا نہ دے کہ وہ تمہیں ہچکولے ہی لگاتی رہا کرے کیا تمہیں آسمانوں والے خدا سے ڈر نہیں لگتا کہ کہیں وہ تم پر آسمان سے پتھر نہ برسا دے اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے کہ میرا ڈرانا کیسا تھا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے مکار بدکار لوگوں کو ان کے چلتے پھرتے آتے جاتے کھاتے کماتے ہی پکڑ لے، سفر حضر میں رات دن میں جس وقت چاہے پکڑ لے جیسے فرمان ہے أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ الخ کیا بستی والے اس سے نڈر ہو گئے ہیں کہ ان کے پاس ہمارا عذاب رات ہی رات میں ان کے سوتے سلاتے ہی آجائے یا دن چڑھے ان کے کھیل کود کے وقت ہی آجائے، خدا کو کوئی شخص اور کوئی کام عاجز نہیں کر سکتا وہ ہارنے والا اور تھکنے والا اور ناکام ہونے والا نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باوجود ڈر خوف کے انھیں

پکڑ لے تو دونوں عذاب ایک ساتھ ہو جائیں، ڈر اور پھر پکڑ، ایک مرے دوسرا ڈرے پھر مرے، لیکن رب العلے رب کائنات بڑا ہی رؤف و رحیم ہے اس لئے جلدی نہیں پکڑتا، صحیحین میں ہے خلاف طبع باتیں سن کر صبر کرنے میں خدا سے بڑھ کر کوئی نہیں، لوگ اس کی اولادیں ٹھیرائیں اور وہ انھیں رزق و عافیت عنایت فرمائے بخاری مسلم میں ہے اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، لیکن جب پکڑ نازل فرماتا ہے پھر اچانک تباہ ہو جاتا ہے پھر حضورؐ نے آیت وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ پڑھی اور آیت قرآن میں ہے:- وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ الخ بہت سی بستیاں ہیں جنھیں میں نے کچھ مہلت دی لیکن آخرش اُن کے ظلم کی بنا پر انھیں گرفتار کر لیا لوٹنا تو میری ہی جانب ہے ٭٭

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

کیا انھوں نے مخلوق خدا میں کسی کو بھی نہیں دیکھا؟

يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

کہ اس کے سائے دائیں بائیں جھک جھک کر

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ

خدا کے سامنے سربسجود ہیں اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں یقینا

لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

آسمان و زمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے

الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ

اللہ تعہ کے سامنے سجدے کرتے ہیں اور ذرا بھی تو

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ

تکبر نہیں کرتے اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے

فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

کپکپاتے رہتے ہیں اور جو حکم مل جائے اس کی تعمیل میں لگے رہتے ہیں

اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی عظمت و جلالت کبریائی اور بے ہمتائی کا خیال کیجیے کہ ساری مخلوق عرش سے فرش تک اس کے سامنے مطیع اور غلام جمادات و حیوانات انسان اور جنات فرشتے اور کل کائنات اس کی فرمانبردار اور ہر چیز صبح شام اس کے سامنے ہر قسم سے اپنی عاجزی اور بے کسی کا ثبوت پیش کرنیوالی جھک جھک کر اس کے سامنے سجدے کرنیوالی مجاہدؒ فرماتے ہیں سورج ڈھلتے ہی تمام چیزیں خدا کے سامنے سجدے میں گر پڑتی ہیں ہر ایک رب العالمین کے سامنے ذلیل و پست ہے عاجز و بے بس ہے، پہاڑ وغیرہ کا سجدہ ان کا سایہ ہے سمندر کی موجیں اس کی نماز ہے، انھیں گویا ذوی العقول سمجھ کر سجدے کی نسبت ان کی طرف کی اور فرمایا زمین و آسمان کے کل جاندار اس کے سامنے سجدے میں ہیں، جیسے فرمان ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا الخ خوشی ناخوشی ہر چیز رب العالمین کے سامنے سربسجود ہے اُن کے سائے صبح و شام سجدے کرتے ہیں فرشتے بھی باوجود اپنی قدر و منزلت کے خدا کے سامنے پست ہیں، اس کی عبادت سے منہ پھلا نہیں سکتے، اللہ تعہ جل وعلا سے کانپتے اور لرزتے رہتے ہیں اور جو حکم ہے اس کی بجاآوری میں مشغول ہیں نافرمانی کریں نہ سستی کریں

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماچکا ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ

معبود تو صرف وہی اکیلا ہی ہے پس تم سب صرف میرا ہی

فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ڈر خوف رکھو۔ آسمانوں میں اور زمین میں جو

وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ

کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے

ع ۷ ۱۰ ۱۲ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ

کیا پھر بھی تم اس کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو؟ تمہارے پاس جتنی

نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ

بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں اب بھی جب تمہیں کوئی

الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ

مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہیں اور

إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ
جہاں اس نے وہ مصیبت تم سے دفع کر دی کہ تم میں سے کچھ لوگ اپنے
بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (۵۴) لِيَكْفُرُوْا بِمَآ
رب کیساتھ شریک کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری
اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ قف فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۵۵)
کریں اچھا کچھ فائدہ اٹھا لو آخر کار تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا

اللہ واحد کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ لاشریک ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے، مالک ہے پالنہار ہے، اسی کی عبادت خالص دائمی اور واجب ہے اس کے سوا دوسروں کی عبادت کے طریقے نہ اختیار کرنے چاہئیں، آسمان وزمین کی تمام مخلوق خوشی یا ناخوشی اس کی ماتحت ہے سب کا لوٹایا جانا اسی کی طرف ہے خلوص کے ساتھ اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے سے بچو، دین خالص صرف اللہ ہی کا ہے آسمان وزمین کی ہر چیز کا مالک تنہا وہی ہے، نفع ونقصان اسی کے اختیار میں ہے جو کچھ نعمتیں بندوں کے ہاتھ میں ہیں سب اسی کی طرف سے ہیں، رزق نعمت عافیت نصرت اسی کی طرف سے ہے اسی کے فضل واحسان بندوں پر ہیں اور اب بھی ان نعمتوں کے پالینے کے بعد بھی تم اس کے ویسے ہی محتاج ہو مصیبتیں اب بھی سر پر منڈلا رہی ہیں سختی کے وقت وہی یاد آتا ہے اور گڑگڑا کر پوری عاجزی کے ساتھ کٹھن وقت میں اسی کی طرف جھکتے ہو خود مشرکین مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ جب سمندروں میں گھر جاتے بادِ مخالف کے جھونکے کشتی کو پتے کی طرح جھکولے دینے لگتے تو اپنے ٹھاکروں دیوتاؤں، بتوں، پیروں، فقیروں، ولیوں، نبیوں سب کو بھول جاتے اور خالص خدا سے لو لگا کر خلوص دل سے اس سے بچاؤ اور نجات طلب کرتے لیکن کنارے پر کشتی کے پار لگتے ہی اپنے پرانے خدا سب یاد آجاتے اور معبودِ حقیقی کے ساتھ پھر ان کی پوجا پاٹ ہونے لگتی، اس سے بڑھ کر بھی ناشکری کفر اور نعمتوں کی فراموشی اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہاں بھی فرمایا کہ مطلب نکل جاتے ہی بہت سے لوگ آنکھیں پھیر لیتے ہیں ۔۔ لِيَكْفُرُوْا کا لام لام عاقبت ہے اور لام تعلیل بھی کہا گیا ہے یعنی ہم نے یہ خصلت ان کی اس لئے کر دی ہے کہ وہ خدا کی نعمت پر پردے ڈالیں اور اس کا انکار کریں حالانکہ دراصل نعمتوں کا دینے والا مصیبتوں کا دفع کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں پھر انہیں دھمکاتا ہے کہ اچھا دنیا میں تو اپنا کام چلا لو یونہی سا فائدہ یہاں سے اٹھا لو لیکن اس کا انجام ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا ۔۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا
جسے جانتے بوجھتے بھی نہیں اس کا حصہ ہماری دی ہوئی چیز میں مقرر
رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
کرتے ہیں ۔ واللہ ان کے اس بہتان کا سوال ان سے ضرور ہی
تَفْتَرُوْنَ (۵۶) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ
کیا جائے گا ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے لڑکیاں مقرر
سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ (۵۷) وَاِذَا
کرتے ہیں اور اپنے لئے وہ جو اپنی خواہش کے مطابق ہو، ان میں سے کسی کو
بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا
جب لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور
وَّهُوَ كَظِيْمٌ (۵۸) يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ
دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا
مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي
چھپا پھرتا ہے سوچتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لئے
هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا
ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے؟ آہ!
سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (۵۹) لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں؟ آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کی
بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ
ہی بری مثال ہے اللہ کے لئے تو نہایت ہی بلند
الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۶۰)
صفت ہے وہ بڑا ہی غالب اور باحکمت ہے ۔

ع ۷ ۱۰ ۱۴

مشرکوں کی بے عقلی اور بے ڈھنگی بیان ہو رہی ہے کہ دینے والا اللہ سب کچھ اسی کا دیا ہوا اور یہ اس میں سے اپنے جھوٹے معبودوں کے نام کریں جن کا صحیح علم بھی انھیں نہیں پھر اس میں سختی ایسی کریں کہ خدا کے نام کا تو چاہے ان کے معبودوں کے نام ہو جائے لیکن ان کے معبودوں کے نام کا خدا کے نام نہ ہو سکے ایسے لوگوں سے ضرور بازپرس ہوگی اور اس افترا کا بدلہ انھیں پورا پورا ملے گا، جہنم کی آگ ہوگی اور یہ ہوں گے پھر ان کی دوسری بے انصافی اور حماقت بیان ہو رہی ہے کہ خدا کے مقرب غلام فرشتے ان کے نزدیک خدا کی بیٹیاں ہیں یہ خطا کر کے پھر ان کی عبادت کرتے ہیں جو خطا پر خطا ہے یہاں تین جرم ان سے سرزد ہوتے اولاً تو خدا کے لئے اولاد ٹھیرانا جو اس سے یکسر پاک ہے پھر اولاد میں سے بھی وہ قسم اُسے دینا جسے خود اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتے یعنی لڑکیاں کیا ہی الٹی بات ہے؟ کہ اپنے لئے تو لڑکے اور خدا کے لئے لڑکیاں پھر ان کی عبادت کرنا یہ ان کا سراسر بہتان ہے محض جھوٹ ہے کیسے ممکن ہے کہ خدا کے اولاد ہو؟ پھر اولاد بھی وہ جو ان کے نزدیک نہایت ردی اور ذلیل چیز ہے کیا حماقت ہے کہ انھیں تو خدا لڑکے دے اور اپنے لئے لڑکیاں رکھے؟ اللہ اس سے پاک ہے اولاد سے پاک ہے، انھیں جب خبر ملے کہ اُن کے ہاں لڑکی ہوئی تو مارے ندامت و شرم کے منھ کالا پڑ جائے زبان بند ہو جائے غم سے کمر جھک جائے، زہر کے گھونٹ پی کر خاموش ہو جائے لوگوں سے منھ چھپاتا پھرے، اسی سوچ میں رہے کہ اب کیا کروں اگر لڑکی کو زندہ چھوڑتا ہوں تو بڑی رسوائی ہے نہ وہ وارث بنے نہ کوئی چیز سمجھی جائے لڑکے اس پر ترجیح دیئے جائیں غرض زندہ رکھے تو نہایت ذلت سے ورنہ صاف بات ہے کہ جیتے جی گڑھا کھودا اور دبا دی، یہ حالت تو اپنی ہے پھر خدا کے لئے یہی چیز ثابت کرتے ہیں، کیسے بُرے فیصلے کرتے ہیں؟ کتنی بے حیائی کی تقسیم کرتے ہیں، خدا کے لئے جو ثابت کرنے بیٹھیں اُسے اپنے لئے سخت تر باعث توہین و تذلیل سمجھیں، اصل یہ ہے کہ بُری مثال اور نقصان انہی کافروں کے لئے ہے اللہ کیلئے کمال ہے وہ عزیز و حلیم ہے اور ذوالجلال والاکرام ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ

اگر لوگوں کے گناہ پر خدا تعالیٰ ان کی گرفت کرتا رہتا تو

مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ

روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا وہ تو انھیں

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ

ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دیئے ہوئے ہے۔ جب ان کا وہ

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

وقت آجائے گا پھر نہ تو ایک ساعت کی دیر لگے نہ

يَسْتَقْدِمُوْنَ (٦١) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا

جلدی ہو۔ اپنے لئے جو مکروہ رکھتے ہیں خدا کے لئے

يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

ثابت کرتے ہیں ان کی زبانیں جھوٹی باتیں بیان کرتی ہیں کہ ان کے

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ

لئے خوبی ہے، نہیں نہیں دراصل ان کے لئے آگ ہے اور

النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ (٦٢)

یہ دوزخیوں کے پیش رو ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حلم و کرم لطف و رحم کا بیان ہو رہا ہے کہ بندوں کے گناہ دیکھتا ہے اور پھر بھی انھیں مہلت دیتا ہے اگر فوراً ہی پکڑ لے تو آج زمین پر کوئی چلتا پھرتا نظر آتے انسانوں کی خطاؤں میں جانور بھی ہلاک ہو جائیں، گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتے بُروں کے ساتھ بھلے بھی پکڑ میں آ جائیں لیکن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے حلم و کرم لطف و رحم سے پردہ پوشی کر رہا ہے درگذر فرما رہا ہے معافی دے رہا ہے ایک خاص وقت تک کی مہلت دیئے ہوئے ہے ورنہ کیڑے اور بھنگے بھی نہ بچتے، بنی آدم کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے عذاب خدا ایسے آتے کہ سب کو غارت کر جاتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے سُنا کہ کوئی صاحب فرما رہے ہیں ظالم اپنا ہی نقصان کرتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ پرند اپنے گھونسلوں میں بوجہ اس کے ظلم کے ہلاک ہو جاتے ہیں حضرت

ابو درداء رضہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ ذکر کر رہے تھے جو آپؐ نے فرمایا خدا کسی نفس کو ڈھیل نہیں دیتا عمر کی زیادتی نیک اولاد سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عنایت فرماتا ہے پھر اُن بچوں کی دعائیں اُن کی قبر میں انھیں پہنچتی رہتی ہیں یہی ان کی عمر کی زیادتی ہے، اپنے لئے یہ ظالم لڑکیاں ناپسند کریں شرکت نہ چاہیں اور خدا کے لئے یہ سب روا رکھیں پھر یہ خیال کریں کہ یہ دُنیا میں بھی اچھائیاں سمیٹنے والے ہیں اور اگر قیامت قائم ہوئی تو وہاں بھی بھلائی اُن کے لئے ہے یہ کہا کرتے تھے کہ نفع کے مستحق اس دنیا میں تو ہم ہیں ہی اور صحیح بات تو یہ ہے کہ قیامت تو آنی نہیں، بالفرض آئی بھی تو وہاں کی بہتری بھی ہمارے لئے ہی ہے، ان کفار کو عنقریب سخت عذاب چکھنے پڑیں گے ہماری آیتوں سے کفر، پھر آرزو یہ کہ مال و اولاد یہیں وہاں بھی ملیگا سورۃ کہف میں دو ساتھیوں کا ذکر کرتے ہوتے قرآن نے فرمایا ہے کہ وہ ظالم اپنے باغ میں جاتے ہوتے اپنے نیک ساتھی سے کہتا ہے میں تو اسے ہلاک ہونے والا جانتا ہی نہیں نہ قیامت کا قائل ہوں اور اگر بالفرض میں دوبارہ زندہ کیا گیا تو وہاں اس سے بھی بہتر چیز دیا جاؤں گا، کام بُرے کریں آرزو نیکی کی رکھیں کانٹے بوئیں اور پھل چاہیں کہتے ہیں کعبۃ اللہ کی عمارت کو نئے سرے سے بنانے کے لئے جب ڈھایا تو نیو میں سے ایک پتھر نکلا جس پر ایک کتبہ لکھا ہوا تھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ تم بُرائیاں کرتے ہو اور نیکیوں کی امید رکھتے ہو یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کانٹے بو کر انگور کی امید رکھنا پس ان کی امیدیں تھیں کہ دنیا میں بھی انھیں جاہ و حشمت اور لونڈی غلام ملیں گے اور آخرت میں بھی۔ اللہ فرماتا ہے دراصل اُن کے لئے آتش دوزخ تیار ہے وہاں یہ رحمت رب سے بھُلا دیئے جائیں گے اور ضائع اور برباد ہو جائیں گے آج یہ ہمارے احکام بھُلائے بیٹھے ہیں کل انھیں ہم اپنی نعمتوں سے بھلا دیں گے۔ یہ جلد ہی جہنم نشین ہونے والے ہیں ؛

ع ۸ ۵ ۱۴

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
قسم بخدا ہم نے تجھ سے پہلے کی امتوں کی طرف بھی اپنے رسول بھیجے
فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ
لیکن شیطان نے ان کی بداعمالیاں ان کی نگاہوں میں سجا دیں وہ
وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾
شیطان آج بھی ان کا رفیق بنا ہوا ہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے
وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا
اس کتاب کو ہم نے تجھ پر اسی لئے اتارا ہے کہ تو ہر اس
لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ
چیز کو کھول دے جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں
وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾
اور یہ رہنمائی اور ایمانداروں کے لئے رحمت ہے
وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا
اللہ آسمان سے پانی برسا کر اس سے زمین کو اس کی موت
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
کے بعد زندہ کر دیتا ہے، یقیناً اس میں
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع
ان لوگوں کے لئے البتہ نشان ہیں جو سنیں

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ تسلی رکھیں آپ کو آپ کی قوم کا جھٹلانا کوئی انوکھی بات نہیں کونسا نبی آیا جو جھٹلایا نہ گیا؟ باقی رہے جھٹلانے والے وہ شیطان کے مرید ہیں۔ بُرائیاں انھیں شیطانی وساوس سے بھلائیاں دکھائی دیتی ہیں اُن کا ولی شیطان ہے وہ انھیں کوئی نفع پہنچانے کا نہیں ہمیشہ کیلئے مصیبت افزا عذابوں میں چھوڑ کر اُن سے الگ ہو جائے گا؛ قرآن حق و باطل میں سچ جھوٹ میں تمیز کرانے والی کتاب ہے ہر جھگڑے اور ہر اختلاف کا فیصلہ اس میں موجود ہے، یہ دلوں کے لئے ہدایت ہے اور ایماندار جو اس پر عامل ہیں اُن کے لئے رحمت ہے، اس قرآن سے کس طرح مُردہ دل جی اُٹھتے ہیں اس کی مثال مُردہ زمین اور بارش کی ہے جو لوگ

بات کو سنیں سمجھیں وہ تو اس سے بہت کچھ عبرت حاصل کر سکتے ہیں ؞ ؞

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيكُمْ

تمہارے لئے تو چوپایوں میں بھی بڑی عبرت ہے، کہ ہم تمہیں اس

مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ

کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسی میں سے گوبر اور لہو کے درمیان سے

لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾ وَ

خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے سہتا پچتا ہے

مِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ

کھجور اور انگور کے درختوں کے پھلوں سے تم

تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ

شراب بنا لیتے ہو اور حلال اور عمدہ روزی بھی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

جو لوگ عقل رکھتے ہیں انکے لئے تو اس میں بھی بہت بڑی نشانی ہے

اونٹ، گائے، بکریاں وغیرہ بھی اپنے خالق کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں، بُطُوْنِهٖ میں ضمیر کو یا تو نعمت، کے معنی پر لوٹایا ہے یا حیوان پر، چوپائے بھی حیوان ہی ہیں ان حیوانوں کے پیٹ میں جو الابلا بھری ہوتی ہے اسی میں سے پروردگارِ عالم تمہیں نہایت خوش ذائقہ لطیف اور خوشگوار دودھ پلاتا ہے دوسری آیت میں بُطُوْنِهَا ہے دونوں باتیں جائز ہیں جیسے آیت كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۝ میں ہے اور جیسے آیت إِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ میں ہے پس جَاءَ میں مذکر لاتے مراد اس سے مال ہے جانور کے باطن میں جو گوبر خون وغیرہ ہے ان سے بچا کر دودھ تمہارے لئے نکالتا ہے نہ اُس کی سفیدی میں فرق آئے نہ حلاوت میں نہ مزے میں معدے میں غذا پہنچی وہاں سے خون رگوں کی طرف دوڑ گیا دودھ تھن کی طرف پہنچا پیشاب نے مثانہ کا راستہ پکڑا گوبر اپنے مخرج کی طرف جمع ہوا نہ ایک دوسرے سے ملے نہ ایک دوسرے کو بدلے خالص دودھ جو پینے والے کے حلق میں بآرام اتر جائے اس کی خاص نعمت ہے، اس نعمت کے بیان کے ساتھ ہی دوسری نعمت بیان فرمائی کہ کھجور اور انگور کے شیرے سے تم شراب بنا لیتے ہو، یہ شراب کی حرمت سے پہلے ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کی شراب ایک ہی حکم میں ہے جیسے مالک رح شافعی رح احمد رح اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور یہی حکم ہے اور شرابوں کا جو گیہوں جو جوار اور شہد سے بنائی جاتی ہیں جیسے کہ حدیثوں میں مفصل آچکا ہے یہ جگہ اس کے بسط کی نہیں، ابن عباس رض فرماتے ہیں شراب بناتے ہو جو حرام ہے اور اور طرح کھاتے پیتے ہو جو حلال ہے مثلاً خشک کھجوریں کشمش وغیرہ اور نبیذ شربت بنا کر سرکہ بنا کر اور اور طرح پس جن لوگوں کو عقل کا حصہ دیا گیا ہے وہ خدا کی قدرت و عظمت کو ان چیزوں اور ان نعمتوں سے بھی پہچان سکتے ہیں، دراصل جوہر انسانیت عقل ہی ہے اسی کی نگہبانی کے لئے شریعت مطہرہ نے نشے والی شرابیں اس امت پر حرام کر دیں اسی نعمت کا بیان سورۂ یٰسین کی آیت وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيلٍ الخ میں ہے یعنی زمین میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگا دیئے اور ان میں پانی کے چشمے بہا دیئے تاکہ لوگ اس کا پھل کھائیں یہ انکے اپنے بنائے ہوئے نہیں کیا پھر بھی یہ شکر گزاری نہیں کریں گے پاک ذات ہے جس نے زمین کی پیداوار میں اور خود انسانوں میں اور اس مخلوق میں جسے یہ جانتے ہی نہیں ہر طرح کی جوڑ جوڑ چیزیں پیدا کر دی ہیں ؞ ؞ ؞

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي

تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں میں درختوں میں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا

اور لوگوں کی بنائی ہوئی بلند عمارتوں میں

يَعْرِشُوْنَ (۶۸) ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
اپنے چھتے بنا۔ اور ہر طرح کے میوے کھا
فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْ
اور اپنے رب کی آسان راہوں میں چلتی پھرتی رہ، ان کے پیٹ سے
بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ
پینے کا شہد نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں
شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ غور و فکر کرنے والوں کیلئے
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۶۹)
اس میں بہت بڑا نشان ہے

وحی سے مراد یہاں پر الہام ہدایت اور ارشاد ہے شہد کی مکھیوں کو خدا کی جانب سے یہ بات سمجھائی گئی کہ وہ پہاڑوں میں درختوں میں اور چھتوں میں شہد کے چھتے بنائے، اس ضعیف مخلوق کے اس گھر کو دیکھئے کتنا مضبوط کیسا خوبصورت اور کیسی کچھ کاری گری کا ہوتا ہے، پھر اسے ہدایت کی اور اس کے لئے مقدر کر دیا کہ یہ پھلوں کے پھولوں کے اور گھاس پات کے رس چوستی پھرے اور جہاں چاہے جائے آئے لیکن واپس لوٹتے وقت سیدھی اپنے چھتے کو پہنچ جائے چاہے بلند پہاڑ کی چوٹی ہو چاہے بیابان کے درخت ہوں چاہے آبادی کے بلند مکانات اور ویرانے کے سنسان کھنڈر ہوں.

یہ نہ راستے بھولے نہ بھٹکتی پھرے خواہ کتنی ہی دور نکل جائے، لوٹ کر اپنے چھتے میں اپنے بچوں انڈوں اور شہد میں پہنچ جائے اپنے پروں سے موم بنائے اپنے منہ سے شہد جمع کرے اور دوسری جگہ سے بچے ذُلُلًا کی تفسیر اطاعت گذار سے بھی کی گئی ہے پس یہ حال ہو گا سالکۃ کا جیسے قرآن میں وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ الخ میں بھی یہی معنی مراد ہیں اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ لوگ شہد کے چھتے کو ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جاتے ہیں لیکن پہلا قول بہت زیادہ ظاہر ہے، یعنی یہ حال ہے طریق کا، ابن جریر دونوں قول کو صحیح بتلاتے ہیں ابو یعلے موصلی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مکھی کی عمر چالیس دن کی ہوتی ہے سوائے شہد کی مکھی کے اور مکھیاں آگ میں ہیں، شہد کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، سفید، زرد، سرخ وغیرہ جیسے پھل پھول اور جیسی زمین، اس ظاہری خوبی اور رنگ کی چمک کے ساتھ اس میں شفا بھی ہے، بہت سی بیماریوں کو خدا تعالیٰ اس سے دور کر دیتا ہے یہاں فِيْهِ شِفَاۗءُ النَّاسِ نہیں فرمایا ورنہ ہر بیماری کی دوا یہی ٹھہرتی، بلکہ فرمایا اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے پس یہ سرد بیماریوں کی دوا ہے، علاج ہمیشہ بیماریوں کے خلاف ہوتا ہے پس شہد گرم ہے سردی کی بیماری میں مفید ہے، مجاہدؒ اور ابن جریرؒ سے منقول ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے یعنی قرآن میں شفا ہے یہ قول گو اپنے طور پر صحیح ہے اور واقعی قرآن شفا ہے لیکن اس آیت میں یہ مراد لینا سیاق کے مطابق نہیں اس میں تو شہد کا ذکر ہے اسی لئے مجاہد کے اس قول کی اقتدا نہیں کی گئی ہاں قرآن کے شفا ہونے کا ذکر آیت وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ الخ میں ہے اور آیت شِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ میں ہے اس آیت میں تو مراد شہد ہے چنانچہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ کسی نے آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ چھوٹ گیا ہے، آپؐ نے فرمایا اسے شہد پلا وہ گیا شہد دیا پھر آیا اور کہا حضورؐ اسے تو بیماری اور بڑھ گئی آپؐ نے فرمایا جا اور شہد پلا، اس نے جا کر پھر پلایا پھر حاضر ہو کر یہی عرض کیا کہ دست اور بڑھ گئے، آپؐ نے فرمایا خدا سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، جا پھر شہد دے تیسری مرتبہ شہد سے بفضل خدا صحت حاصل ہو گئی، بعض طبیبوں نے کہا ہے ممکن ہے اس کے پیٹ میں فضلے کی زیادتی ہو شہد نے اپنی گرمی کی وجہ سے اس کو تحلیل کر دی فضلہ خارج ہونا شروع ہوا دست بڑھ گئے، اعرابی نے اسے مرض کا بڑھ جانا سمجھا حضورؐ سے شکایت کی آپؐ نے اور شہد دینے کو فرمایا اس سے اور زور سے فضلہ خارج ہونا شروع ہوا

پھر شہد دیا، پیٹ صاف ہو گیا، بلا نکل گئی اور کامل شفا بفضل خدا حاصل ہو گئی اور حضور ﷺ کی بات جو باشارۂ خداوندی تھی پوری ہو گئی، بخاری و مسلم کی اور حدیث میں ہے کہ سرور رسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹھاس سے اور شہد سے بہت الفت تھی، آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ تین چیزوں میں شفا ہے پچھنے لگانے میں شہد کے پینے میں اور داغ لگوانے میں لیکن میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے روکتا ہوں، بخاری کی حدیث میں ہے کہ تمھاری دواؤں میں سے کسی میں اگر شفا ہے تو پچھنے لگانے میں شہد کے پینے میں اور آگ سے دغوانے میں جو بیماری کے مناسب ہو لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا، مسلم کی حدیث میں ہے میں اُسے پسند نہیں کرتا بلکہ ناپسند رکھتا ہوں، ابن ماجہ میں ہے تم ان دونوں شفاؤں کی قدر کرتے رہو، شہد اور قرآن، ابن جریر میں حضرت علی رض کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شفا چاہے تو قرآن کریم کی کسی آیت کو کسی صحیفے پر لکھ لے اور اُسے بارش کے پانی سے دھولے اور اپنی بیوی کے مال سے اس کی اپنی رضامندی سے پیسے لے کر شہد خریدے اور اُسے پی لے پس اس میں کئی وجہ سے شفا آجائے گی، خدا تعالیٰ عز و جل کا فرمان ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ یعنی ہم نے قرآن میں وہ نازل فرمایا ہے جو شفاء ہے اور رحمت ہے مومنین کے لئے اور آیت میں ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً مُّبٰرَكًا ۙ ہم آسمان سے بابرکت پانی برساتے ہیں، اور فرمان ہے فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔا مَّرِيْۗـــــًٔا ۙ یعنی اگر عورتیں اپنے مالِ مہر میں سے اپنی خوشی سے تمہیں دیدیں تو بیشک تم اُسے کھاؤ پیو، سہتا پچتا، شہد کے بارے میں فرمانِ خدا ہے فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے ابن ماجہ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح کو شہد چاٹ لے اُسے کوئی بڑی بلا نہیں پہنچے گی اس کا ایک راوی زبیر بن سعید متروک ہے ابن ماجہ کی اور حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ تم سنا اور سنوت کا استعمال کیا کرو ان میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے سام کے لوگوں نے پوچھا سام کیا؟ فرمایا موت، سنوت کے معنی شبت کے ہیں اور لوگوں نے کہا ہے سنوت شہد ہے جو گھی کی مشک میں رکھا ہوا ہو، شاعر کے شعر میں بھی یہ لفظ اس معنیٰ میں آیا ہے، پھر فرمایا ہے کہ مکھی جیسی بے طاقت چیز کا تمھارے لئے شہد اور موم بنانا اور اس کا اس طرح آزادی سے پھرنا اپنے گھر کو نہ بھولنا وغیرہ یہ سب چیزیں غور و فکر کرنیوالوں کے لئے میری عظمت خالقیت مالکیت کی بڑی نشانیاں ہیں اسی سے لوگ اپنے خدا کے قادر حکیم علیم کریم رحیم ہونے پر دلیل حاصل کر سکتے ہیں

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ

اللہ تعالیٰ نے ہی تم سب کو پیدا کیا ہے وہی پھر تمہیں فوت کریگا

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

تم میں ایسے بھی ہیں جو بدترین عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ

کہ بہت کچھ جاننے بوجھنے کے بعد بھی نہ جانیں، بیشک

اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ⑦⓪ ع ۹ ۵

اللہ تعالیٰ دانا اور توانا ہے۔

تمام بندوں پر قبضہ اللہ تعالیٰ کا ہے وہی انھیں عدم سے وجود میں لایا ہے وہی انھیں پھر فوت کریگا بعض لوگوں کو بہت بڑی عمر تک پہنچاتا ہے کہ وہ پھر سے بچوں جیسے ناتوان بن جاتے ہیں حضرت علی رض فرماتے ہیں پچھتر سال کی عمر میں عموماً انسان ایسا ہی ہو جاتا ہے طاقت طاق ہو جاتی ہے حافظہ جاتا رہتا ہے علم کی کمی ہو جاتی ہے عالم ہونے کے بعد بے علم ہو جاتا ہے صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، یعنی خدایا میں بخیلی سے ناچاری سے بڑھاپے سے ذلیل عمر سے قبر کے عذاب

سے دجال کے فتنے سے زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ زہیر بن ابو سلمہ رح نے بھی اپنے مشہور معلقہ میں اس عمر کو رنج وغم کا مخزن و منبع بتایا ہے ❊ ❊ ❊

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى

اللہ ہی نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر روزی میں زیادتی

الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ

دے رکھی ہے پس جنہیں زیادتی دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنی

عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ

ماتحتی کے غلاموں کو نہیں دیا کرتے کہ وہ اور یہ اس میں برابر

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (71)

ہو جائیں تو کیا یہ لوگ خدا کی نعمتوں کے منکر ہو رہے ہیں

مشرکین کی جہالت اور ان کے کفر کا بیان ہو رہا ہے کہ باوجود اپنے معبودوں کو خدا کے غلام جاننے کے ان کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ حج کے موقعہ پر وہ کہا کرتے تھے، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ ۔ یعنی خدایا میں تیرے پاس حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ جو خود تیرے غلام ہیں ان کا اور ان کی ماتحت چیزوں کا اصلی مالک تو ہی ہے پس اللہ تعالیٰ انھیں الزام دیتا ہے کہ جب تم اپنے غلاموں کی اپنی برابری اور اپنے مال میں شرکت پسند نہیں کرتے تو پھر میرے غلاموں کو میری خدائی میں کیسے شریک ٹھہرا رہے ہو؟ یہی مضمون آیت ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ میں بیان ہوا ہے کہ جب تم اپنے غلاموں کو اپنے مال میں اپنی بیویوں میں اپنا شریک بنانے سے نفرت کرتے ہو تو پھر میرے غلاموں کو میری خدائی میں کیسے شریک سمجھ رہے ہو؟ یہی خدا کی نعمتوں سے انکار ہے کہ خدا کے لئے وہ پسند کرنا جو اپنے لئے بھی پسند نہ ہو یہ ہے مثال معبودانِ باطل کی، جب تم آپ اس سے الگ ہو پھر خدا تو اس سے بہت زیادہ بیزار ہے رب کی نعمتوں کا کفر اور کیا ہو گا؟ کہ کھیتیاں اور چوپائے خدا ایک کے پیدا کئے ہوئے اور تم انھیں اسی کے سوا اوروں کے نام کا کرو حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک رسالہ لکھا کہ اپنی روزی پر قناعت اختیار کرو اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے زیادہ امیر رکھا ہے یہ بھی اس کی طرف سے ایک آزمائش ہے کہ وہ دیکھے کہ امیر امراء کس طرح شکرِ خدا ادا کرتے ہیں اور جو حقوق دوسروں کے اُن پر جناب باری تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں کہاں تک انہیں ادا کرتے ہیں؟

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً

اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے

وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں، کیا پھر بھی لوگ باطل پر

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ (72)

ایمان لائیں گے؟ اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے؟

اپنے بندوں پر اپنا ایک اور احسان جتاتا ہے کہ انہی کی جنس سے انہی کی ہم شکل ہم وضع عورتیں ہم نے ان کے لئے پیدا کیں اگر جنس اور ہوتی تو دلی میل جول محبت مودّت قائم نہ رہتی لیکن اپنی رحمت سے اس نے مرد عورت ہم جنس بنائے پھر اس جوڑے سے نسل بڑھائی اولاد پھیلائی لڑکے ہوئے لڑکیوں کے لڑکے ہوئے حَفَدَة" کے ایک معنی تو یہی پوتوں کے ہیں دوسرے معنی خادم اور مددگار کے ہیں پس لڑکے اور پوتے بھی ایک طرح کے خدمت گذار ہوتے ہیں اور عرب میں یہی دستور بھی تھا، ابن عباس رضؓ کہتے ہیں انسان کی بیوی کی اگلے گھر کی اولاد اس کی نہیں ہوتی، حَفَدَةٌ اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی کے سامنے اس کے لئے کام کاج کرے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ اس سے مراد دامادی رشتہ ہے معنی کے تحت میں یہ سب داخل ہیں چنانچہ قنوت میں جملہ آتا ہے وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ ہماری سعی کوشش اور خدمت تیرے لئے ہی ہے اور یہ ظاہر ہے

کہ اولاد سے غلام سے سسرال والوں سے خدمت حاصل ہوتی ہے پس ان سب سے نعمتِ خدا ہمیں ملتی ہے ہاں جن کے نزدیک وحفدۃً کا تعلق ازواجاً سے ہے ان کے نزدیک تو مراد اولاد اور اولاد کی اولاد اور داماد اور بیوی کی اولاد ہیں پس یہ سب بسا اوقات اسی شخص کی حفاظت میں اس کی گود میں اور اس کی خدمت میں ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ یہی مطلب سامنے رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اولاد تیری غلام ہے جیسے کہ ابوداؤد میں ہے اور جنہوں نے حفدۃً سے مراد خادم لی ہے ان کے نزدیک یہ معطوف ہے اللہ کے فرمان وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا پر یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیویوں اور اولاد کو خادم بنا دیا ہے اور تمہیں کھانے پینے کی بہترین ذائقے دار چیزیں عنایت فرماتی ہیں پس باطل پر یقین رکھ کر خدا کی نعمتوں کی ناشکری نہ کرنی چاہیئے کہ رب کی نعمتوں پر پردہ ڈال دیا اور انھیں دوسروں کی طرف نسبت کر دیں صحیح حدیث میں ہے قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے احسان جتاتے ہوئے فرمائے گا کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ میں نے تجھے ذی عزت نہیں بنایا تھا؟ میں نے تیرے تابع گھوڑوں اور اونٹوں کو نہیں کیا تھا؟ اور میں نے تجھے سرداری میں اور آرام میں نہیں چھوڑا تھا؟ ؞

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

خدا کے سوا اُن کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں

لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور زمین سے انھیں کچھ بھی تو روزی نہیں دے

شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (۷۳) فَلَا تَضْرِبُوْا

سکتے اور نہ کچھ مقدور رکھتے ہیں، لوگو! اللہ پر

لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

مثالیں مت بناؤ۔ اللہ خوب جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۷۴)

اور تم کچھ نہیں جانتے۔

نعمتیں دینے والا پیدا کرنے والا روزی پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ اکیلا وحدہٗ لاشریک لہٗ، اور یہ مشرکین اس کے ساتھ اوروں کو پوجتے ہیں جو نہ آسمان سے بارش برسا سکیں نہ زمین سے کھیت اور درخت اُگا سکیں، وہ اگر سب مل کر بھی چاہیں تو بھی نہ ایک بوند بارش پر قادر نہ ایک پتے کے پیدا کرنے کی ان میں سکت ؞ پس تم اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کرو اس کے شریک وسہیم اور اس جیسے دوسروں کو نہ سمجھو۔ اللہ عالم ہے اور وہ اپنے علم کی بنا پر اپنی توحید پر گواہی دیتا ہے تم جاہل ہو اپنی جہالت سے خدا کے شریک دوسروں کو ٹھیرا رہے ہو ؞

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہو دوسرے کی ملک کا

يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا

جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے

حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ

معقول روزی دے رکھی ہے جس میں سے وہ چھپے کھلے خرچ کرتا

جَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ

رہتا ہے۔ کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں؟! اللہ ہی کیلئے سب تعریف ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۷۵)

بلکہ ان میں کے اکثر جانتے نہیں ہیں۔

ابن عباس رضؓ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ کافر اور مومن کی مثال ہے پس ملکیت کے غلام سے مراد کافر اور اچھی روزی والے اور خرچ کرنے والے سے مراد مومن ہے مجاہدؒ فرماتے ہیں اس مثال سے بُت کی اور خدا تعالیٰ کی خدائی سمجھانی مقصود ہے کہ یہ اور وہ برابر کے نہیں اس مثال کا فرق اس قدر واضح ہے جس کے بتلانے کی ضرورت نہیں اسی لئے فرمایا کہ تعریفوں کے لائق اللہ ہی ہے اکثر مشرک بے علمی پر تلے ہوتے ہیں ؞

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ
اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے دو شخصوں کی جن میں سے ایک تو
اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ
گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر
عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ
بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیجے وہ کوئی بھلائی نہیں
بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ
لاتا۔ کیا یہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے
بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٧٦) ع ۱۰ ۱۶
اور ہے بھی سیدھی راہ پر برابر ہو سکتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ یہ مثال بھی اس فرق کے دکھانے کی ہو جو اللہ تعالیٰ میں اور مشرکین کے بتوں میں ہے، یہ بُت گونگے ہیں نہ کلام کرسکیں نہ کوئی بھلی بات کہہ سکیں نہ کسی چیز پر قدرت رکھیں قول و فعل دونوں سے خالی پھر محض بوجھ اپنے مالک پر بار کہیں بھی جائے کوئی بھلائی نہ لائے پس ایک تو یہ اور ایک وہ جو عدل کا حکم کرتا رہے اور خود بھی راہِ مستقیم پر ہو یعنی قول فعل دونوں کے اعتبار سے بہتر یہ دونوں کیسے برابر ہو جائیں گے ایک قول ہے کہ گونگا حضرت عثمانؓ کا غلام تھا اور ہوسکتا ہے کہ یہ مثال بھی کافر و مومن کی ہو جیسے اس سے پہلے کی آیت میں تھی کہتے ہیں کہ قریش کے ایک شخص کے غلام کا ذکر پہلے ہے اور دوسرے شخص سے مراد حضرت عثمان رضؓ ہیں، اور غلام گونگے سے مراد حضرت عثمانؓ کا وہ غلام ہے جس پر آپ خرچ کرتے رہتے تھے جو آپ کو تکلیف پہنچاتا رہتا تھا اور آپ نے اُسے کام کاج سے آزاد کر رکھا تھا لیکن پھر بھی یہ اسلام سے چڑتا تھا منکر تھا اور آپ کو صدقہ کرنے اور نیکیاں کرنے سے روکتا تھا اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ
آسمان و زمین کا علم صرف اللہ ہی کو معلوم ہے
اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ
قیامت کا امر تو ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی
اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٧٧)
زیادہ قریب، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے
وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا ہے کہ
لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ
اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اسی نے تمھارے کان اور
الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٧٨)
آنکھیں اور دل بنائے کہ تم شکر گزاری کرو
اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ
کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو حکم کے بندھے ہوئے
السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ
آسمان میں ہیں، جنہیں بجز اللہ کے کوئی اور تھامے ہوئے نہیں بیشک
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٧٩)
اس میں تو ایمان لانے والے لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کمالِ علم اور کمال قدرت کو بیان فرما رہا ہے کہ زمین آسمان کا غیب وہی جانتا ہے کوئی نہیں جو غیب داں ہو خدا جسے چاہے جس چیز پر چاہے اطلاع دیدے ہر چیز اُس کی قدرت میں ہے نہ کوئی اس کا خلاف کر سکے نہ کوئی اُسے روک سکے، جس کام کا جب ارادہ کرے قادر ہے پورا ہو کر ہی رہتا ہے آنکھ بند کر کے کھولنے میں تو تمھیں کچھ دیر لگتی ہو گی لیکن حکم خدا کے پورے ہونے میں اتنی دیر بھی نہیں لگتی، قیامت کا آنا بھی اس پر ایسا ہی آسان ہے وہ بھی حکم ہوتے ہی آجائے گی ایک کا پیدا کرنا اور سب کا پیدا کرنا اس پر یکساں ہے، اللہ کا احسان دیکھو کہ اس نے لوگوں کو ماؤں کو پیٹوں سے نکالا یہ محض نادان تھے پھر انھیں کان دیئے جس سے سنیں آنکھیں دیں جس سے دیکھیں دل دیئے جس سے سوچیں سمجھیں عقل کی جگہ دل ہے اور دماغ بھی کہا گیا ہے، عقل سے ہی نفع نقصان معلوم ہوتا ہے یہ قویٰ اور یہ حواس انسان

کو بتدریج تھوڑے تھوڑے ہو کر ملتے ہیں عمر کے ساتھ ہی ساتھ اس کی بڑھوتری ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جائیں، یہ سب اس لئے ہے کہ انسان اپنی ان طاقتوں کو خدا کی معرفت اور عبادت میں لگاتے رہے صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ جو میرے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھے لڑائی کا اعلان دیتا ہے میرے فریضے کی بجا آوری سے جس قدر بندہ میری نزدیکی حاصل کر سکتا ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں کر سکتا، نوافل بکثرت پڑھتے پڑھتے بندہ میرے نزدیک اور میرا محبوب ہو جاتا ہے جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی نگاہ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ تھامتا ہے اور اس کے پیر بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے وہ اگر مجھ سے مانگے میں دیتا ہوں اگر دعا کرے میں قبول کرتا ہوں اگر پناہ چاہے میں پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کرنے کے کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی روح قبض کرنے میں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا اور موت ایسی چیز نہیں جس سے کسی ذی روح کو نجات مل سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل ہو جاتا ہے تو اس کے تمام افعال محض اللہ کے لئے ہو جاتے ہیں وہ سنتا ہے اللہ کے لئے دیکھتا ہے اللہ کے لئے یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے انہی کو دیکھتا ہے اسی طرح اس کا ہاتھ بڑھانا پاؤں چلانا بھی اللہ کی رضامندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے اللہ پر اس کا بھروسہ ہوتا ہے اسی سے مدد چاہتا ہے تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ہی ہوتے ہیں اس لئے بعض غیر صحیح حدیثوں میں اس کے بعد یہ بھی آیا ہے کہ پھر وہ میرے لئے ہی سنتا ہے اور میرے لئے ہی دیکھتا ہے ؛ اور میرے لئے پکڑتا ہے اور میرے لئے ہی چلتا پھرتا ہے آیت میں ہے کہ ماں کے پیٹ سے وہ نکلتا ہے کان آنکھ دل و دماغ وہ دیتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو اور آیت میں فرمان ہے قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ الخ یعنی اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بناتے ہیں لیکن تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو اسی نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے اور اسی کی طرف تمہارا حشر کیا جانے والا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ ان پرندوں کی طرف دیکھو جو آسمان و زمین کے درمیان فضا میں پرواز کرتے پھرتے ہیں انہیں پروردگار ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے تھامے ہوتے ہے یہ قوتِ پرواز اسی نے انہیں دے رکھی ہے اور ہواؤں کو ان کا مطیع بنا رکھا ہے سورۂ ملک میں بھی یہی فرمان ہے کہ کیا وہ اپنے سروں پر اڑتے ہوئے پرندوں کو نہیں دیکھتے ؟ جو پَر کھولے ہوئے ہیں اور پَر سمیٹے ہوتے بھی ہیں انہیں بجز اللہ رحمٰن و رحیم کے کون تھامتا ہے ؟ وہ خدا تمام مخلوق کو بخوبی دیکھ رہا ہے یہاں بھی خاتمہ پر فرمایا کہ اس میں ایمانداروں کیلئے بہت سے نشان ہیں

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ
اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں میں سکونت کی جگہ بنا دی ہے اور
جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا
اسی نے تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں کے گھر بنا دیئے ہیں۔
تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ
جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو اپنے کوچ کے دن اور اپنے ٹھہرنے
اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا
کے دن بھی اور ان کی اون اور بالوں سے بھی اس نے
وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (٨٠)
بہت سے سامان اور ایک وقت مقررہ تک کے لئے فائدہ کی چیزیں بنا دیں
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ
اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے ہیں اور اسی نے
لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
تمہارے لئے پہاڑوں میں غار بنائے ہیں اور اسی نے تمہارے لئے
سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ
کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں

بَأْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لڑائی کے وقت کام آئیں، وہ اسی طرح اپنی پوری پوری نعمتیں دے
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
رہا ہے کہ تم حکم بردار بن جاؤ پھر بھی اگر یہ
فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾
منہ موڑے رہیں تو تجھ پر تو صرف ظاہری تبلیغ کر دینا ہی ہے
يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا
یہ خدا کی نعمتیں جانتے پہچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہو رہے
وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع
ہیں بلکہ ان میں کے اکثر ناشکرے ہیں۔

قدیم اور بہت بڑے ان گنت احسانات وانعامات والا خدا اپنی اور نعمتیں اظہار فرماتا ہے، اسی نے بنی آدم کے رہنے سہنے آرام اور راحت حاصل کرنے کے لئے انہیں مکانات دے رکھے ہیں اسی طرح چوپائے جانوروں کی کھالوں کے خیمے ڈیرے تمبو اس نے عطا فرما رکھے ہیں کہ سفر میں کام آئیں، نہ لیجانا دو بھر نہ لگانا مشکل نہ اکھیڑنے میں کوئی تکلیف پھر بکریوں کے بال، اونٹوں کے بال بھیڑیوں اور دنبوں کی اون بیوپار تجارت کے لئے مال کی شکل میں اس نے بنا دی ہے وہ گھر کے برتنے کی چیز بھی ہے اس سے کپڑے بھی بنتے ہیں فرش بھی تیار ہوتے ہیں تجارت کے طور پر مال تجارت ہے فائدے کی چیز ہے جس سے لوگ مقررہ وقت تک سود مند ہوتے ہیں درختوں کے سائے اس نے تمہارے فائدے اور راحت کے لئے بنائے ہیں پہاڑوں پر غار قلعے وغیرہ اس نے تمہیں دے رکھے ہیں کہ ان میں پناہ حاصل کرو چھپنے اور رہنے سہنے کی جگہ بنا لو سوتی اونی اور بالوں کے کپڑے اس نے تمہیں دے رکھے ہیں کہ پہن کر سردی گرمی کے بچاؤ کے ساتھ ہی اپنا ستر چھپاؤ زیب و زینت حاصل کرو اور اس نے تمہیں زرہیں خود بکتر عطا فرمائے ہیں جو دشمنوں کے حملے اور لڑائی کے وقت تمہیں کام دیں، اسی طرح وہ تمہیں تمہاری ضرورت کی پوری پوری نعمتیں دیتے چلا جاتا ہے کہ تم راحت و آرام پاؤ اور اطمنان سے اپنے منعم حقیقی کی عبادت میں لگے رہو، تُسْلِمُوْنَ کی دوسری قرات تَسْلَمُوْنَ بھی ہے یعنی تم سلامت رہو اور پہلی قرات کے معنی تاکہ تم فرمانبردار بن جاؤ، اس سورۃ کا نام سورۃ النعم بھی ہے، لام کی زبر والی قرات سے یہ بھی مراد ہے کہ تم کو اس نے لڑائی میں کام آنے والی چیزیں دیں کہ تم سلامت رہو دشمن کے وار سے بچو، بیشک جنگل میں بیابان بھی خدا کی بڑی نعمت ہے لیکن یہاں پہاڑوں کی نعمت اس لئے بیان کی کہ جن سے کلام ہے وہ پہاڑوں کے رہنے والے تھے تو ان کی معلومات کے مطابق ان سے کلام ہو رہا ہے اسی طرح چونکہ وہ بھیڑ بکریوں اور اونٹوں والے تھے انہیں یہی نعمتیں یاد دلائیں حالانکہ ان سے بڑھ کر خدا کی نعمتیں مخلوق کے ہاتھوں میں اور بھی بے شمار ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سردی کے اتارنے کے احسان کو بیان فرمایا حالانکہ اس سے بڑے اور احسان موجود ہیں لیکن یہ ان کے سامنے کی اور ان کی معلومات کی چیز تھی اسی طرح چونکہ یہ لڑنے بھڑنے والے جنگجو لوگ تھے لڑائی کے بچاؤ کی چیز بطور نعمت ان کے سامنے رکھی حالانکہ اس سے صدہا درجے بڑی اور نعمتیں بھی مخلوق کے ہاتھ میں موجود ہیں اسی طرح چونکہ ان کا ملک گرم تھا فرمایا کہ لباس سے تم گرمی کی تکلیف زائل کرتے ہو ورنہ کیا اس سے بہتر اس منعم حقیقی کی اور نعمتیں بندوں کے پاس نہیں؟ ؛ اسی لئے ان نعمتوں اور رحمتوں کے اظہار کے بعد ہی فرماتا ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ میری عبادت اور توحید کے اور میرے بے پایاں احسانوں کے قائل نہ ہوں تو تجھ کو ان کی ایسی کیا پڑی ہے؟ چھوڑ دے اپنے کام میں لگ جا تجھ پر تو صرف تبلیغ ہی ہے وہ کئے جا، یہ خود جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نعمتوں کا دینے والا ہے اور اس کی بے شمار نعمتیں ان کے ہاتھوں میں ہیں لیکن باوجود علم کے منکر ہو رہے ہیں اور اس کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں بلکہ اس کی نعمتوں کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ مددگار فلاں ہے رزق دینے والا فلاں ہے یہ اکثر لوگ کافر ہیں خدا کے ناشکرے ہیں ابن

ابی حاتم میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اس آیت کی تلاوت اس کے سامنے کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رہنے سہنے کی جگہ کے لئے گھر اور مکانات دیئے اس نے کہا سچ ہے پھر آپ نے پڑھا کہ اس نے تمہیں چوپایوں کی کھالوں کے خیمے دیئے اس نے کہا یہ بھی سچ ہے اسی طرح آپ ان آیتوں کو پڑھتے گئے اور وہ ہر ہر نعمت کا اقرار کرتے رہے آخر میں آپ نے پڑھا اس لئے کہ تم مسلمان اور مطیع ہو جاؤ، اس وقت وہ پیٹھ پھیر کر چلدیا تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت اتاری کہ اقرار کے بعد انکار کرکے کافر ہو جاتے ہیں ٭ ٭

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا

جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ کھڑا کریں گے

ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ

پھر کافروں کو نہ اجازت دی جائے گی اور نہ وہ

يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۴﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ

عذر اور رجوع طلب کئے جائیں گے، جب یہ ظالم

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

عذاب دیکھ لیں گے پھر نہ تو وہ ان سے ہلکا کیا جائے گا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَأَى

اور نہ وہ ڈھیل دیئے جائیں گے، جب مشرکین

الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا

اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے کہ

رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا

اے ہمارے پروردگار یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم

نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ

تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، پس وہ انہیں جواب

الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۶﴾ وَأَلْقَوْا

دیں گے کہ تم بالکل ہی جھوٹے ہو۔ اس دن

إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ

وہ سب عاجز ہو کر خدا کے سامنے اطاعت کا اقرار پیش کریں گے اور جو بہتان

مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۷﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا

باز دغا کرتے تھے وہ سب ان سے گم ہو جائیگا جنہوں نے کفر کیا اور

وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا

راہ خدا سے روکا ہم انہیں عذابوں پر عذاب بڑھاتے

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۸۸﴾

جائیں گے، یہ بدلہ ہوگا ان کی فتنہ پردازیوں کا،

قیامت کے دن مشرکوں کی جو درگت بنے گی اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ اس دن ہر امت پر اس کا نبی گواہی دیگا کہ اس نے کلام الٰہی انہیں پہنچا دیا تھا پھر کافروں کو عذر معذرت کی بھی اجازت نہ ملے گی کیونکہ ان کا بطلان اور جھوٹ بالکل ظاہر ہے، سورۂ وَالْمُرْسَلَاتْ میں بھی یہی فرمان ہے کہ اس دن نہ وہ بولیں گے نہ انہیں عذر معذرت کی اجازت ملے گی، مشرکین عذابوں کو دیکھیں گے لیکن پھر کوئی کمی نہ ہوگی، ایک ساعت بھی عذاب ہلکا نہ ہوگا نہ انہیں کوئی مہلت ملیگی، اچانک پکڑ لئے جائیں گے جہنم آن موجود ہوگی جو ستر ہزار لگاموں والی ہوگی جس کی ایک لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے اس میں سے ایک گردن نکلے گی جو اس طرح پھن پھنائے گی کہ تمام اہل محشر خوف زدہ ہو کر گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اس وقت جہنم اپنی زبان سے باواز بلند اعلان کرے گی کہ میں ہر ایک اس سرکش ضدی کیلئے مقرر کی گئی ہوں جس نے خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا ہو اور ایسے ایسے کام کئے ہوں چنانچہ وہ کئی قسم کے گنہگاروں کا ذکر کرے گی جیسے کہ حدیث میں ہے پھر وہ ان تمام لوگوں کو لپٹ جائے گی اور میدان محشر میں سے انہیں لپک لے گی جیسے کہ پرند دانہ چگتا ہے جیسے کہ فرمان باری تع ہے اِذَا رَاَتْهُمْ الخ جب کہ وہ دور سے دکھائی دے گی تو اس کا شور و غل کڑکنا بھڑکنا یہ سننے لگیں گے اور جب اس کے تنگ و تار مکان

میں جھونک دیئے جائیں گے تو موت کو پکاریں گے آج ایک، چھوڑ کئی ایک موتوں کو بھی پکاریں تو کیا ہو سکتا ہے؟ اور آیت میں ہے وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ گنہگار جہنم کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ وہ اس میں جھونک دیتے جائیں گے لیکن کوئی بچاؤ نہ دیکھیں گے اور آیت میں ہے لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کاش کافر اس وقت کو جان لیتے جب کہ وہ اپنے چہروں پر سے اور اپنی کمروں پر سے آگ جہنم کو دور نہ کر سکیں گے نہ کسی کو مددگار پائیں گے اچانک عذاب خدا انھیں ہکا بکا کر دیں گے نہ انھیں ان کے دفع کرنے کی طاقت ہوگی نہ ایک منٹ کی مہلت ملے گی، اس وقت ان کے معبودانِ باطل جن کی عمر بھر عبادتیں اور نذریں نیازیں کرتے رہے ان سے بالکل بیزار ہو جائیں گے اور ان کی احتیاج کے وقت انھیں مطلقاً کام نہ آئیں گے انھیں دیکھ کر یہ کہیں گے کہ خدایا یہ ہیں جنھیں ہم دنیا میں پوجتے رہے تو وہ کہیں گے جھوٹے ہو ہم نے کب تم سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر ہماری پرستش کرو؟ اسی کو جناب باری تعم نے فرمایا وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ الخ یعنی اس سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو اُسے قیامت تک جواب نہ دیں بلکہ وہ اُن کے پکارنے سے بھی بے خبر ہوں اور حشر کے دن اُن کے دشمن ہو جانے والے ہوں اور انکی عبادت کا انکار کر جانے والے ہوں اور آیتوں میں ہے کہ اپنا حمایتی اور باعث عزت جان کر جنھیں یہ پکارتے رہے وہ تو اُن کی عبادتوں کے منکر ہو جائیں گے اور اُن کے مخالف بن جائیں گے خلیل اللہؑ نے بھی یہی فرمایا کہ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُ بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ الخ یعنی قیامت کے دن ایک دوسرے کے منکر ہو جائیں گے اور آیت میں ہے کہ انھیں قیامت کے دن حکم ہوگا کہ اپنے شریکوں کو پکارو الخ اور بھی اس مضمون کی بہت سی آیتیں کلام اللہ میں موجود ہیں، اس دن سب کے سب مسلمان تابع فرمان ہو جائیں گے جیسے فرمان ہے اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا، یعنی جس دن یہ ہمارے پاس آئیں گے اس دن خوب ہی سنتے دیکھتے بن جائیں گے اور آیت میں ہے: وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِهِمْ الخ تو دیکھے گا کہ اس دن گنہگار لوگ اپنے سر جھکاتے کھڑے ہونگے کہ خدایا ہم نے دیکھ سن لیا الخ اور آیت میں ہے کہ سب چہرے اس دن خدائے حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے تابع اور مطیع ہوں گے زیر فرمان ہوں گے اُن کے سارے بہتان افترا جاتے رہیں گے ساری چالاکیاں ختم ہو جائیں گی کوئی ناصر و مددگار کھڑا نہ ہوگا۔ جنھوں نے کفر کیا انھیں اُن کے کفر کی سزا ہوگی اور اپنے کفر میں اوروں کو گھسیٹنے کی اور ڈبل سزا ہوگی یہ وہ ہیں جو خود بھی دور بھاگتے تھے اور دوسروں کو بھی حق سے دور بھگاتے رہتے تھے دراصل وہ آپ ہی ہلاکت کے دلدل میں پھنس رہے تھے لیکن تھے بیوقوف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے عذاب کے بھی درجے ہوں گے جس طرح مومنوں کے جزا کے درجے ہوں گے جیسے فرمانِ خداوندی ہے لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ وہ ہر ایک کے لئے دوہرا ہے لیکن تمھیں علم نہیں، ابو یعلیٰ میں حضرت عبداللہ رض سے مروی ہے کہ عذابِ جہنم کے ساتھ ہی زہریلے سانپوں کا ڈسنا بڑھ جائے گا جو اتنے بڑے بڑے ہوں گے جتنے بڑے کھجور کے درخت ہوتے ہیں ابن عباس رض سے مروی ہے کہ عرش تلے سے پانچ نہریں آتی ہیں جن سے جہنمیوں کو عذاب ہوگا رات کو بھی اور دن کو بھی۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا
جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ
عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا
کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
بنا کر لائیں گے، اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً
جو ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت

وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع

اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے ۔

اللہ تعالیٰ اپنے محترم رسول ﷺ سے خطاب کر کے فرما رہا ہے کہ اس دن کو یاد کر اور اس دن جو تیری شرافت و کرامت ہونیوالی ہے اس کا بھی ذکر کر یہ آیت بھی ویسی ہی ہے جیسی سورۂ نساء کے شروع کی آیت فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ یعنی کیونکر گزرے گی جب کہ ہم ہر اُمّت میں سے گواہ لائیں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔ حضور ﷺ نے ایک بار حضرت ابنِ مسعود رضؓ سے سورۂ نساء پڑھوائی جب وہ اس آیت تک پہنچے تو آپؐ نے فرمایا بس کر کافی ہے ابن مسعود رضؓ نے دیکھا کہ اس وقت آپؐ کی آنکھیں اشکبار تھیں صلی اللہ علیہ وسلم، پھر فرماتا ہے اس ہماری اتاری ہوئی کتاب میں ہم نے تیرے سامنے سب کچھ بیان فرما دیا ہے ہر علم اور ہر شئے اس قرآن میں ہے ہر حلال و حرام ہر ایک نافع علم ہر بھلائی گزشتہ کی خبریں آئندہ کے واقعات دین و دنیا معاش و معاد سب کے ضروری احکام و افعال اس میں موجود ہیں یہ دلوں کی ہدایت ہے یہ رحمت ہے، یہ بشارت ہے، امام اوزاعی رحؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب سنتِ رسول ﷺ کو ملا کر ہر چیز کا بیان ہے اس آیت کو اوپر والی آیت سے تعلق غالباً یہ ہے کہ جس نے تجھ پر اس کتاب کی تبلیغ فرض کی ہے اور اُسے نازل فرمایا ہے وہ قیامت کے دن تجھ سے اس کی بابت سوال کرنے والا ہے جیسے فرمان ہے کہ امتوں اور رسولوں سے سب سے سوال ہوگا واللہ ہم سب سے اُن کے اعمال کی بازپرس کریں گے رسولوں کو جمع کر کے اُن سے سوال ہوگا کہ تمہیں کیا جواب ملا ؟ وہ کہیں گے کوئی علم نہیں تو علام الغیوب ہے اور آیت میں ہے إِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ إِلٰى مَعَادٍ یعنی جس نے تجھ پر تبلیغ قرآن فرض کی ہے وہ تجھے قیامت کے دن اپنے پاس لوٹا کر اپنے سونپے ہوئے فریضے کی بابت تجھ سے پرسش کرنیوالا ہے۔ یہ ایک قول بھی اس آیت کی تفسیر میں ہے اور ہے بھی معقول اور عمدہ ۔

۱۲ ع ۶ ۱۸

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَ

اللہ تعالیٰ عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں

إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ

کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں اور

الْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾

ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے وہ آپ تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے بندوں کو عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے اور سلوک و احسان کی رہنمائی کرتا ہے گو بدلہ لینا بھی جائز ہے جیسے آیت وَإِنْ عَاقَبْتُمْ الخ فرمایا کہ اگر بدلہ لو تو برابر برابر کا بدلہ لے سکتے ہو لیکن اگر صبر و سہار کر لو تو کیا ہی کہنا ہے یہ بڑی مردانگی کی بات ہے اور آیت میں فرمایا اس کا اجر خدا کے ہاں ملیگا اور آیت میں ہے زخموں کا قصاص ہے لیکن جو درگذر کر جائے اس کے گناہوں کی معافی ہے پس عدل تو فرض اور احسان نفل کلمۂ توحید کی شہادت بھی عدل ہے ظاہر باطن کی یکرنگی بھی عدل ہے اور احسان یہ ہے کہ باطن کی صفائی ظاہر سے بھی زیادہ ہو، اور فحشاء اور منکر یہ ہے کہ باطن میں کھوٹ ہو اور ظاہر میں بناوٹ ہو وہ صلۂ رحمی کا بھی حکم دیتا ہے جیسے صاف لفظوں میں ارشاد ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ، رشتہ داروں کو مسکینوں کو مسافروں کو اُن کا حق دو اور اسراف و بے جا نہ اڑاؤ، محرمات سے وہ تمہیں روکتا ہے، برائیوں سے وہ منع کرتا ہے ظاہری و باطنی تمام برائیاں حرام ہیں لوگوں پر ظلم و زیادتی حرام ہے حدیث میں ہے کہ کوئی گناہ ظلم و زیادتی و قطع رحمی سے بڑھ کر ایسا نہیں کہ دنیا میں بھی جلد ہی اس کا بدلہ ملے اور آخرت میں سخت پکڑ ہو اللہ کے یہ احکام اور یہ روکیں تمہاری نصیحت کیلئے ہیں ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں جامع تر

آیت سارے قرآن کی سورۃ نحل میں یہ آیت ہے قتادہؒ فرماتے ہیں جو اچھی عادتیں ہیں ان کا حکم قرآن نے دیا ہے اور جو بُری خصلتیں لوگوں میں ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے بدخلقی اور برائی سے اُسے ممانعت کردی ہے حدیث شریف میں ہے بہترین اخلاق اللہ کو پسند ہیں اور بدخلقی کو وہ مکروہ رکھتا ہے اکثم بن صیفی کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اطلاع ہوئی تو اس نے خدمت نبوی میں حاضر ہونے کی ٹھان لی لیکن اس کی قوم اس کے سر ہو گئی اور اُسے رُوک لیا اس نے کہا اچھا مجھے نہیں جانے دیتے تو قاصد لاؤ جنھیں میں وہاں بھیجوں دو شخص اس خدمت کی انجام دہی کے لئے تیار ہوئے یہاں آکر انھوں نے کہا کہ ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں اور کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کا رسول پھر آپ نے یہی آیت انھیں پڑھ کر سُنائی انھوں نے کہا دوبارہ پڑھئے آپ نے پھر پڑھی یہاں تک کہ انھوں نے یاد کرلی پھر واپس جاکر اکثم کو سب خبر دی اور کہا اپنے نسب پر اس نے کوئی فخر نہیں کیا صرف اپنا اور اپنے والد کا نام بتا دیا لیکن ہیں وہ بڑے نسب والے مُضر میں اعلیٰ خاندان سے ہیں اور پھر یہ کلمات ہمیں تعلیم فرماتے جو آپکی زبانی ہم نے سُنے یہ سُن کر اکثم نے کہا کہ وہ تو بڑی اچھی اور اعلیٰ باتیں سکھاتے ہیں اور بُری اور سفلی باتوں سے روکتے ہیں میرے قبیلے کے لوگو! تم اسلام کی طرف سبقت کرو تاکہ تم دوسروں پر سرداری کرو اور دوسروں کے ہاتھوں میں دُم بن کر نہ رہ جاؤ اس آیت کے شان نزول میں ایک حسن حدیث مسند امام احمد میں وارد ہوئی ہے ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اپنی انگنائی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عثمان بن مظعون آپ کے پاس سے گذرا آپ نے فرمایا بیٹھتے نہیں ہو؟ وہ بیٹھ گیا آپؐ اس کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کر رہے تھے کہ حضورؐ نے دفعتاً اپنی نظریں آسمان کی جانب اٹھائیں کچھ دیر اوپر ہی کو دیکھتے رہے پھر نگاہیں آہستہ آہستہ نیچی کیں اور اپنی دائیں جانب زمین کی طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف آپؐ نے رُخ بھی کر لیا اور اس طرح سر ہلانے لگے گویا کسی سے کچھ سمجھ رہے ہیں اور کوئی آپ سے کچھ کہہ رہا ہے تھوڑی دیر تک یہی حالت طاری رہی پھر آپؐ نے نگاہیں اونچی کرنی شروع کیں یہاں تک کہ آسمان تک آپ کی نگاہیں پہنچیں پھر آپ ٹھیک ٹھاک ہو گئے اور اسی پہلی بیٹھک پر عثمان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے وہ یہ سب دیکھ رہا تھا اس سے صبر نہ ہو سکا پوچھا کہ حضرت آپ کے پاس کئی بار بیٹھنے کا اتفاق ہوا لیکن آج جیسا سین تو کبھی نہیں دیکھا آپ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ کہا یہ کہ آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر نیچی کر لی اور اپنے دائیں طرف دیکھنے لگے اور اسی طرف گھوم کر بیٹھ گئے مجھے چھوڑ دیا پھر اس طرح سر ہلانے لگے جیسے کوئی آپ سے کچھ کہہ رہا ہو اور آپ اسے اچھی طرح سُن سمجھ رہے ہوں آپ نے فرمایا اچھا تم نے یہ سب کچھ دیکھا! اس نے کہا برابر دیکھتا ہی رہا، آپ نے فرمایا میرے پاس خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ وحی لے کر آیا تھا اس نے کہا خدا کا بھیجا ہوا؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں خدا کا بھیجا ہوا، پوچھا پھر اُس نے آپ سے کیا کہا؟ آپ نے یہی آیت پڑھ سُنائی، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں اسی وقت میرے دل میں ایمان بیٹھ گیا اور حضورؐ کی محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا، اور روایت میں حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ میں حضورؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا جو آپ نے اپنی نگاہیں اوپر کو اُٹھائیں اور فرمایا جبرئیل عؑ میرے پاس آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اس آیت کو اس سورت کی اس جگہ رکھوں یہ روایت بھی صحیح ہے واللہ اعلم ÷ ÷ ÷

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا

پورا کرو اللہ کے عہد کو جب کہ تم عہد کرو

تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ

قسموں کو ان کی پختگی کے بعد توڑا نہ کرو باوجود یکہ

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ

تم خدا کو اپنا ضامن ٹھیرا چکے ہو تم

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

جو کچھ کرتے ہو اللہ تعہ اس کو بخوبی جان رہا ہے، اور اس

تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ

عورت کی طرح نہ ہوجاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد

قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ

ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا، کہ ٹھیراؤ تم اپنی قسموں کو

دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ

آپس کے مکر کا باعث اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے

اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ

بڑھا چڑھا ہو جائے بات صرف یہی ہے کہ اس زیادتی سے اللہ تمہیں آزما رہا ہے

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ

یقیناً اللہ تعہ قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کر دیگا

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

جس میں تم اختلاف کر رہے تھے،

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ عہد و پیمان کی حفاظت کریں قسموں کو نبھائیں توڑیں نہیں، یہاں قسموں کو نہ توڑنے کی تاکید کی اور آیت میں فرمایا کہ اپنی قسموں کا نشانہ خدا کو نہ بناؤ اس سے بھی قسموں کی حفاظت کرانا مقصود ہے اور آیت ہے کہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے قسموں کی پوری حفاظت کرو، پس آیتوں میں یہ حکم ہے اور صحیحین کی حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ کہیں جس چیز پر قسم کھاؤں پھر اس کے خلاف میں بہتری دیکھوں تو انشاءاللہ تعالیٰ ضرور اس نیک کام کو کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدوں گا، تو مندرجہ بالا آیتوں اور حدیثوں میں کچھ فرق نہ سمجھا جائے وہ قسمیں اور عہد و پیمان جو آپس کے معاہدے اور وعدے کے طور پر ہوں ان کا پورا کرنا تو بیشک بے حد ضروری ہے اور جو قسمیں رغبت دلانے روکنے کے لئے زبان سے نکل جائیں وہ بیشک کفارہ دے کر لوٹ سکتی ہیں، پس اس آیت میں مراد جاہلیت کے زمانے جیسی قسمیں ہیں چنانچہ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسلام میں دو جماعتوں کی آپس میں ایک رہنے کی قسم کوئی چیز نہیں ہاں جاہلیت میں ایسی امداد و اعانت کی جو قسمیں آپس میں ہو چکی ہیں اسلام اُن کو اور مضبوط کرتا ہے۔

اس حدیث کے پہلے جملے کے یہ معنی ہیں کہ اسلام قبول کرنیکے بعد اب اس کی ضرورت نہیں کہ ایک برادری والے دوسری برادری والوں سے عہد و پیمان کریں کہ ہم تم ایک ہیں راحت رنج میں شریک ہیں وغیرہ، کیونکہ رشتۂ اسلام تمام مسلمانوں کو ایک برادری کر دیتا ہے، مشرق کے مسلمان ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار ہیں بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت انس رض کے گھر میں رسول کریم علیہ افضل والتسلیم نے انصار و مہاجرین میں قسما قسمی کرائی اس سے یہ ممنوع بھائی بندی مراد نہیں یہ تو بھائی چارہ تھا جس کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے، آخر میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ورثہ قریبی رشتہ داروں سے مخصوص ہوگیا کہتے ہیں اس فرمان خدا سے مطلب ان مسلمانوں کو اسلام پر جمے رہنے کا حکم دیتا ہے جو حضورم کے ہاتھ پر بیعت کرکے اسلام کے احکام کی پابندی کا اقرار کرتے تھے تو انہیں فرماتا ہے کہ ایسی تاکیدی قسم اور پورے عہد کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ محمدیوں کی جماعت کی کمی اور مشرکوں کی جماعت کی کثرت دیکھ کر تم اسے توڑ دو، مسند احمد میں ہے کہ جب یزید بن معاویہ رض کی بیعت لوگ توڑنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمر رض نے اپنے تمام گھرانے کے لوگوں کو جمع کیا اور خدا کی تعریف کرکے امّا بعد کہہ کر فرمایا کہ ہم نے یزید کی بیعت اللہ تعہ و رسول م کی بیعت پر کی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ہر غدار کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور اعلان کیا جائیگا

یہ غدار ہے فلاں بن فلاں کا اللہ تعہ کے ساتھ شریک کرنے بعد سب سے بڑا اور سب سے بُرا غدر یہ ہے کہ اللہ تعہ اور رسولؐ کی بیعت کسی کے ہاتھ پر کر کے پھر توڑ دینا یاد رکھو تم میں سے کوئی یہ بُرا کام نہ کرے اور اس بارے میں حدت نہ بڑھے اور نہ تجھ میں اور اس میں جدائی ہے، مسند احمد میں ہے، حضورؐ فرماتے ہیں جو شخص کسی مسلمان بھائی سے کوئی شرط کرے اور اسے پورا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ مثل اس شخص کے ہے جو اپنے پڑوسی کو امن دینے کے بعد بے پناہ چھوڑ دے، پھر انھیں دھمکاتا ہے جو عہد و پیمان کی حفاظت نہ کریں کہ ان کے اس فعل سے خدا تعالیٰ علیم و خبیر ہے ۔

مکہ میں ایک عورت تھی جس کی عقل میں فتور تھا سُوت کاتنے کے بعد ٹھیک ٹھاک اور مضبوط ہو جانے کے بعد بیجہ توڑ تاڑ کر پھر ٹکڑے کر دیتی تو یہ مثال ہے اس کی جو اس عہد کو مضبوط کر کے پھر توڑ دے یہی بات ٹھیک ہے اب اسے جانے دیجئے کہ واقعہ میں کوئی ایسی عورت تھی بھی یا نہیں جو یہ کرتی ہو یہاں تو صرف مثال مقصود ہے اَنْکَاثًا کے معنی ٹکڑے ٹکڑے، ممکن ہے کہ یہ نَقَضَتْ غَزْلَہَا کا اسم مصدر ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بدل ہو کَانَ کی خبر کا، یعنی انکاث نہ ہو جمع نکث کی ناکث سے، پھر فرماتا ہے کہ قسموں کو مکر و فریب کا ذریعہ نہ بناؤ کہ اپنے سے بڑوں کو اپنی قسموں سے اطمینان دلاؤ اور اپنی ایمانداری اور نیک نیتی کا سکہ بٹھا کر پھر غداری اور بے ایمانی کر جاؤ ان کی کثرت دیکھ کر جھوٹے وعدے کر کے صلح کر لو اور پھر موقع پا کر لڑائی شروع کر دو ایسا نہ کرو پس جب کہ اس حالت میں بھی عہد شکنی حرام کر دی تو اپنے غلبے اور اپنی کثرت کے وقت تو بطور اولیٰ حرام ہوئی۔ بحمد للہ ہم سورۂ انفال میں حضرت معاویہؓ کا قصہ لکھ آئے ہیں کہ ان میں اور شاہِ روم میں ایک مدت تک کے لئے صلح نامہ ہو گیا تھا اس مدت کے خاتمے کے قریب آپ نے مجاہدین کو سرحدِ روم کی طرف روانہ کئے کہ وہ سرحد پر پڑاؤ ڈالیں اور مدت کے ختم ہوتے ہی دھاوا کر دیں تاکہ رومیوں کو تیاری کا موقع نہ ملے جب حضرت عمر بن عتبہؓ کو یہ خبر ہوئی تو آپ امیرالمومنین حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ اکبر اے معاویہؓ عہد پورا کرو غدر اور بدعہدی سے بچو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس قوم سے عہد معاہدہ ہو جائے تو جب تک کہ مدت صلح ختم نہ ہو جائے کوئی گرہ کھولنے کی بھی اجازت نہیں یہ سنتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو واپس بلوا لیا۔ اربیٰ سے مراد اکثر ہے، اس جملے کا یہ بھی مطلب ہے کہ دیکھا کہ دشمن قوی اور زیادہ ہے صلح کر لی اور اس صلح کو ذریعہ فریب بنا کر انھیں غافل کر کے چڑھ دوڑے اور یہ بھی مطلب ہے کہ ایک قوم سے معاہدہ کر لیا پھر دیکھا کہ دوسری قوم ان سے زیادہ قوی ہے اس سے معاملہ کر لیا اور اگلے معاہدہ کو توڑ دیا یہ سب منع ہے، اس کثرت سے اللہ تمھیں آزماتا ہے یا یہ کہ اپنے اس حکم سے یعنی پابندیٔ وعدہ کے حکم سے اللہ تعہ تمھاری آزمائش کرتا ہے اور تم میں صحیح فیصلے قیامت کے دن وہ آپ کر دیگا۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دیگا نیکوں کو نیک بدوں کو بد ۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
اگر خدا تعہ چاہتا تم سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا
وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ
لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے
يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اس کی بازپرس کی جانیوالی ہے تم اپنی قسموں کو
وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ
آپس کی دغابازی کا بہانہ نہ بناؤ پھر تو تمہارے قدم اپنی مضبوطی کے
فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
بعد ڈگمگا جائیں گے اور تمھیں سخت سزا برداشت کرنی پڑیگی کیونکہ
السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
تم نے راہِ خدا تعالیٰ سے روک دیا، اور تمھیں

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا

بڑا سخت عذاب ہوگا، تم نے عہد خدا کو تھوڑی مول کو بدلے

بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ

نہ بیچ دیا کرو یاد رکھو خدا کے پاس کی چیز ہی تمھارے لئے

خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا

بہتر ہے بشرطیکہ تم ہیں علم ہو، تمھارے پاس جو کچھ ہے

عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط وَ

سب فانی ہے اور اللہ تعہ کے پاس جو کچھ ہے باقی ہے صبر کرنیوالوں کو

لَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ

ہم ان کو بھلے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

عطا فرمائیں گے ؞

اگر اللہ چاہتا تو دنیا بھر کا ایک ہی مذہب و مسلک ہوتا جیسے فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً یعنی اللہ تعہ کی چاہت ہوتی تو اے لوگو تم سب کو وہ ایک ہی گروہ کر دیتا اور آیت میں ہے کہ اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین کے سب لوگ باایمان ہی ہوتے یعنی ان میں موافقت یگانگت ہوتی، اختلاف، بغض بالکل نہ ہوتا، تیرا رب قادر ہے کہ اگر چاہے سب لوگوں کو ایک ہی اُمت کر دے لیکن یہ تو مختلف ہی رہیں گے مگر جن پر تیرے رب کا رحم ہو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے ہدایت و ضلالت اسی کے ہاتھ ہے قیامت کے دن وہ حساب لیگا پوچھ گچھ کریگا اور چھوٹے بڑے نیک بد کل اعمال کا بدلہ دے گا پھر مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ قسموں کو عہد و پیمان کو مکاری کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ ثابت قدمی کے بعد پھسل جاؤ گے جیسے کوئی سیدھی راہ سے بھٹک جائے اور تمہارا یہ کام اوروں کو راہِ خدا سے رکنے کا سبب بن جائیگا جس کا بدترین وبال تم پر پڑیگا کیونکہ کفار جب دیکھیں گے کہ مسلمانوں نے عہد کر کے توڑ دیا وعدے کا خلاف کیا تو انھیں دین کی ساتھ وثوق اور اعتماد نہ رہیگا پس وہ اسلام کو قبول کرنے سے رک جائیں گے اور ان کے اس رکنے کے باعث چونکہ تم بنو گے اس لئے تمہیں بڑا عذاب ہوگا اور سخت سزا دیجائے گی، خدا کو بیچ میں رکھ کر جو وعدے کرو اس کی قسمیں کھا کر جو عہد و پیمان ہوں انھیں دنیوی لالچ سے توڑ دینا بدل دینا تم پر حرام ہے گو ساری دنیا حاصل ہو جائے تاہم اس حرمت کے مرتکب نہ ہو، کیونکہ دُنیا ہیچ ہے خدا کے پاس جو ہے وہی بہتر ہے اس جزا اور ثواب کی امید رکھو، جو اللہ کی اس بات پر یقین رکھے اسی کا طالب رہے اور حکم خدا کی پابندی کے ماتحت اپنے وعدوں کی نگہبانی کرے اس کے لئے جو اجر و ثواب خدا کے پاس ہے وہ ساری دُنیا سے بہت زیادہ اور بہت بہتر ہے اسے اچھی طرح جان لو نادانی سے الیسا نہ کرو کہ ثواب آخرت ضائع ہو جائے بلکہ لینے کے دینے پڑ جائیں، سنو! دنیا کی نعمتیں زائل ہونیوالی ہیں اور آخرت کی نعمتیں لازوال اور ابدی ہیں، مجھے قسم ہے جن لوگوں نے دنیا میں صبر کیا ہیں انھیں قیامت کے دن ان کے بہترین اعمال کا نہایت اعلیٰ صلہ عطا فرماؤں گا اور انھیں بخش دوں گا ؞

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت ہو

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً

لیکن ہو باعمل تو ہم اُسے یقیناً نہایت بہتر زندگی

طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ

عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾

بھی ہم انھیں ضرور ضرور دیں گے ؞

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ اپنے ان بندوں سے جو اپنے دل میں خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان کامل رکھیں، اور کتاب و سنت کی تابعداری کے ماتحت نیک اعمال کریں وعدہ کرتا ہے کہ وہ انھیں دنیا میں بھی بہترین اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائیگا

عمدگی سے ان کی عمر بسر ہو گی خواہ وہ مرد ہوں خواہ عورتیں ہوں ساتھ ہی انھیں اپنے پاس دار آخرت میں بھی ان کی نیک اعمالیوں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا، دنیا میں پاک اور حلال روزی قناعت خوش نفسی سعادت پاکیزگی عبادت کا لطف اطاعت کا مزہ دل کی ٹھنڈک سینے کی کشادگی سب ہی کچھ خدا کی طرف سے ایماندار نیک اعمال کو عطا ہوتی ہے چنانچہ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس نے فلاح حاصل کر لی جو مسلمان ہو گیا اور برابر سرابر روزی دیا گیا اور جو ملا اس پر قناعت نصیب ہوئی، اور حدیث میں ہے جسے اسلام کی راہ دکھائی گئی اور جسے پیٹ پالنے کا ٹکڑا میسر ہو گیا اور خدا نے اس کے دل کو قناعت سے بھر دیا اس نے نجات پالی (ترمذی) صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اُسے دیتا ہے ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھا لیتا ہے، آخرت کے لئے اس کے ہاتھ میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی ؛؛

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ

قرآن پڑھنے کے وقت راندھے ہوئے شیطان سے

بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۹۸) اِنَّهٗ

خدا کی پناہ طلب کر لیا کر ایمان والوں

لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۹۹)

اس کا ذرہ مطلقاً نہیں چلتا

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ

ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (۱۰۰) ع ۱۳ ۱۱

اور اُسے خدا کا شریک ٹھیرائیں ؛ 19

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اپنے مومن بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے وہ اعوذ پڑھ لیا کریں، یہ حکم فرضیت کے طور پر نہیں ہے، ابن جریر وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اعوذ کی پوری بحث مع معنی وغیرہ کے ہم اپنی اس تفسیر کے شروع میں لکھ آتے ہیں فالحمد للہ اس حکم کی مصلحت یہ ہے کہ قاری قرآن خلط ملط ہو جانے غور و فکر سے رُک جانے اور شیطانی وسوسوں کے آنے سے بچ جاتے اسی لئے جمہور کہتے ہیں کہ قرآت شروع کرنے سے پہلے اعوذ پڑھ لیا کرے کسی کا قول یہ بھی ہے کہ ختم قرآت کے بعد پڑھے ان کی دلیل یہی آیت ہے لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے اور حدیثوں کی دلالت بھی اسی پر ہے واللہ اعلم ؛

پھر فرماتا ہے کہ ایماندار متوکلین کو وہ ایسے گناہوں میں پھانس نہیں سکتا جن سے وہ توبہ ہی نہ کریں اس کی کوئی حجت ان کے سامنے چل نہیں سکتی، یہ مخلص بندے اس کے گھیرے مکر سے محفوظ رہتے ہیں ؛ ہاں جو اس کی اطاعت کریں اس کے کہے میں آجائیں اُسے اپنا دوست اور حامی ٹھیرالیں اسے خدا کی عبادتوں میں شریک کرنے لگیں اُن پر تو یہ چھا جاتا ہے، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ "ب" کو سببیۃ بتلائیں یعنی وہ اس کی فرمانبرداری کے باعث خدا کے ساتھ شرکت کرنے لگ جائیں یہ معنی بھی ہیں کہ وہ اُسے اپنے مال میں اپنی اولاد میں شریک خدا ٹھرالیں ؛ ؛

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ

جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور جو کچھ

اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

خدا تعالیٰ نازل فرماتا ہے اُسے وہ خوب جانتا ہو تو یہ کہتے ہیں کہ تو تو

مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۰۱)

بہتان باز ہے، بات یہ ہے کہ اُن کے اکثر جانتے ہی نہیں،

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ

کہدے کہ اسے تیرے رب کی طرف سے جبرئیل حق کے ساتھ لے کر

بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى

آئے ہیں تاکہ ایمان والوں کو خداتعالیٰ استقامت اور ہدایت عطا فرماتے

وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾

اور مسلمانوں کی رہنمائی اور بشارت کے لئے۔

مشرکوں کی کم عقلی بے ثباتی اور بے یقینی کا بیان ہو رہا ہے کہ انہیں ایمان کیسے نصیب ہو! یہ تو ازلی بدنصیب ہیں ناسخ منسوخ سے احکام کی تبدیلی دیکھ کر بکنے لگتے ہیں کہ لو صاحب ان کا بہتان کھل گیا اتنا نہیں جانتے کہ قادر مطلق خدا جو چاہے کرے جو ارادہ کرے حکم دے، ایک حکم کو اٹھادے دوسرے کو اس کی جگہ رکھدے جیسے آیت مَا نَنْسَخْ الخ میں فرمایا ہے، پاک روح یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے خدا کی طرف سے حقانیت و صداقت کے لئے و انصاف کے ساتھ لے کر تیری جانب آتے ہیں تاکہ ایماندار ثابت قدم ہو جائیں اب اترا مانا پھر اترا پھر مانا ان کے دل رب کی طرف جھکتے رہیں تازہ تازہ کلام خدا سنتے رہیں، مسلمانوں کے لئے ہدایت و بشارت ہو جاتے خدا اور رسول خدا کے ماننے والے راہ یافتہ ہو کر خوش ہو جائیں ؞

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا

ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ اسے تو

يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ

ایک آدمی سکھاتا ہے، اس کی زبان جس کی طرف

إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ

یہ نسبت کر رہے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف

عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾

عربی زبان میں ہے۔

کافروں کی ایک بہتان بازی بیان ہو رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسے یہ قرآن ایک انسان سکھاتا ہے، قریش کے کسی قبیلے کا ایک عجمی غلام تھا صفا پہاڑی کے پاس خرید و فروخت کیا کرتا تھا حضور کبھی کبھی اس کے پاس بیٹھ جایا کرتے تھے اور کچھ باتیں کر لیا کرتے تھے یہ شخص صحیح عربی زبان بولنے پر قادر بھی نہ تھا، ٹوٹی پھوٹی زبان میں بمشکل اپنا مطلب ادا کر لیا کرتا تھا، اس افتراء کا جواب جناب باری تعالیٰ دیتا ہے کہ وہ کیا سکھائے گا جو خود بولنا نہیں جانتا عجمی زبان کا آدمی ہے اور یہ قرآن تو عربی زبان میں ہے پھر فصاحت و بلاغت والا کمال و سلاست والا عمدہ اور اعلیٰ پاکیزہ اور بامعنی مطلب الفاظ واقعات میں سب سے نرالا بنی اسرائیلی آسمانی کتابوں سے بھی منزلت اور رفعت والا، وقعت و عزت والا، تم میں اگر ذرا سی عقل ہوتی تو یوں ہتھیلی پر چراغ رکھ کر چوری کرنے کو نہ نکلتے ایسا جھوٹ نہ بکتے جو بے وقوفوں کے ہاں بھی نہ چل سکے، سیرتِ ابن اسحاق میں ہے کہ ایک نصرانی غلام جسے جبر کہا جاتا تھا جو بنی حضرمی قبیلے کے کسی شخص کا غلام تھا اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروہ کے پاس بیٹھ جایا کرتے تھے اس پر مشرکین ڈاڑتی کہ یہ قرآن اسی کا سکھایا ہوا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری، کہتے ہیں کہ اس کا نام یعیش تھا، ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ مکہ میں ایک لوہار تھا جس کا نام بلعام تھا یہ عجمی شخص تھا اسے حضور تعلیم دیتے تھے تو آپ کا اس کے پاس آنا جانا دیکھ کر قریش مشہور کرنے لگے کہ یہی شخص آپ کو کچھ سکھاتا ہے اور آپ اسے کلام اللہ کے نام سے اپنے صحابہ میں سکھاتے ہیں کسی نے کہا ہے مراد اس سے سلمان فارسیؓ ہیں، لیکن یہ قول تو نہایت بودا ہے، کیونکہ حضرت سلمانؓ تو مدینے میں آپ سے ملے اور یہ آیت مکہ میں اتری ہے، عبید اللہ بن مسلم کہتے ہیں ہمارے دو کافی آدمی روم کے رہنے والے تھے جو اپنی زبان میں اپنی کتاب پڑھتے تھے حضور کبھی آتے جاتے کبھی

ان کے پاس کھڑے ہو کر سُن لیا کرتے اس پر مشرکین نے اڑا دیا کہ انھیں سے آپؐ قرآن سیکھتے ہیں، اس پر یہ آیت اتری سعید بن مسیب رحمہ فرماتے ہیں مشرکین میں سے ایک شخص تھا جو وحی لکھا کرتا تھا اس کے بعد وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اور یہ بات گھڑی خدا کی لعنت اس پر ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے
لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ
انھیں خدا کی طرف سے کبھی رہنمائی نہیں ہوتی اور انکے لئے المناک
اَلِيْمٌ (١٠٤) اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ
عذاب ہیں، جھوٹ افترا تو وہی باندھتے ہیں جنہیں
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ج
اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا یہی لوگ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (١٠٥)
جھوٹے ہیں ۔

جو خدا کے ذکر سے منھ موڑے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے غفلت کرے خدا کی باتوں پر ایمان لانے کا قصد ہی نہ کرے ایسے لوگوں کو خدا بھی دور ڈال دیتا ہے انھیں دین حق کی توفیق ہی نہیں ہوتی، آخرت میں سخت دردناک عذابوں میں پھنستے ہیں، پھر فرمایا کہ یہ رسول سلامؑ علیہ خدا پر جھوٹ افترا باندھنے والے نہیں یہ کام تو بدترین مخلوق کا ہے جو ملحد و کافر ہوں ان کا جھوٹ لوگوں میں مشہور ہوتا ہے اور آنحضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تو تمام مخلوق سے بہتر و افضل دین دار خدا شناس سچوں کے سچے ہیں، سب سے زیادہ کمال علم و ایمان و عمل و نیکی میں آپؐ کو حاصل ہے، سچائی میں بھلائی میں یقین میں معرفت میں آپؐ کا ثانی کوئی نہیں ان کافروں سے پوچھ لو یہ بھی آپؐ کی صداقت کے قائل ہیں آپؐ کی امانت کے مداح ہیں، آپؐ ان میں محمدؐ امین کے ممتاز لقب سے مشہور و معروف ہیں شاہ روم ہرقل نے جب ابوسفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہت سے سوالات کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے تم نے اُسے کبھی جھوٹ کی طرف نسبت کی ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا کبھی نہیں، اس پر شاہ نے کہا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک وہ شخص جس نے دنیوی معاملات میں لوگوں کے بارے میں کبھی بھی جھوٹ کی گندگی سے اپنی زبان خراب نہ کی ہو وہ خدا پر جھوٹ باندھنے لگے ۔۔۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا
جو شخص اپنے ایمان کے بعد خدا سے کفر کرے بجز اس کے
مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ
جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو
وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا
مگر جو کوئی کھلے دل سے کفر کرے تو
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ
ان پر عذاب خدا ہے، اور انہی کے لئے بہت
عَذَابٌ عَظِيْمٌ (١٠٦) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ
بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے
اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
دُنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھتے
وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (١٠٧)
یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ
یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے
وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ
هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (١٠٨) لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ
غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ
فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (١٠٩)
آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں،

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان کے بعد کفر کریں دیکھ کر اندھے ہو جائیں پھر کفر پر ان کا سینہ کھل جائے اس پر اطمینان کر لیں، یہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوتے ہیں کہ ایمان کا علم حاصل کر کے پھر اس سے پھر گئے اور انھیں آخرت میں بڑے بھاری عذاب ہوں گے، کیونکہ انھوں نے آخرت بگاڑ کر دنیا کی محبت کی اور اسلام پر مرتد ہو گئے کو ترجیح دی صرف دنیا طلبی کی وجہ سے، چونکہ ان کے دل ہدایتِ حق سے خالی تھے، خدا کی طرف سے ثابت قدمی انھیں نہ ملی، دلوں پر مہریں لگ گئیں نفع کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی، کان اور آنکھیں بھی بیکار ہو گئیں نہ حق سن سکیں نہ دیکھ سکیں پس کسی چیز نے انھیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور اپنے انجام سے غافل ہو گئے یقیناً ایسے لوگ قیامت کے دن اپنا اور اپنے والوں کا نقصان کرنے والے ہیں پہلی آیت کے درمیان جن لوگوں کا استثناء کیا ہے یعنی وہ جن پر جبر کیا جائے اور ان کے دل ایمان پر جمے ہوتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو بہ سبب مار پیٹ اور ایذاؤں کے مجبور ہو کر زبان سے مشرکوں کی موافقت کریں لیکن ان کا دل وہ نہ کہتا ہو بلکہ دل میں خدا پر اور اس کے رسول پر کامل اطمینان کے ساتھ پورا ایمان ہو، ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں اتری ہے جب کہ آپ کو مشرکین نے عذاب کرنا شروع کیا جب تک کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کریں پس با دلِ ناخواستہ مجبوراً اور کرہاً آپ نے اُن کی موافقت کی پھر اللہ کے نبیؐ کے پاس آکر عذر بیان کرنے لگے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، شعبی قتادہ اور ابو مالکؒ بھی یہی کہتے ہیں، ابن جریر میں ہے کہ مشرکوں نے آپ کو پکڑا اور عذاب دینے شروع کئے یہاں تک کہ آپ ان کے ارادوں کے قریب ہو گئے پھر حضور علیہ السلام کے پاس آکر اس کی شکایت کرنے لگے تو آپؐ نے پوچھا تم اپنے دل کا حال کیسا پاتے ہو؟ جواب دیا کہ وہ تو ایمان پر مطمئن ہے جما ہوا ہے آپؐ نے فرمایا اگر وہ پھر لوٹیں تو تم بھی لوٹنا، بیہقی میں اس سے بھی زیادہ تفصیل سے ہے اس میں ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا اور اُن کے معبودوں کا ذکر خیر سے کیا پھر آپؐ سے آکر اپنا یہ دُکھ بیان کیا کہ یا رسول اللہؐ میں عذابوں سے نہ چھوڑا گیا جب تک کہ میں نے آپ کو برا بھلا نہ کہہ لیا اور اُن کے معبودوں کا ذکر خیر سے نہ کیا آپ نے فرمایا تم اپنا دل کیسا پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ایمان پر مطمئن، فرمایا اگر وہ پھر کریں تو تم بھی کر لینا اسی پر یہ آیت اتری، پس علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جس پر جبر و کراہ کیا جائے اسے جائز ہے کہ اپنی جان بچانے کے لئے ان کی موافقت کر لے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایسے موقعہ پر بھی اُن کی نہ مانے جیسے کہ حضرت بلال رضی اللہ نے کر کے دکھایا کہ مشرکوں کی ایک نہ مانی حالانکہ وہ انھیں بدترین تکلیفیں دیتے تھے یہاں تک کہ سخت گرمیوں میں پوری تیز دھوپ میں آپ کو لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری وزنی پتھر رکھ دیا کہ اب بھی شرک کرو تو نجات پاؤ لیکن آپ نے پھر بھی ان کی نہ مانی صاف انکار کر دیا اور خدا کی توحید احد احد کے لفظ سے بیان فرماتے رہے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ اگر اس سے بھی زیادہ تمھیں چبھنے والا کوئی لفظ میرے علم میں ہوتا تو میں وہی کہتا اللہ اُن سے راضی رہے اور انھیں بھی ہمیشہ راضی رکھے، اسی طرح حضرت خُبیب بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ جب ان سے مسیلمہ کذاب نے کہا کہ کیا تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گواہی دیتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں، پھر اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا میرے رسول اللہ ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں سنتا اس پر اس جھوٹے مدعیِ نبوت نے ان کے جسم کے ایک عضو کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیا، پھر یہی سوال وجواب ہوا دوسرا عضو جسم کٹ گیا یونہی ہوتا رہا لیکن آپ آخر دم تک اسی پر قائم رہے خدا آپ سے خوش ہو اور آپ کو بھی خوش رکھے، مسند احمد میں ہے کہ جو چند لوگ مرتد ہو گئے تھے

انھیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگ میں جلوا دیا جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا میں تو انھیں آگ میں نہ جلاتا اس لیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ کے عذاب سے تم عذاب نہ کرو ہاں بیشک میں انھیں قتل کرا دیتا اس لئے کہ فرمانِ رسول ہے کہ جو اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر دو جب یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوتی تو آپ نے فرمایا کہ ابن عباس کی ماں پر افسوس ہے، اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وارد کی ہے مسند میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص انکے پاس ہے پوچھا یہ کیا؟ جواب ملا کہ یہ ایک یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اب پھر یہودی ہو گیا ہے ہم اسے تقریباً دو ماہ سے اسلام پر لانے کی کوشش میں ہیں تو آپ نے فرمایا واللہ میں بیٹھوں گا بھی نہیں جب تک کہ تم اس کی گردن نہ اڑا دو یہی فیصلہ ہے خدا اور اس کے رسول کا جو اپنے دین سے لوٹ جائے اُسے قتل کر دو یا فرمایا جو اپنے دین کو بدل دے، یہ واقعہ صحیحین میں بھی ہے لیکن الفاظ اور ہیں پس افضل و اولیٰ یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین پر قائم اور ثابت قدم رہے گو اُسے قتل بھی کر دیا جائے چنانچہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی صحابی رضؓ کے ترجمہ میں لائے ہیں کہ آپ کو رُومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا اس نے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ میں تمھیں اپنے راج پاٹ میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی شاہزادی تمھارے نکاح میں دیتا ہوں صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ تو کیا؟ اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دیدے اور عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمدی سے پھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کر دوں گا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انھیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم چھیدنا شروع کیا بار بار کہا جاتا تھا کہ اب بھی نصرانیت قبول کر لو اور آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں، آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اتار لو پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ یا پیتل کی بنی ہوئی گائے خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے چنانچہ وہ پیش ہوئی بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا کہ اُسے اس میں ڈال دو اسی وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہوئے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا وہ مسکین اسی میں چرمر ہو کر رہ گئے گوشت پوست جل گیا ہڈیاں چمکنے لگیں، رضی اللہ عنہ، پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضؓ سے کہا کہ دیکھو اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کر لو ورنہ اسی آگ کی دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا، آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا کہ ناممکن کہ میں خدا کے دین کو چھوڑ دوں اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انھیں چرخی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لئے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں اسی وقت اُس نے حکم دیا کہ رُک جائیں انھیں اپنے پاس بلا لیا اس لئے کہ اس کو اُمید بندھ گئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر اب اس کے خیالات پلٹ گئے ہیں میری سن لیگا اور میرا مذہب قبول کر کے میری دامادی میں آ کر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا، لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے سُود نکلا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں صرف اس وجہ سے رُو دیا تھا کہ آہ

آج ایک ہی جان ہے جسے راہِ خدا میں اس عذاب کے ساتھ میں قربان کر رہا ہوں کاش کہ میرے رونگٹے رونگٹے میں ایک ایک جان ہوتی کہ آج میں سب جانیں راہِ اللہ اسی طرح ایک ایک کر کے فدا کرتا، بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو قیدخانہ میں رکھا کھانا پینا بند کر دیا کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اُس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی بادشاہ نے بلوا بھیجا اور اُسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لئے حلال تو ہو گیا ہے لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ دینا چاہتا ہی نہیں ہوں اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھ کے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں آپ نے اُسے قبول فرما لیا اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا، جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہاں سے آزاد ہو کر حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں یہ فرما کر پہلے آپ نے ان کے سر کا بوسہ دیا ٭٭

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ
جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد
بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ
ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا
إِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
بیشک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد انھیں بخشنے والا اور
رَّحِيْمٌ (۱۱۰) يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ
مہربانیاں کرنے والا ہے، جس دن ہر شخص اپنی ذات کے لئے
تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ
لڑتا جھگڑتا آئے گا اور ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے اعمال کا
مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۱۱)
پورا بدلہ دیا جائے گا اور لوگوں پر مطلقاً ظلم نہ کیا جائیگا،

یہ دوسری قسم کے لوگ ہیں جو بوجہ اپنی کمزوری اور مسکینی کے مشرکین کے ظلم کے شکار تھے اور ہر وقت بچلائے جاتے تھے آخر انھوں نے ہجرت کی مال اولاد ملک وطن کو چھوڑ کر راہِ خدا میں چل کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کی جماعت میں مل کر پھر جہاد کے لئے نکل پڑے اور صبر و سہار سے خدا کے کلمے کی بلندی میں مشغول ہو گئے انھیں اللہ تعالیٰ ان کاموں یعنی قبولیتِ فتنہ کے بعد بھی بخشنے والا اور ان پر مہربانیاں کرنے والا ہے بروز قیامت ہر شخص اپنے چھٹکارے کی فکر میں لگا ہوگا کوئی نہ ہوگا جو اپنی ماں یا باپ یا بھائی یا بیوی کی طرف سے کچھ کہہ سن کر کر اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا نہ ثواب گھٹے نہ گناہ بڑھے اللہ ظلم سے پاک ہے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً
اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن و
يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ
اطمینان سے تھی اس کی روزی اس ... پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی
بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ
آرہی تھی پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ
الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (۱۱۲) وَلَقَدْ
نے اسے بھوک اور ڈر کا جامہ پہنایا، جو بدلہ تھا انکی کرتوت کا، انکے پاس
جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ
انہی میں سے رسول پہنچا پھر بھی انھوں نے
فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۱۳)
اُسے جھٹلایا آخرش انھیں عذاب نے آدبوچا وہ تھے ہی گنہگار

۱۴
ع ۱۱
۲۰

اس سے مراد اہل مکہ ہیں یہ امن و اطمینان میں تھے آس پاس لڑائیاں ہوتیں یہاں کوئی آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھتا جو یہاں آجاتے امن میں سمجھا جاتا جیسے قرآن نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم ہدایت کی پیروی کریں تو اپنی زمین سے اچک لئے جائیں کیا ہم نے انھیں امن و امان کا حرم نہیں دے رکھا؟ جہاں ہماری روزیاں قسم قسم کے پھلوں کی شکل میں اُن کے پاس چوطرف سے کھچی چلی آتی ہیں یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ عمدہ سہتی پکی روزی اس شہر کے لوگوں کے پاس ہر طرف سے آرہی تھی لیکن پھر بھی یہ خدا کی نعمتوں کے منکر رہے جن میں سب سے اعلےٰ نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تھی جیسے ارشاد باری تعؔ ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا الخ کیا تو نے انھوں کو دیکھا؟ جنھوں نے اللہ تعؔ کی نعمت کو کفر سے بدل دی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر پہنچا دیا جو جہنم ہے جہاں یہ داخل ہوں گے اور جو بُری قرار گاہ ہے ان کی اس سرکشی کی سزا میں دونوں نعمتیں دو زحمتوں سے بدل دی گئیں امن خوف اطمینان بھوک اور گھبراہٹ سے انھوں نے اللہ تعؔ کے رسول ص کی نہ مانی آپ ص کے خلاف پر کمر کس لیں تو آپ ص نے ان کے لئے سات قحط سالیوں کی بد دعا کی جیسے حضرت یوسف ع کے زمانہ میں تھیں اس قحط سالی میں انھوں نے اونٹ کے خون میں لتھڑے ہوتے بالوں تک کھاتے امن کے بعد خوف آیا ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ص کے لشکر سے خوفزدہ رہنے لگے آپ ص کی دن دونی ترقی اور آپؐ کے لشکروں کی بڑھوتری کو سنتے اور سہمے جاتے تھے یہاں تک کہ بالآخر خدا کے پیغمبر ص نے ان کے شہر مکہ پر چڑھائی کی اور اُسے فتح کر کے وہاں قبضہ کر لیا، یہ تھا ان کی بد اعمالیوں کا ثمرہ کہ یہ ظلم و زیادتی پر اڑے ہوئے تھے اور خدا کے رسول ص کی تکذیب کرتے رہے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ان میں خود ان میں سے ہی بھیجا تھا جس احسان کا بیان آیت لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ الخ میں فرمایا ہے اور اسی کا بیان آیت فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ الخ میں ہے اور اسی معنیٰ کی آیت کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ میں ہے تَکْفُرُوْنَ تک اسی لطیفے کو بھی نہ بھولئے کہ جیسے کفر کی وجہ سے امن کے بعد خوف آیا اور فراخی کے بعد بھوک آئی ایمان کی وجہ سے خوف کے بعد امن ملا اور بھوک کے بعد حکومت سرداری امارت اور امامت ملی، فسبحانہٗ ما اعظم شانہٗ۔ سلیم بن نمیر کہتے ہیں ہم اُم المومنین حضرت حفصہؓ کے ساتھ حج سے لوٹتے ہوئے آرہے تھے اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفۃ المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھرے ہوئے تھے مائی صاحبہ رضؓ اکثر راہ چلتوں سے ان کی بابت دریافت فرمایا کرتی تھیں دو سواروں کو جاتے ہوئے دیکھ کر آدمی کو بھیجا کہ ان سے خلیفۃ الرسول کا حال پوچھو انھوں نے خبر دی کہ افسوس آپ شہید کر دیئے گئے اسی وقت آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہی وہ شہید ہے جس کی بابت خدا تعؔ نے فرمایا ہے وَضَرَبَ اللّٰہُ الخ عبید اللہ بن مغیرہ کے شیخ کا بھی یہی قول ہے

فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ حَلٰلًا طَیِّبًا
جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی خدا نے دے رکھی ہے کھاؤ اور
وَّاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ
اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرو اگر
اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ
تم اسی کی عبادت کرتے ہو، تم پر صرف
الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ
مُردار اور خون اور سور کا گوشت
وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ
اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں
فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
پھر بھی اگر کوئی شخص بے بس کر دیا جائے نہ وہ ظالم ہو
فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾
نہ حد سے گذرنے والا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ
کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ

الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ

نہ کہدیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

کہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا

اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنیوالی کامیابی سے محروم

يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّ

ہی رہتے ہیں، انھیں بہت تھوڑا برتنا ملتا ہے اور

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

ان کے لئے ہی دردناک عذاب ہیں ؛

اللہ تعالیٰ۔ اپنے مومن بندوں کو اپنی دی ہوئی پاک روزی حلال کرتا ہے اور شکر کرنے کی ہدایت کرتا ہے اس لئے کہ نعمتوں کا داتا وہی ہے اسی لئے عبادت کے لائق بھی صرف وہی ایک ہے اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں، پھر ان چیزوں کا بیان فرما رہا ہے جو اس نے مسلمانوں پر حرام کردی ہیں جن میں ان کے دین کا نقصان بھی ہے اور ان کی دنیا کا نقصان بھی ہے جیسے از خود مرا ہوا جانور اور بوقت ذبح بہا خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور خدا کے سوا دوسرے کے نام پر ذبح کیا جائے، لیکن جو شخص ان کے کھانے کی طرف بے بس لاچار عاجز محتاج بے قرار ہو جائے اور انھیں کھالے تو اللہ بخشش و رحمت سے کام لینے والا ہے سورۃ بقرہ میں اسی جیسی آیت گذر چکی ہے اور وہیں اس کی کامل تفسیر بھی بیان کردی ہے اب دوبارہ دہرانے کی حاجت نہیں فالحمد للہ پھر کافروں کے رویہ سے مسلمانوں کو روک رہا ہے کہ جس طرح انھوں نے از خود اپنی سمجھ سے حلت حرمت قائم کرلی ہے تم نہ کیا کرو آپس میں طے کرلیا کہ فلاں کے نام کا جانور حرمت و عزت والا بحیرہ سائبہ وصیلہ حام وغیرہ تو فرمان ہے کہ اپنی زبانوں سے جھوٹ موٹ خدا کے ذمہ الزام رکھ کہ آپ حلال و حرام نہ ٹھیرالو اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اپنی طرف سے کسی بدعت کو نکالے جس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو، یا خدا کے حرام کو حلال کرے یا مباح کو حرام قرار دے اور اپنی رائے اور تشبیہ سے احکام ایجاد کرے لِمَا تَصِفُ مَا مصدریہ ہے یعنی تم جھوٹ وصف اپنی زبان سے حلال حرام کا نہ گھڑلو۔ ایسے لوگ دنیا کی فلاح سے آخرت کی نجات سے محروم ہو جاتے ہیں گو کچھ یونہی سا فائدہ اٹھالیں لیکن مرتے ہی المناک عذابوں کا لقمہ بنیں گے۔ یہاں کچھ چکھا چکھی کرلیں وہاں سخت عذاب بے بسی کے ساتھ برداشت کرنے پڑیں گے جیسے فرمانِ خدا ہے اللہ پر جھوٹ افترا کرنے والے نجات سے محروم ہیں دنیا میں کچھ یونہی سی پونجی لے لیں پھر تو ہم ان کے کفر کی وجہ سے سخت عذاب چکھائیں گے ؛؛

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا

یہودیوں پر جو کچھ ہم نے حرام کیا تھا اسے ہم

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا

پہلے ہی سے تجھے سنا چکے ہیں ہم نے

ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

ظلم کرتے رہے۔ جو کوئی جہالت سے برے

عَمِلُوا السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا

عمل کرے پھر توبہ کرے اور

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ

اصلاح بھی کرلے تو پھر بھی تیرا رب بلا شک و شبہ

ع ۱۵ ۹ ۲۱ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

بڑی بخشش کرنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔

اوپر بیان گذرا کہ اس امت پر مردار، خون لحم خنزیر اور خدا کے

سوا دوسرو کے نام کی چیزیں حرام ہیں، پھر جو رخصت اس بارے میں تھی اسے ظاہر فرما کر جو آسانی اس امت پر کی گئی ہے اُسے بیان فرمایا، یہودیوں پر ان کی شریعت میں جو حرام تھا اور جو تنگی اور حرج ان پر تھا اُسے بیان فرما رہا ہے کہ ہم نے ان کی حرمت کی چیزوں کو پہلے ہی سے تجھے بتلا دی ہیں سورۂ انعام کی آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ میں ان حرام چیزوں کا ذکر ہو چکا ہے یعنی یہودیوں پر ہم نے تمام ناخن والے جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور گائے اور بکریوں کی چربی کو سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا انتڑیوں پر یا ہڈیوں سے ملی ہوتی ہو یہ بدلہ تھا اُنکی سرکشی کا ہم اپنے فرمان میں بالکل سچے ہیں۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا ہاں وہ خود ناانصاف تھے ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے وہ پاکیزہ چیزیں جو ان پر حلال تھیں حرام کر دیں دوسری وجہ ان کا راہِ خدا سے اوروں کو روکنا بھی تھا، پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس رحم و کرم کی خبر دیتا ہے جو وہ گنہگار مومنوں کے ساتھ کرتا ہے کہ اُدھر سے اس نے توبہ کی اِدھر رحمت بھری گود اس کے لئے پھیل گئی۔ بعض سلف کا قول ہے کہ اللہ کی نافرمانی جو کرتا ہے وہ جاہل ہی ہوتا ہے توبہ کہتے ہیں گناہ سے ہٹ جانے کو اور اصلاح کہتے ہیں اطاعت پر کمر کس لینے کو۔ پس جو ایسا کرے اس کے گناہ اور اس کی لغزش کے بعد بھی اللہ اُسے بخش دیتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے

إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا
بے شک ابراہیم ع پیشوا اور خدا تعہ کا فرمانبردار اور
لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ط وَلَمْ يَكُ مِنَ
یک طرفہ مخلص تھا، وہ مشرکوں میں سے
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهٖ ط
نہ تھا اللہ تعہ کی نعمتوں کا شکرگزار تھا
اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ
خداتعالیٰ نے اسے اپنا برگزیدہ بنا لیا تھا اور اسے راہِ راست

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا
سجھا دی تھی۔ ہم نے اُسے دُنیا میں بھی ہر طرح کی بہتری
حَسَنَةً ط وَإِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
دی تھی، اور بے شک وہ آخرت میں بھی البتہ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ
نیک کاروں میں ہے۔ پھر ہم نے تیری جانب وحی بھیجی
أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط
کہ تو ابراہیم ع حنیف کی پیروی کرتا رہ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾
جو مشرکوں میں سے نہ تھا ٭

امامِ حنفاء والدِ انبیاء خلیلِ خدا رسولِ جل ؐ وعلا حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی تعریف بیان ہو رہی ہے اور مشرکین اور یہودیوں اور نصرانیوں سے انھیں علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ "اُمّتہ" کے معنی امام کے ہیں جن کی اقتداء کی جائے۔ قانت کہتے ہیں اطاعت گزار فرماں بردار کو حنیف کے معنی ہیں شرک سے ہٹ کر توحید کی طرف آجانے والا اسی لئے فرمایا کہ وہ مشرکوں سے بیزار تھا۔ حضرت ابنِ مسعود رض سے جب اُمّتہ قانت کے معنی دریافت کئے گئے تو فرمایا لوگوں کو بھلائی سکھانے والا اور اللہ تعہ و رسول ؐ کی ماتحتی کرنے والا۔ ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ اُمّتہ کے معنی ہیں لوگوں کے دین کا معلّم۔ ایک مرتبہ حضرت ابنِ مسعود رض نے فرمایا کہ حضرت معاذ رض اُمّتہ قانت اور حنیف تھے اُس پر کسی نے اپنے دل میں سوچا کہ عبداللہ رض غلطی کر گئے ایسے تو بشہادت قرآن حضرت خلیل الرحمٰن ع تھے پھر زبانی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ع کو امت فرمایا ہے تو آپ نے فرمایا جانتے بھی ہو امت کے کیا معنی ہیں؟ اور قانت کے کیا معنی؟ امت کہتے ہیں اُسے جو لوگوں کو بھلائی سکھائے اور قانت کہتے ہیں اسے جو اللہ تعہ اور اس کے رسول ص کی اطاعت میں لگا رہے بیشک حضرت معاذ رض ایسے ہی تھے، مجاہد رح فرماتے ہیں وہ تنہا اُمّت تھے

اور تابع فرمان تھے وہ اپنے زمانہ میں تنہا موحد مومن تھے باقی تمام لوگ اس وقت کافر تھے، قتادہ رح فرماتے ہیں وہ ہدایت کے امام تھے اور خدا تعالیٰ کے غلام تھے، خدا کی نعمتوں کے قدردان اور شکر گزار تھے اور رب کے تمام احکام کے عامل تھے جیسے خود خدا تعالیٰ نے فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى وہ ابراہیم ع جس نے پورا کیا یعنی خدا کے تمام احکام مانے اور بجا لایا، اسے خدا نے مختار اور مصطفٰے بنالیا جیسے فرمان ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ الخ ہم نے پہلے ہی سے ابراہیم ع کو رشد و ہدایت دے رکھی تھی اور ہم اُسے خوب جانتے تھے۔ اُسے ہم نے راہِ مستقیم کی رہبری کی تھی صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی وہ عبادت و اطاعت کرتے تھے اور خدا کی پسندیدہ شریعت پر قائم تھے، ہم نے انھیں دین و دنیا کی خیر کا جامع بنایا تھا اپنی پاکیزہ زندگی کے تمام ضروری اوصاف حمیدہ ان میں تھے ساتھ ہی آخرت میں بھی نیکوں کے ساتھ اور صلاحیت والے تھے انکا پاک ذکر دنیا میں بھی باقی رہا اور آخرت میں بڑے عظیم الشان درجے ملے ان کے کمال ان کی عظمت اُن کی محبت توحید اور اُن کے پاک طریق پر اس سے بھی روشنی پڑتی ہے کہ اے خاتم رسل! اے سید الانبیاء ص تجھے بھی ہمارا حکم ہو رہا ہے کہ ملت ابراہیم ع حنیف کی پیروی کر جو مشرکوں سے بری الذمہ تھا سورۂ انعام میں ارشاد ہے قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ الخ کہدے کہ مجھے میرے ربّ نے صراط مستقیم کی رہبری کی ہے مضبوط اور قائم دین ابراہیم حنیف کی جو مشرکوں میں نہ تھا پھر یہودیوں پر انکار ہو رہا ہے اور فرمایا جا رہا ہے

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ

ہفتے کے دن کی عظمت تو صرف ان لوگوں کے ذمے ہی ضروری کی گئی تھی

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ

جنھوں نے اس میں اختلاف کیا تھا، بات یہ ہے کہ تیرا پروردگار

لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

آپ ہی ان میں ان کے اختلاف کا فیصلہ

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ⑫④

قیامت کے دن کرے گا۔

ہر امت کے لئے ہفتے میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے ایسا مقرر کیا ہے جس میں وہ جمع ہو کر خدا کی عبادت کی خوشی منائیں، اس امت کے لئے وہ دن جمعہ کا دن ہے اس لئے کہ وہ چھٹا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا کمال کیا، اور ساری مخلوق پیدا ہو چکی اور اپنے بندوں کو ان کی ضرورت کی اپنی پوری نعمت عطا فرما دی، مروی ہے کہ حضرت موسیٰ ع کی زبانی یہی دن بنی اسرائیل کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا لیکن وہ اس سے ہٹ کر ہفتے کے دن کو لے بیٹھے یہ سمجھ کر کہ جمعہ کو مخلوق پوری ہو گئی ہفتے کے دن خدا نے کوئی چیز پیدا نہیں کی، پس تورات جب اتری اُن پر وہی ہفتے کا دن مقرر ہوا اور انھیں حکم ملا کہ اُسے مضبوطی سے تھامے رہیں ہاں یہ ضرور فرما دیا گیا تھا کہ آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی آئیں تو وہ سب کے سب کو چھوڑ کر صرف آپ ہی کی اتباع کریں اس بات پر اُن سے وعدہ بھی لے لیا تھا پس ہفتے کا دن انھوں نے خود ہی اپنے لئے چھانٹا تھا اور آپ ہی جمعہ کو چھوڑا تھا، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانہ تک یہ اسی پر رہے، کہا جاتا ہے کہ پھر آپ نے انھیں اتوار کے دن کی طرف دعوت دی۔ ایک قول ہے کہ آپ نے توراۃ کی شریعت چھوڑی نہ تھی سوائے بعض منسوخ احکام کے اور ہفتے کے دن کی محافظت آپ نے بھی برابر جاری رکھی جب آپ چڑھا لئے گئے تو آپ کے بعد قسطنطین بادشاہ کے زمانے میں صرف یہودیوں کی ضد میں آ کر صخرہ سے مشرق کی جانب کو اپنا قبلہ انھوں نے مقرر کر لیا اور ہفتے کے بجائے اتوار کا دن مقرر کر لیا، صحیحین کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم سب سے آخر والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے والے ہیں، ہاں انہیں کتاب اللہ ہم سے پہلے دی گئی یہ دن بھی اللہ تع

نے ان پر فرض کیا لیکن ان کے اختلاف نے انھیں کھو دیا اور اللہ رب العزت نے ہمیں اس کی ہدایت دی پس یہ سب لوگ ہمارے پیچھے ہی پیچھے ہیں، یہود ایک دن پیچھے نصاریٰ دو دن۔ آپ فرماتے ہیں ہم سے پہلے کی امتوں کو اللہ تعہ نے اس دن سے محروم کر دیا، یہود نے ہفتے کا دن رکھا نصاریٰ نے اتوار کا اور جمعہ ہمارا ہوا، پس جس طرح دنوں کے اس اعتبار سے وہ ہمارے پیچھے ہیں اسی طرح قیامت کے دن بھی ہمارے پیچھے ہی رہیں گے، ہم دنیا کے اعتبار سے پچھلے ہیں اور قیامت کے اعتبار سے پہلے ہیں یعنی تمام مخلوق میں سب سے پہلے فیصلے ہمارے ہوں گے (مسلم)

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو خدا کی وحی
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ
اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلاتا رہ اور ان سے بہترین
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ
طریقے سے گفتگو کیا کر یقیناً تیرا رب
هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ
اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بخوبی جانتا ہے
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾
اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے،

اللہ تعالیٰ رب العالمین اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ آپ مخلوق خدا کو راہ خدا کیطرف بلائیں۔ حکمت سے مراد بقول امام ابن جریر رح کلام اللہ اور حدیث رسول اللہؐ ہے اور اچھے وعظ سے مراد جس میں ڈرا اور دھمکی بھی ہو کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور خدا کے عذابوں سے بچاؤ طلب کریں۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ اگر کسی سے مناظرے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو جیسے فرمان ہے:۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ الخ اہلِ کتاب سے مناظرے مجادلے کا بہترین طریقہ ہی برتا کرو۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی نرمی کا حکم ہوا تھا دونوں بھائیوں کو یہ کہہ کر فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا کہ اسے نرم بات کہنا تاکہ عبرت حاصل کرے اور ہوشیار ہو جائے، راہ بھٹکے اور راہ لگے سب خدا کے علم میں ہیں، شقی و سعید سب اس پر واضح ہیں وہاں لکھے جا چکے ہیں اور تمام کاموں کے انجام سے فراغت ہو چکی ہے آپ تو خدا کی راہ کی دعوت دیتے رہیں، لیکن نہ ماننے والوں کے پیچھے اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالئے، آپ ہدایت کے ذمہ دار نہیں آپ صرف آگاہ کرنے والے ہیں، آپ پر پیغام کا پہنچا دینا ہے حساب ہم آپ لیں گے ہدایت آپ کے بس کی چیز نہیں کہ جسے محبوب سمجھیں ہدایت پر لا کھڑا کر دیں لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار آپ نہیں یہ خدا کے قبضے کی اور اس کے ہاتھ کی چیز ہے ؛

ع ۱۶ ۹ ۲۲

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ
اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ
مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ
تمہیں پہنچایا گیا ہے، اور اگر صبر کر لو تو
لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ
بے شک صابروں کے لئے یہی بہتر سے بہتر ہے تو صبر کر
وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ
بغیر توفیق خدا کے صبر کر ہی نہیں سکتا تو ان کے حال پر
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا
رنجیدہ نہ ہو اور جو مکر و فریب یہ کرتے رہتے ہیں ان سے
يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ
تنگدل نہ ہو، یقین مان کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں
اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾
اور نیک کاروں کے ساتھ ہے،

قصاص میں اور حق کے حاصل کرنے میں برابری اور انصاف کا حکم ہو رہا ہے امام ابن سیرین وغیرہ فرماتے ہیں اگر کوئی تم سے کوئی چیز

لے لے تو تم بھی اس سے اسی جیسی لے لو۔ ابن زید رح فرماتے ہیں کہ پہلے تو مشرکوں سے درگذر کرنے کا حکم تھا جب ذرا حیثیت دار لوگ مسلمان ہوئے تو انھوں نے کہا کہ اگر خدا کی طرف سے بدلے کی رخصت ہو جاتے تو ہم بھی ان کتوں سے نبٹ لیا کریں اس پر یہ آیت اُتری آخر یہ بھی حکم جہاد سے منسوخ ہو گئی، حضرتِ عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں سورۂ نحل پوری مکہ مکرمہ میں اُتری ہے، مگر اس کی یہ تین آخری آیتیں مدینہ منورہ میں اتری ہیں، جب کہ جنگِ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور آپ کے اعضائے بدن بھی شہادت کے بعد کاٹ لئے گئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اب جب مجھے اللہ تعالیٰ ان مشرکوں پر غلبہ دے گا تو میں ان میں سے تیس شخصوں کے ہاتھ پاؤں اسی طرح کاٹوں گا، مسلمانوں کے کان میں جب اپنے محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ پڑے تو ان کے جوش بہت بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ واللہ ہم ان پر غالب آکر اُن کی لاشوں کے وہ ٹکڑے ٹکڑے کریں گے کہ عربوں نے کبھی ایسا دیکھا ہی نہ ہو اس پر یہ آیتیں اتریں (سیرت ابنِ اسحاق)، لیکن یہ روایت مُرسل ہے اور اس میں ایک راوی ایسا ہے جن کا نام ہی نہیں لیا گیا مبہم چھوڑا گیا ہے، ہاں دوسری سند سے یہ متصل بھی مروی ہے، بزار میں ہے کہ جب حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے آپؐ پاس آن کر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے آہ! اس سے دل دکھانے والا منظر اور کیا ہو گا کہ محترم چچا کی لاش کے ٹکڑے آنکھوں کے سامنے بکھرے پڑے ہیں، آپؐ کی زبان مبارک سے نکلا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جہاں تک میرا علم ہے میں جانتا ہوں کہ آپ رشتے ناتے کے جوڑنے والے نیکیوں کو لپک کر کرنے والے تھے واللہ دوسرے لوگوں کے درد و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تو آپ کے اس جسم کو یونہی چھوڑ دیتا یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ درندوں کے پیٹوں میں سے نکالتا یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا جب ان مشرکوں نے یہ حرکت کی ہے تو واللہ میں بھی ان میں کے ستر شخصوں کی یہی دُرگت بناؤں گا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور یہ آیتیں اتریں تو آپؐ اپنی قسم کے پورا کرنے سے رک گئے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا لیکن سند اس کی بھی کمزور ہے اس کے راوی صالح بشیر مری ہیں جو ائمہ اہلِ حدیث کے نزدیک ضعیف ہیں بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو انھیں منکر الحدیث کہتے ہیں، شعبی اور ابن جریج کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی زبان سے نکلا تھا کہ ان لوگوں نے جو ہمارے شہیدوں کی بے حرمتی کی ہے اور ان کے اعضاء بدن کاٹ دیئے ہیں واللہ ہم بھی ان سے اس کا بدلہ لے کر ہی چھوڑیں گے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیتیں اتاریں مسند احمد میں ہے کہ جنگ اُحد میں ساٹھ انصاری شہید ہوئے اور چھ مہاجر رضی اللہ عنہم۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکل گیا کہ جب ہم ان مشرکوں پر غلبہ پائیں گے تو ہم بھی ان کے ٹکڑے کئے بغیر نہ رہیں گے، چنانچہ فتح مکہ والے دن ایک شخص نے کہا کہ آج کے دن کے بعد قریش پہچانے بھی نہ جائیں گے اسی وقت ندا ہوئی اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم)، تمام لوگوں کو پناہ دیتے ہیں بجز فلاں فلاں کے جن کے نام لے دیئے گئے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت فرمایا کہ ہم صبر کرتے ہیں، اور بدلہ نہیں لیتے اس آیت کریمہ کی مثالیں قرآن کریم میں اور بھی بہت سی ہیں اس میں عدل کی مشروعیت بیان ہوتی ہے اور افضل طریقے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسے آیت جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا الخ میں، کی برائی کا بدلہ لینے کی رُخصت عطا فرما کر پھر فرمایا ہے کہ جو درگذر کرے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے۔ اسی طرح آیت وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔ میں بھی زخموں کا بدلہ لینے کی اجازت دے کر فرمایا ہے کہ بطورِ صدقہ معاف کر دے!

یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے گی اسی طرح اس آیت میں بھی برابر برابر بدلہ لینے کے جواز کا ذکر فرمایا پھر ارشاد ہوا ہے کہ اگر صبر کر لو تو یہ بہت ہی بہتر ہے، پھر صبر کی مزید تاکید کی اور ارشاد فرمایا کہ یہ ہر ایک کے بس کا کام نہیں ان سے ہی ہو سکتا ہے جن کی مدد پر خدا ہو اور جنھیں اُس کی جانب سے توفیق نصیب ہوتی ہو، پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے مخالفین کا غم نہ کھا ان کی قسمت میں ہی مخالفت لکھدی گئی ہے نہ ان کے فن فریب سے آزردہ خاطر ہو اللہ تعہ تجھے کافی ہے وہی تیرا مددگار ہے وہی تجھے ان سب پر غالب کرنے والا ہے اور اُن کی مکاریوں اور چالاکیوں سے بچانے والا ہے۔ ان کی عداوت اور اُن کے بُرے ارادے تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالے کی مدد اور اس کی تائید ہدایت اور اس کی توفیق ان کے ساتھ ہے جن کے دل خدا کے ڈر سے اور جن کے اعمال احسان کے جوہر سے مالا مال ہوں۔ چنانچہ جہاد کے موقعہ پر اللہ تعہ نے فرشتوں کی طرف وحی اتاری تھی کہ اِنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ایمانداروں کو ثابت قدم رکھو اسی طرح حضرت موسیٰ عہ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے فرمایا تھا لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝ تم خوف نہ کھاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں دیکھتا سنتا ہوں، غار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا غم نہ کرو اللہ تعالے ہمارے ساتھ ہے بس یہ ساتھ خاص تھا۔ اور مراد اس سے تائید و نصرت الٰہی کا ساتھ ہوتا ہے اور عام ساتھ کا بیان آیت وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ اور آیت مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ الخ اور آیت وَمَا تَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ الخ میں ہے یعنی اللہ تعالے تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور وہ تمہارے اعمال دیکھنے والا ہے اور جو تین شخص کوئی سرگوشی کرنے لگیں ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے اور پانچ ہیں چھٹا وہ ہوتا ہے اور اس سے کم و بیش میں بھی جہاں وہ ہوں اللہ تعہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور تو کسی حال میں ہو یا تلاوت قرآن میں ہو یا تم اور کوئی کام میں لگے ہوتے ہو ہم تم پر شاہد ہوتے ہیں پس ان آیتوں میں ساتھ سے مراد سننے دیکھنے کا ساتھ ہے، تقویٰ کے معنی ہیں حرام کاموں اور گناہ کے کاموں کو اللہ تعہ کے فرمان پر ترک کر دینے کے اور احسان کے معنی ہیں پروردگار کی اطاعت و عبادت کو بجا لانا، جن لوگوں میں یہ دونوں صفتیں ہوں وہ اللہ تعہ کی حفظ و امان میں رہتے ہیں، جناب باری تعالیٰ ان کی تائید اور مدد فرماتا رہتا ہے ان کے مخالفین اور دشمن ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں ان سب پر کامیابی عطا فرماتا ہے ابن ابی حاتم میں حضرت محمد بن حاطب رح سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضہ ان لوگوں میں سے تھے جو باایمان پرہیزگار اور نیک کار ہیں ؞ ؞ ؞

* * *

الحمد للہ سورۂ نحل کی تفسیر ختم ہوئی

مسعود پبلشنگ ہاؤس دیوبند